خوفناک صلیبی جنگ

(Armageddon)

گریس ہالسیل

مترجم رضی الدین سید

راحیل پبلی کیشنز اردو بازار کراچی

فہرست

دیباچہ (مترجم)

صدر امریکہ بش جونیئر دہشت گردی کے خلاف مہم کی آڑ میں خود اپنی متعصب ذہنیت کو چھپا رہے ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ کی عالم اسلام کے خلاف یہ مہم تاریخ عالم کی خوفناک ترین جدید صیہونی جنگ عظیم ہے۔

سابق صدر لنڈن بی جانسن کی تقریر لکھنے والی ایک عیسائی خاتون Grace Halsell کو جب احساس ہوا کہ شدید متعصب عیسائی بنیاد پرست Dispensationalist عالمی امن کیلئے کتنا بڑا خطرہ بن گئے ہیں تو اس نے اپنی جہاندیدہ نظر، اعلیٰ تحقیقی اسلوب اور واضح انداز نگارش استعمال کرتے ہوئے اس انتباہ کو اپنی کتاب Forcing God's Hand کے عنوان سے لکھا ہے۔

راحیل پبلی کیشنز کراچی اس کا اردو ترجمہ اپنی بیداری امت بالخصوص حکمرانوں، پالیسی ساز ذمہ داروں، سیاستدانوں، علماء، اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں، صحافیوں اور تحریکات اسلامی اور عوام الناس کے لئے پیش کر رہا ہے۔

اب بات صدیوں یا سالوں کی نہیں دنوں، مہینوں کی رہ گئی ہے۔ عالم اسلام کے لئے یہ جاگنے اور آنکھیں کھولنے کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی فرمائے اور عالم اسلام اور ملت اسلامی کی حفاظت کرے۔

موجودہ عالمی حالات سمجھنے کے لئے یہ ایک بہت اہم کتاب ہے جس کا اردو ترجمہ گذشتہ چند سالوں سے ناپید تھا۔ اب راحیل پبلی کیشنز کراچی نے اسے نئے انداز سے مزید حاشیوں کے ساتھ دوبارہ شائع کیا ہے۔

رضی الدین سید

نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ کراچی

4500039, 0300-2397571

کچھ مصنفہ کے بارے میں

کتاب کی مصنفہ گریس ہال سیل (Grace Halsell) مغربی ٹکساس امریکہ میں پل کر بڑی ہوئیں۔ انہوں نے ٹیکساس کی دو یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی، نیویارک میں کولمبیا اور سوربونی سے۔ سمندر پار اپنی پہلی ملازمت میں انہوں نے بائیکل پر یورپ کا دورہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد جنوب مغرب کے اخبارات کے لئے اپنی رپورٹیں لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے یورپ، جنوبی امریکہ، ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے ملکوں کی سیاحت کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹیں روس، چین، کوریا، ویت نام، بوسنیا اور کوسوو سے بھی ارسال کیں۔ امریکی اخبارات میں لکھنے کے علاوہ انہوں نے جاپان ٹائمز، ہانگ کانگ ٹائیگر اسٹینڈرڈ، عرب نیوز اور لیما (پیرو) کے اخبار لا پرنسا کے لئے بھی کالم نگاری کی۔

صدر جانسن جن دنوں امریکہ کے صدر تھے، گریس ہال سیل اس زمانے میں تین سال تک وہائٹ ہاؤس سے مصنفہ کے طور پر وابستہ رہیں۔ ان کی تصانیف میں ایک کتاب (Soul Sister) شامل ہے۔ یہ ان کے اس تجربے کی سرگزشت ہے، جب انہوں نے مسی سی پی اور ہارلم جا کر اپنے جسم کی جلد کو سیاہ کر لیا تھا اور ایک سیاہ فام عورت کے طور پر زندگی گزاری تھی۔ ان کی ایک اور تصنیف (Bessie Yellow Hair) ان کی اس زندگی کی کہانی ہے، جو انہوں نے ایریزونا کے مقام ناووجو (Navago) میں گزاری۔ (The Illegals) ان کے ان تجربات پر مبنی کتاب ہے جو انہوں نے میکسیکو کے باشندوں کے درمیان رہتے ہوئے حاصل کئے، یعنی وہ باشندے جو سرکاری راہداری کے بغیر امریکہ اور میکسیکو کے درمیان سرحد پار کر کے آتے جاتے رہتے ہیں۔ (Their Shoes) ان کی ایک یادداشت کا نام ہے۔

گریس ہال سیل کا نام امریکہ کی مشہور کتاب (Who is Who) میں درج ہے۔ وہ ٹیکساس کرسچین یونیورسٹی میں صحافت کے گرین آنرز کی چیئر پرسن نامزد کی گئی تھیں۔ انہیں پنسلوانیا یونیورسٹی سے زندگی بھر کی اعلیٰ کارکردگی کا ''(Lifetime Achievement Award)'' بھی دیا گیا ہے۔

رضی الدین سیّد

خدائی کارخانہ چلانے کے دعویدار

یہ خدائی فوج دار

دیباچہ

میں ایک چھوٹے سے قصبے میں پلی بڑھی جہاں میں سنڈے اسکول میں گرجا گھر کا خطبہ سننے جایا کرتی تھی۔ وہاں پادریوں سے میں یاجوج وماجوج (Gog and Magog) یعنی دجال کے آنے اور اس کی شکست ہو جانے کے بارے میں سنتی رہتی تھی اور یہ بھی کہ انسان مرنے کے بعد پھر پیدا کئے جائیں گے اور دنیا کی آخری جنگ عظیم (Armageddon) میں الاؤ دہکائے جائیں گے اور وہ جنگیں لاوا اگلیں گی۔ یہ سب کچھ سن کر میں خدا کو ایک دہشت ناک طاقت سمجھنے لگی۔ وہ خطبے جو میں نے سنے، مثلاً ویسٹ ٹیکساس کے طوفانی خطبے جو گہرا اندھیرا پیدا کر دیتے تھے ان سے محسوس ہوا کہ کوئی پراسرار طاقت مجھ پر حملہ آور ہو رہی ہے۔

میں مسیحیت کو کئی سال تک اپنے وجود کا حصہ سمجھتی رہی۔ بالکل ایسے جیسے میرے ہاتھ پاؤں، میرے بدن کی کھال اور جلد کا رنگ میرے وجود کا حصہ ہیں۔ اب چونکہ بنیاد پرستی میرے وجود کا جزو لازم تھی، اس لئے میں نے یہ جاننا چاہا کہ میرا کل وجود کیا ہے؟ چنانچہ اپنے آپ کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے میں نے ایک ''مختلف فرد'' کا کردار اختیار کیا۔ گویا وہ فرد کوئی سیاہ فام ہے۔ ایک نیو انڈین ہے یا میکسیکو کا غیر قانونی باشندہ ہے۔

۱۹۶۰ء کی دہائی میں جب مشرق وسطیٰ میں لڑائی چھڑ گئی تھی، میں وہائٹ ہاؤس (امریکہ کے ایوان صدر) میں اسٹاف رائٹر (صدارتی تحریریں لکھنے پر مامور) تھی۔ میں قدیم عہد نامے (Old Testament) کی کہانیوں سے آگے مشرق وسطیٰ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ جن دنوں جمی کارٹر اور رونالڈ ریگن صدر تھے، ان سے آخری جنگ عظیم (Armageddon) اور پیدائش نو (Born Again) کی باتیں بہت سننے میں آتی رہیں ان باتوں میں بہت زیادہ ز

(The Rapture) (آسمانی نجات) پر ہوتا تھا۔ میں مسیحی خطیبوں کے لئے ٹی وی کے سارے چینل کھنگالتی رہتی جن میں زبردست مسحور کن پیرائے میں بتایا جاتا کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہیں زمانۂ آخر (End of Time) کا سامنا ہے اور ہم ہی وہ لوگ ہیں جو اس لمحے میں جبکہ پوری انسانی تاریخ کی تباہی مقدر کر دی گئی ہے، زندہ ہیں۔

میں اپنے بچپن میں رات کے وقت گھٹنے ٹیک کر خدا سے (جو میرے حساب سے کہیں آسمانوں کے اندر تھا) دعا مانگا کرتی تھی۔ تاہم جب میں خدا کا تصور کرتی تو وہ اتنا بڑا ہوتا کہ میرا ننھا سا دماغ اس کی تعریف نہیں کر سکتا تھا۔ نہ میں اسے الفاظ میں بیان کر سکتی تھی۔ میں وہ سارے خطبے جو سنتی تھی، انہیں من وعن تسلیم کر لیتی اور اپنے حافظہ میں محفوظ کر لیتی تھی۔ ۱۹۸۰ء کے آخری عشرے میں میں نے جیری فال ویل کی سربراہی میں مقدس سرزمین (Holy Land)[1] کی سیاحت دو بار کی۔ میری سیاحت اور تحقیق کے نتیجے میں ایک کتاب تیار ہوگئی۔ یہ ہے ''پیش گوئی اور سیاست'' (Prophecy & Politics) اب دو عشرے گزر جانے کے بعد میرے دل میں ایک بار پھر یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ سمجھنا چاہیے کہ مسیحی ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس نئی کھوج کے نتیجے میں مزید نئے سوالات پیدا ہوئے اور پھر یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ انکا جواب دینے کی کوشش کروں۔ یہ بھی خیال آتا تھا کہ جیری فال ویل جیسے مسیحی، دنیا کے ختم ہوجانے کی دعائیں کیوں مانگا کرتے ہیں؟ کیا ہمارے لئے ''ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین'' پیدا کرنے کی خاطر اس دنیا کو تباہ کر دینا لازمی ہوگا؟ آخری جنگ عظیم (Armageddon) کے نظریئے پر سوچنے کے لئے میں نے ایسے سوال اٹھائے جو عام طور پر بالکل ''مبتدی'' حضرات اٹھاتے ہیں۔

کسی نے کہا ہے کہ ہم میں سے کسی کو بھی اتنی لمبی زندگی نہیں ملتی کہ وہ ماہر اور کامل ہو جائے۔ زندگی اور موت اور ان سے متعلق باتیں جاننے کے لئے ہم سب بالکل اناڑی ہیں، وہ بھی جو بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ان کی زندگی بھی اتنی کم ہے کہ بدستور اناڑی ہیں۔ لہٰذا میرے سوال جواب سب کے لئے کارآمد ہیں، ان کے لئے بھی جو مبتدی ہیں۔

(گریس ہل سیل۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

نوٹ: آرمیگاڈون Armageddon وہ عظیم جنگ ہے جو عیسائی عقیدہ کے مطابق ریاست اسرائیل کے علاقہ میں شر اور خیر کے درمیان ہوگی۔ The Rapture عقیدے کے مطابق عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی پر فضاء میں جا کر ان کا استقبال کریں گے۔

---

1. یروشلم (مترجم)

آخری جنگ عظیم کے مذہبی نظریئے کی مقبولیت
(The Popularity of Armageddon Theology)

میں اپنی نوعمری کے زمانے ہی سے مبلغوں کی زبانی ''خدا کے دشمنوں'' کے بارے میں بائبل کی کہانیاں سنا کرتی تھی۔ میں نے یاجوج اور ماجوج (Gog & Magog) کے لشکر کے متعلق تمثیلی کہانیاں سنیں، یہ سب کی سب روحانی اور آسمانی ہوتی تھیں یعنی ان جگہوں کے حوالے سے جو دنیا کے نقشے پر کہیں نظر نہیں آتے۔ آج ''جیری فال ویل'' اور ''ہال لینڈ سے'' کے ایک ہاتھ میں بائبل ہے اور دوسرے ہاتھ میں اخبار۔ اور وہ خدا کے دشمنوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ یعنی اسرائیل پر آئندہ یقینی طور پر حملہ کرنے والے، روس اور چین کی نشاندہی۔

فال ویل اور لینڈ سے کہتے ہیں کہ ہم سب کے لئے خدا کی ہدایت ہے کہ ہم ہولناک جنگ لڑیں ایسی جنگ کہ جس کے ساتھ انسانی تاریخ ختم ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت تقریباً ایک درجن ملکوں کے پاس ایٹمی اسلحے موجود ہیں، چنانچہ ہم دنیا کو یقینی طور پر ختم کر سکتے ہیں۔

ٹی وی پر تبلیغ کرنے والے پادری پیٹ رابرٹسن کہتے ہیں۔ بائبل میں دنیا کے آئندہ حادثات کی صریح شہادتیں موجود ہیں۔ یہ زمین کو ہلا دینے والی پیش گوئیاں ہیں۔ آخری جنگ عظیم ہوا ہی چاہتی ہے۔ یہ حزقیل (Ezakiel)[1] کی تائید میں کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔ آخری امریکہ حزقیل کی راہ میں آ گیا ہے اور ہم بس عین عالم انتظار میں ہیں۔

''آخری صبح'' (Final Dawn) کے مصنف جون ہیگے لکھتے ہیں۔ امریکہ جدید معرکے کی علامت بن گیا ہے اور ہم سب ہولناک تباہی کی طرف رواں دواں ہیں۔

پیسٹر کن باؤجن کا تعلق میکلین بائبل چرچ سے ہے اور جہاں سنڈے اسکول میں صدر

1۔ ایک انجیلی کتاب (مترجم)

کلنٹن کے مقدمے کے، اسپیشل پراز یکیوٹر کینتھ اسٹار پڑھاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کا خاتمہ قریب ہے اور اس حادثے کا وقوع ہماری زندگی ہی میں کسی وقت ہوسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آخری معرکے (Armageddon) سے بھی پہلے، ہر دو میں سے ایک فرد ہلاک ہو جائے گا۔ یعنی تین ارب آدمی ختم ہو جائیں گے۔[1]

ٹی وی کے معروف مبلغ جیری فال ویل اعلانیہ کہتے ہیں کہ آخری جنگ عظیم ایک خوفناک حقیقت ہے۔ ہم سب ایک آخری نسل کا حصہ ہیں۔ پوری تاریخ اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میرے بچے بھی اپنی پوری زندگی گزار سکیں گے۔ معرکۂ عظیم کے بارے میں جیری فال ویل کہتے ہیں: ایک آخری جھڑپ ہوگی، پھر خدائے تعالیٰ اس کرۂ ارض کو ٹھکانے لگا دے گا۔ خدا اس زمین، اس آسمان، سب کو تباہ کردے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ دنیا کے کئی ارب افراد مر جائیں گے یہ آخری معرکہ انتہائی ہولناک ہوگا۔

پولٹر کا بیان ہے کہ اس مذہبی نظریے کو زیادہ سے زیادہ امریکی تسلیم کرنے لگے ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں یانکے ہووچ (Yankehovich) کی رائے شماری میں یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ ۳۹ فیصد امریکیوں کے عقیدے اور بائبل کے مطابق اس زمین کی تباہی آگ سے ہوگی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ آخری جنگ عظیم سے پہلے آئندہ صدی میں ہم اپنی تہذیب کا خود ہی صفایا کردیں گے۔ (یعنی اکیسویں صدی، موجودہ صدی)

بعد ازاں ۱۹۹۸ء کی رائے شماری سے ظاہر ہوا ہے کہ اس خیال سے اور بھی کئی لوگ اتفاق کرتے ہیں۔ ٹائم میگزین نے بتایا کہ امریکہ کی نصف سے کچھ زیادہ آبادی یعنی ۵۱ فیصد لوگ یقین رکھتے ہیں کہ آئندہ صدی میں افراد کی لائی ہوئی تباہی انسانی تہذیب کو نیست و نابود کردے گی۔ (یعنی موجودہ صدی میں)

عوامی طور پر مقبول پادریوں میں جو آخری جنگ عظیم کے مذہبی نظریے پر یقین رکھتے اور اس کی تبلیغ کرتے ہیں درج ذیل پادری شامل ہیں:

---

1. اس وقت دنیا کی کل آبادی ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے۔ (مترجم)

☆ رائل اولس شیکن کے جیک وین امپی ہر ہفتے اپنی تقریر نشر کرتے ہیں اور نوے سے زیادہ چینل پر خطاب کرتے ہیں۔ ان میں ٹرینٹی براڈ کاسٹنگ مذہبی نیٹ ورک، امریکہ کے ۴۳ ریڈیو اسٹیشن اور ٹرانس ورلڈ ریڈیو، جو دنیا بھر میں سنا جاتا ہے، شامل ہیں۔

☆ چارلس ٹیلر جن کا تعلق ہنگنٹن بیچ (کیلیفورنیا) سے ہے۔ وہ اپنے نشریئے میں ''بائبل کی پیش گوئی، آج کے لئے'' نامی پروگرام کے تحت جو سیٹلائیٹ کے ذریعے دنیا بھر میں دیکھے اور سنے جانے والے بیس سے زیادہ نشر گاہوں پر، اس مضمون کا اعلان کر چکے ہیں۔

☆ اسٹوارٹ میک برین دینیات کے غیر سرکاری گریجویٹ اسکول کے صدر ہیں، وہ اپنے ''اخباری تبصرے'' نشر کرتے ہیں۔

☆ چک اسمتھ جن کا ریڈیو پروگرام سینکڑوں نشر گاہوں سے سنا جاتا اور کالوری سیٹلائٹ نیٹ ورک سے نشر ہوتا ہے۔ کوسٹا میسا (کیلیفورنیا) میں ان کا ایک ''کالوری چینل'' ہے جس کے ۲۵ ہزار ارکان ہیں، امریکہ میں ان کے چھ سو سے زائد جبکہ بین الاقوامی طور پر ایک سو سے زائد کالوری چینل ہیں۔

☆ رے پروبیک جو ایک پروگرام ''خبر کے پیچھے خدا کی خبر'' (God's news behind the news) کے میزبان ہوتے ہیں ان کا اپنا ایک مجلّہ بھی ہے جس کا نام عکس و خبر (Reflection on the news) ہے۔

☆ پال کراوَچ جن کا ٹرینٹی براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک ہے جو قیامت کے بارے میں پیش گوئیاں نشر کرتا ہے۔ یہ چینل پورے امریکہ کے گھروں میں دیکھا جاتا اور سیٹلائٹ کے ذریعے دنیا بھر میں پہنچایا جاتا ہے۔ ان کے نیٹ ورک پر ممتاز مبلغ ہال لینڈ سے مستقل مہمان ہوتے ہیں۔ لاس اینجلز میں پال کراوَچ کا ہفتے کی صبح کو اپنا ریڈیو پروگرام ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ کاؤنٹ ڈاؤن نیوز جرنل (Countdown News Journal) بھی شائع کرتے ہیں۔

☆ جیمز ڈابسن، جو کولوریڈو یق زہبی پروگرام کے براڈ کاسٹر ہیں وہ ایا

پروگرام "خاندان پر توجہ" (Focus on the Family) کے بانی ہیں۔ جس کے بیس لاکھ سے زیادہ ارکان ہیں۔ مختلف ریاستوں میں اس کی ۳۴ شاخیں ہیں جبکہ تیرہ سو تنخواہ دار عملہ ہے۔ اس کا سالانہ بجٹ گیارہ کروڑ چالیس لاکھ ڈالر ہے۔ اپنے ریڈیو اور ٹیلی ویژن براڈ کاسٹ کے ذریعے، وہ ہر ہفتے دو کروڑ ۸ لاکھ افراد تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔

☆ لیوس پالا (Luis Palaw) جس کو سننے کے لئے اتنا بڑا ہجوم جمع ہوتا ہے کہ اخبار پارک ٹائمز نے ۱۹۹۹ء میں اپنے صفحہ اول پر ان کے بارے میں فیچر شائع کیا۔ لیوس کا اندازہ ہے کہ انہوں نے ۶۷ اقوام سے خطاب کرتے ہوئے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد سے گفتگو کی ہے۔ ان کا ایک ہفتہ وار کیبل ٹی وی پروگرام ہوتا ہے اس کے علاوہ ہر روز تین ریڈیو پروگرام بھی نشر کرتے ہیں جنہیں بائیس ملکوں میں سنا جاتا ہے۔

آخری جنگ عظیم کے نظریئے (Armageddon Theory) پر کاربند مقبولِ عوام پادری، نہ صرف بڑے بڑے ہجوموں کو متاثر کرتے ہیں بلکہ بڑی دولت بھی کماتے ہیں۔ اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

- اورل رابرٹس، ٹلسا (Tulsa) میں پادری ہیں، ایک بار انہوں نے اپنے سننے والوں سے کہا کہ مجھے اسی لاکھ ڈالر چاہئیں ورنہ خدا مجھے اپنے گھر بلا لے گا۔ چنانچہ ان کے پیروکاروں نے انہیں وہ رقم مہیا کر دی۔

- ڈبلو اے کرسول ڈیلاس میں پہلے بپٹسٹ چرچ کے پادری ہوا کرتے تھے (جس کے ارکان کی تعداد ۲۶ ہزار تھی)۔ انہوں نے ایک مذہبی اجتماع میں حاضرین کو بتایا کہ انہیں چرچ کے "بجلی کے بل ادا کرنے ہیں" جس کے لئے اسی لاکھ ڈالر درکار ہوں گے۔ چنانچہ ایک اتوار کے چندے ہی میں وہ ساری رقم اکٹھا ہو گئی۔

- پیٹ رابرٹسن نے ورجینا بیچ میں ایک کرسچن براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک تعمیر کیا ہے جس سے انہیں ہر سال نو کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ اس منافع پر کوئی ٹیکس بھی نہیں ہے۔ اپنے سی بی این (CBN) میں انہوں نے ایک فیملی چینل بھی بنایا ہے جو

امریکہ میں ساتواں سب سے بڑا نیٹ ورک ہے۔ یہاں سے رابرٹسن کا مقبول پروگرام ''گفتگو روبرو'' (Talkshow) دی سیون ہنڈرڈ کلب (The 700 Club) کے عنوان سے نشر ہوتا ہے۔ رابرٹ بوسٹن نامی مصنف کے بقول یہ پروگرام جتنا مذہب کے بارے میں ہوتا ہے تقریباً اتنا ہی سیاست کے بارے میں ہوتا ہے۔ ۱۹۹۷ء میں رابرٹسن نے اپنا فیملی چینل فوکس ٹیلی ویژن کو جس سے انہیں 19 لاکھ ڈالر کی آمدنی ہوئی، بیچ دیا۔

بوسٹن نے اس پیٹ رابرٹسن کی سوانح عمری ''امریکہ کا خطرناک ترین آدمی'' (The Most Dangerous Man in America) کے عنوان سے لکھی اور بتایا کہ ٹیکس سے مستثنیٰ مذہبی پروگراموں کی آمدنی سے، دوسرے منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جاتی تھی۔ ان میں سیاسی نوعیت کے منصوبے بھی شامل تھے۔ خاص طور پر کرسچن کولیشن (Christian Coalition) کی سرمایہ کاری۔ کرسچن کولیشن جس کا دو کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر سالانہ بجٹ ہے، کا دعویٰ ہے کہ اس کے ارکان کی تعداد سترہ لاکھ ہے اور اس کی الحاقی اور مقامی شاخیں امریکہ کی ۵۰ ریاستوں میں پائی جاتی ہیں۔ بوسٹن کے بیان کی رو سے، کرسچن کولیشن امریکہ کی سیاسی تنظیموں میں واحد سب سے زیادہ با اثر سیاسی تنظیم ہے۔

پیٹ رابرٹسن زائرے کے سابق صدر اور ڈکٹیٹر موبوتو کا مستقل طرف دار اور حمایتی تھا۔ چنانچہ زائرے میں اس کی ہیرے کی ایک کان بھی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک ''آپریشن بلیسنگ'' نامی ادارہ چلاتا ہے جو ایک خیراتی ادارہ ہے اور اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ اس میں دنیا بھر کی سیاحت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ورجینا کے سینیٹر ''جینٹ ڈی میوول'' نے چیلنج کیا کہ مذکورہ ادارے ''آپریشن بلیسنگ'' کو ٹیکس میں چھوٹ نہیں ملنی چاہئے کیونکہ اس کے طیارے دراصل ہیرے کی کان میں استعمال ہونے والے آلات لاد کر لے جاتے ہیں اور یہ کان پیٹ رابرٹسن کی ملکیت ہے۔

رابرٹسن ۱۹۸۸ء میں صدارتی انتخاب کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ ۱۹۹۹ء میں وہ ایک بڑے بینک کا چیئرمین بننے جا رہا تھا۔ منصوبے کے مطابق اس کا نیا نیشنل بینک، بینک آف اسکاٹ

لینڈ سے ملحق ہوگا۔ اس کی شاخیں نہیں ہوں گی بلکہ اس کی بجائے وہ اپنے گاہکوں سے ٹیلی فون اور ڈاک کے ذریعے رابطہ رکھے گا۔ مبلّغ پیٹ رابرٹسن کے ٹی وی کرسچن براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک اور اس کی سیاسی تنظیم کرسچن کولیشن میں بھی اس نے عطیات کی وصولی کا یہی طریقہ اپنا رکھا تھا۔ نیویارک ٹائمز مطبوعہ ۳ مارچ ۱۹۹۹ء کے مطابق وہ اس بینک کا نہایت اہم اقلیتی حصہ دار ہوگا اور اس کی امریکن ہولڈنگ کمپنی کا صدر بھی ہوگا۔

قطر میں امریکہ کے سابق سفیر اینڈریو کل گورنے کہا کہ اگر کوئی غیر ملکی کمپنی رابرٹسن کے طریقہ پر کام کرنا چاہے تو اس کا کام اس لئے آسان ہو جائے گا کہ پیٹ رابرٹسن کے پاس ایک غیر الحاقی بینک ہے۔ مذکورہ سفیر اب امریکن ایجوکیشنل ٹرسٹ کے صدر ہیں۔

آخری معرکے (Armageddon) پر کتابیں جان گریشم کے ناولوں سے اگر زیادہ نہیں تو اس کے برابر ضرور فروخت ہوتی ہیں۔ ہال لینڈ سے کی کتاب ''آنجہانی عظیم کرہ ارض'' (The Late Great Planet Earth) کی دو کروڑ پچاس لاکھ سے زیادہ کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔ ۱۹۷۰ء کی پوری دہائی میں یہ سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب تھی اور بائبل کے سوا ہر کتاب سے زیادہ فروخت ہوئی، اس نام سے اس پر فلم بھی بنائی گئی جس پر تبصرہ اورسن ویلس نے کیا ہے۔ لینڈ سے نے چار اور ناول بھی لکھے ہیں جن میں سے ایک کا نام ''جہان نو ہو رہا ہے پیدا'' (There is a New World Coming)۔ ان سب ناولوں میں ایک ہی پیشین گوئی کی گئی تھی کہ آخری جنگ (Armageddon) بالکل سامنے ہے، جس کے بعد یہ دنیا تباہ ہو جائے گی۔

۱۹۹۰ء کی دہائی کے آخری زمانے میں ٹم لاہائی (Tim Lahaye) نے ایک سلسلے کی چار کتابیں ''پیچھے رہ جانے والے'' (Left Behind) کے نام سے لکھیں۔ وہ مبشراتی کلیسا کے ماننے والے (Evangelist) فرد ہیں۔ ان کا موضوع ''دوبارہ مسیحی پیدا ہونے کی نوید'' (Rapture of Born Again Christians) ہے۔ ان کی کتاب کی

تیس لاکھ کاپیاں فروخت ہوئیں۔ پبلشر ویکلی کے ایڈیٹر نے بتایا کہ ''ان کتابوں کی مقبولیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیحیوں سے نکل کر سیکولر لوگوں میں بھی پہنچ گئی ہیں اور ایسے کاروباری بازاروں مثلاً وال مارٹ اور کے مارٹ میں بھی خوب فروخت ہوئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کتابیں ہمارے کلچر پر حاوی ہوگئی ہیں۔

بائبل چرچ:۔ ڈلاس کی مذہبی درس گاہ (Dallas Theological Seminary) اس فکر کا سرچشمہ ہے کہ خدا کی ہدایت کے بموجب ہمیں اس دنیا کو ختم کر دینا چاہیے۔ بہت سے پادریوں نے اپنے درس کی تکمیل اسی نظریے میں کی ہے اور اب وہ تقریباً ایک ہزار بائبل چرچوں میں اس مذہبی نظریے (Armageddon Theology) کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ حالیہ برسوں کے دوران میں پورے امریکہ کے اندر ایسے بائبل چرچ کھل گئے ہیں جو کسی بھی بڑے چرچ سے وابستہ نہیں بلکہ آزاد ہیں۔ تاہم بائبل چرچوں کی انٹرنیشنل فیلوشپ کے اندر وہ آپس میں رابطہ رکھتے ہیں۔

ایک ویب سائٹ کے مطابق نئے بائبل چرچوں کی سب سے زیادہ تعداد مشیگن، نیو جرسی اور پین سلیوانیا میں ہے۔ میری ایسٹ لینڈ نے وال اسٹریٹ جرنل (۱۲ فروری ۱۹۹۹ء) میں لکھا ہے کہ بہت سے بائبل چرچ قدامت پرست مذکورہ بالا ''ڈلاس ایتھولوجیکل سیمناری'' سے روحانی رشتہ رکھتے ہیں جہاں سے بائبل چرچوں کے بیشتر پادری براہ راست یا بالواسطہ طور پر پیدا ہوئے ہیں۔''

امریکہ میں تقریباً ۵ کروڑ بنیاد پرست ہیں۔ جو لاتعداد مذہبی تنظیموں میں بٹے ہوئے ہیں۔ مبشراتی چرچ اور دوسری پرکشش تحریکوں کے ارکان Armageddon کے مذہبی نظریے کے سب سے پرجوش وکیل ہیں۔ اور وہ شمالی امریکہ کے مسیحیوں میں بنیاد پرستی کی سب سے تیزی سے مقبول ہونے والی شاخ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

مسیحیت کے اس بڑھتے اور پھیلتے ہوئے شعبوں میں مذہبات کے محترم عالم، پادری

اور دینی درسگاہوں کے سربراہ ایک ہی مسلک کی تعلیم دیتے ہیں۔ جیسا کہ ایک مسلک کے رہنما جم جونز نے موت کے دہانے تک پہنچتے ہوئے اپنے پیچھے آنے والوں سے کہا تھا کہ ''دنیا ختم ہوا چاہتی ہے لہذا ہمیں اس کا ساتھ دینا ہوگا ہمیں اس ہجوم سے آگے نکل جانا چاہئے''۔

دنیا کے خاتمے اور آخری جنگ عظیم (Armageddon) کے نظریئے کی مقبولیت اتنی زیادہ ہے کہ وہ ''سرپھرے افراد'' سے لے کر اعلیٰ ترین ارباب حکومت تک میں دیکھی گئی ہے۔ رابرٹ شیر نے ایک کتاب بنام (With Enough Power Reagan Bush & Nuclear War) لکھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ سابق وزیر دفاع کیسپر وائن برگر نے ۱۹۸۳ء میں Armageddon کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''جی ہاں میں نے انکشاف کی کتاب (Book of Revelation) پڑھی ہے اور میرا یقین ہے کہ دنیا ختم ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایسا کام حکم الٰہی ہی سے ہوگا۔ مجھے روزانہ محسوس ہوتا ہے کہ وقت تیزی سے نکلتا جا رہا ہے''۔

تاریخ کے ایک محقق ڈیو میکفرسن نے کہا ہے آرمیگڈون نظریئے میں خطرہ یہ ہے کہ یہ یقینی موت پر مبنی ہے اور چھوت کی طرح پھیلتی ہے۔ اس کی ایک مثال اس کی یہ ہے کہ ساٹھویں کی دہائی کے آخری دنوں میں جب کہ ۷۰ کی دہائی شروع ہونے والی تھی، ہر برٹ ڈبلو آرمسٹرانگ نے اپنے سینکڑوں مقلدوں کو باور کرا دیا تھا کہ ''اپنی ساری املاک ورلڈ وائڈ چرچ آف گاڈ کے حوالے کر دیں اس لئے کہ دنیا ختم ہونے والی ہے''۔

(ہزاریئے) ملینیئم پروفیسی رپورٹ کے ایڈیٹر ٹیڈ ڈینیل نے جن کا تعلق فلاڈیفیا سے ہے کہا کہ وہ لوگ جنہیں یہ امید ہوتی ہے کہ دنیا عنقریب ختم ہو جائے گی، عجیب وغریب حرکتیں کرتے ہیں۔ ڈینیل کے پاس اس طرح کے ۱۲ سو سے زیادہ عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق کوائف موجود ہیں، ان گروہوں کا تعلق امریکہ سے اور اس سے باہر کے ممالک سے ہے۔

دنیا کے یقینی خاتمے کے عقیدہ رکھنے والا ایک گروہ کوریا میں بھی ہے۔ اس کا نام ہویوگو

(Hyoo-Go) ہے۔اس کے ارکان کو توقع تھی کہ ۱۹۹۲ء میں تمام حق پرستوں کو دنیا سے اٹھا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا اور پھر باقی دنیا کے لئے آخری موت کے دور کا آغاز ہوگا۔

ایک اور گروہ (The Order Of Solar Temple) ہے۔ یہ ایک خفیہ فرقہ ہے جس نے ۱۹۹۴ء میں اجتماعی خودکشی کا عمل کیا تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں سوئزرلینڈ اور کینیڈا کے لوگوں نے اپنی جانیں دے دیں۔ پچاس افراد نے اس طرح خودکشی کی کہ بڑے بڑے تمغے ان کے سینوں پر سجے ہوئے تھے جس میں ''یقینی موت'' کی علامت ''چار گھوڑ سوار'' بنے ہوئے تھے۔

ایک اور تنظیم 'برانچ ڈیوڈیان'' ہے جس کے ماننے والے ٹیکساس سے باہر رہتے ہیں۔ اپریل ۱۹۹۳ء میں وفاقی ایجنٹوں نے ان کے احاطے پر حملہ کر دیا اور مرگِ عالم پر عقیدہ رکھنے والے اسی افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

ایک تنظیم ہیوز گیٹ (بابِ جنت) ہے۔ سین فریگو کے مضافات میں اس کے ۳۹ ارکان نے اپنے آپ کو خود ختم کر دیا اور اپنے پیچھے کاغذات چھوڑ گئے جن میں لکھا تھا کہ یہ دنیا تمام تر شر اور فساد ہے اور اس کا غارت ہو جانا یقینی ہے۔

وائس ان دی وِلڈرنیس (ویرانے کی آواز) نامی گروپ ملفورڈ ریاست نیو ہمشائر میں رہتا ہے۔اس کا مشورہ یہ ہے کہ درخت مت لگاؤ اور آگے کے منصوبے مت بناؤ کیونکہ اس طرح کی احمقانہ سرگرمیوں کے لئے اب مہلت نہیں رہی ہے۔

لٹل راک ریاست ارکانساس کے قریب قلعہ نما ایک قصبہ ہے جہاں تقریباً سو باشندے ہر وقت مسلح اور کیل کانٹے سے لیس رہ کر کام کرتے، عبادت کرتے اور فوجی ڈرل کرتے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ کسی بھی وقت تباہیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کے بعد انسانی تاریخ ختم ہو جائے گی۔اور کلائم ماسٹر کے بمبار ٹموتھی میک ویو نے جس کو سزا دی جا چکی ہے ۱۹۹۵ء میں اوکلاہا جا کر وفاقی عمارت پر بمباری سے پہلے بلو ہم ٹی میں اپنے دوستوں کو مر جانے کے لئے فون کر دیا تھا۔

اس عرصے میں مسیحیت کے تشخص کی تحریک نے، جو ریگن اور بش سینئیر کے زمانے سے ابھر کر سامنے آئی تھی، عالمگیر نوعیت اختیار کر لی ہے جس میں دائیں بازو کی انتہا پسندی کو بہت فروغ ہوا ہے۔ اس کا مرکزی تصور یہ ہے کہ ''دوسرے سے نفرت کرو''۔ یہ ''دوسرے'' کون ہیں؟ سیاہ فام نسل، کے لوگ، یہودی عورتیں، ہم جنس پرست، اسقاط کرانے والے ڈاکٹر اور لبرل (آزاد طبع) لوگ۔ پیٹرک منگیز نے اپنی کتاب (Apocalypse Now) میں لکھا ہے کہ ان کی مذہبیات ایک عجیب طرح کا تہذیبی نظام ہے، جس میں نظریاتی اتحاد کی تلقین اور انتہائی دائیں بازو والوں کے لئے ایک نظریاتی سانچہ موجود ہے۔ یہ ہیں کوکلکس کلان، نئے نازی گنجے نسل پرست اور آریائیوں کی مدافعتی تحریک کے ارکان۔

کرسچن آئیڈنٹٹی (Identity) نامی تنظیم کا ایک ہیرو جو شمالی اڈیہو کا باشندہ ہے، اگست ۱۹۹۲ء کے گیارہ روزہ علامتی مظاہرے میں شامل تھا۔ وہ ایک افسر کے قتل کے الزام میں گرفتار تھا لیکن اب بری کیا جا چکا ہے۔ ٹیکساس کے احاطے میں اس پر قاتلانہ حملے کا منصوبہ ''امریکن ہولوکاسٹ'' نامی انتہائی دائیں بازو کے ارکان نے بنایا تھا۔

مسیحی تشخص (Christian Identity) کی تحریک گذشتہ سات سال کے اندر تین ہزار ارکان سے آگے نکل کر تیس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ایک اندازہ ہے کہ اس کی مستقل رکنیت کے علاوہ بھی اس کے مقلدین کی تعداد تقریباً ڈھائی لاکھ ہے۔

امریکہ میں انتہائی تیزی سے پھیلنے والا عقیدہ
آخری جنگ عظیم ''آرمیگاڈون'' کیا ہے؟

What is Armageddon?

امریکہ میں ایک نئے مذہبی عقیدے نے ظہور کیا ہے۔ اس کے ماننے والوں میں سارے نام نہاد ''جنونی'' ہی شامل نہیں بلکہ متوسط سے بالائی متوسط طبقہ کے امریکی تک شامل ہیں۔ یہ لوگ ٹی وی کے پادریوں یا مسیحی مبلغوں کو سنتے ہیں اور ان کو ہر ہفتے لاکھوں ڈالر نذر کرتے ہیں۔ یہ مبلغ اس عقیدے کی مبادیات بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہال لینڈ سے (Hal Lindsey) اور ٹم لاہائی (Tim Lahaye) کو پڑھتے ہیں۔ ان کا ایک ہی مقصد ہے، یعنی خدا کے ہاتھوں کو سہولت فراہم کرنا (یعنی Forcing God's Hands) تاکہ وہ ہاتھ انہیں اٹھا کر جنت میں پہنچا دیں جہاں کوئی مصیبت نہیں ہوگی اور جہاں سے وہ آرمیگڈن یعنی خیر و شر کا آخری معرکہ اور کرۂ ارض کی تباہی کا منظر دیکھیں گے۔ یہ نظریہ (Assemblies of God)، (Penticostal) اور دوسرے کرشمہ ساز کلیساؤں اور مزید یہ کہ (Southern Baptist) تک پھیل گیا ہے۔ یہ نظریہ Baptist اور لاتعداد چھوٹے بڑے گرجاؤں میں بھی پہنچ گیا ہے۔ آج کی مسیحی دنیا میں تیزی سے پھیلنے والی تحریک یہی ہے۔

ایونجیلیکل ازم

(Evangelicalism) کیا ہے؟

اس عقیدے کے مقلد اپنے مسلک میں شدید بنیاد پرست ہیں اور اس وقت امریکی باشندوں کی تقریباً ایک چوتھائی تعداد اس کی ماننے والی ہے۔ ولیم مارٹن، رائس یونیورسٹی میں سوشیالوجی کے پروفیسر کا بیان ہے کہ:

کیمپس کروسیڈ فار کرائسٹ (Campus Crusade for Christ) نامی اس تنظیم کو مالی امداد فراہم کرنے والے بڑے ثروت مند لوگ ہیں مثلاً نیلسن بنکر ہنٹ اور ٹی کلن ڈیوس۔ اس وقت یہ تحریک بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کا مقصد ایک بلین ڈالر جمع کرنا ہے تا کہ کرۂ ارض کے ہر فرد تک مسیح کا پیغام پہنچا دیں۔ سولہ ہزار مسیحی علماء جن کی تعداد میں ہر روز ایک کا اضافہ ہو رہا ہے اور جو سالانہ دو بلین ڈالر کی نجی تعلیمی صحت سے وابستہ ہیں، ان کے علاوہ کل وقتی مزید مبلغ دو کروڑ افراد تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں اور نصف ارب ڈالر سے زیادہ عطیات اکٹھا کر لیتے ہیں۔

(مصنف: کرافٹ ویکر

(Evangelical Tradition in America

اسرائیل: اسٹیج کا مرکز

آرمیگاڈون (Armageddon) کیا ہے؟

آرماگیڈون تھیولوجی (Armageddon Theology) یعنی یہ عقیدہ کہ ایک آخری معرکے کے بعد انسانی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میں نے ۱۹۸۳ء میں، ۶۲۹ دوسرے عیسائی امریکیوں کے ساتھ نام درج کرایا۔ ہمارا ارادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس سرزمین[1] کی سیاحت کا تھا۔ اس سیاحت کا اہتمام مشہور عیسائی مبلغ جیری فال ویل نے کیا تھا۔ تل ابیب میں طیارے سے اترنے کے بعد ہم سب ۵۰، ۵۰ کے گروپوں کے ساتھ الگ الگ بسوں میں سوار ہوئے اور شمال کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہماری منزل تل ابیب سے ۵۵ میل شمال میں میگوڈو تھی۔ یہ جگہ بحیرۂ روم سے (خشکی میں) پندرہ میل اندر تھی۔

راستے میں میری شناسائی کلائیڈ سے ہو گئی۔ وہ مینو پولیس کا ایک سابق کاروباری عہدیدار ہے۔ اس کی عمر ساٹھ کی دہائی کے آخری برسوں تک پہنچ گئی تھی۔ وہ ایک کالج گریجویٹ ہے اور دوسری عالمی جنگ میں فوجی افسر رہ چکا ہے۔ کلائیڈ چھ فٹ لمبا ایک وجیہہ انسان ہے اس کے سر پر پورے بال ہیں جن میں تھوڑی سی سفیدی آ چکی ہے۔

میگوڈو پہنچ کر ہم بس سے اتر گئے اور کچھ دور چل کر ایک ٹیلے پر پہنچ گئے۔ یہ ایک مخروطی پہاڑی ہے جس نے قدیم اقوام کے باقیات کو یکے بعد دیگرے ڈھانپ رکھا ہے۔

کلائیڈ بتاتے ہیں۔ یہاں کنعان کا قدیم شہر آباد تھا۔ پھر وہ بتاتے ہیں کہ ہم السیڈرلون (Esdraelon) کے لق ودق چٹیل میدان میں کھڑے ہیں جسے پرانے صحیفوں

1. یروشلم (مترجم)

میں جزرائیل کی وادی (Valley of Gezreel) کہا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں میگوڈو ایک بڑا اہم شہر ہوا کرتا تھا جو نہایت اہم فوجی اور تجارتی قافلوں کے وسط میں واقع تھا۔ تاریخ سے گہری دلچسپی رکھنے والے کلائیڈ نے بتایا کہ پرانی ساحلی گزرگاہ ویامارس (Via Maris) جو مصر کو دمشق اور مشرق کے دیگر علاقوں سے ملاتی تھی، اسی میگوڈو کی وادی سے گزرتی تھی۔

بعض مورخوں کا خیال ہے کہ جتنی جنگیں یہاں لڑی گئی تھیں، دنیا میں شاید ہی کہیں اور لڑی گئی ہوں! قدیم فاتحین کہا کرتے تھے کہ کوئی سردار اگر میگوڈو پر قبضہ کر لیتا تو اس کے لئے ہر حملہ آور کا مقابلہ کرنا آسان ہوتا تھا۔

آپ نے جوشوا ۲۱۔۱۲[1] میں پڑھا ہوگا کہ یہاں ایک جنگ میں کس طرح جوشوا اور اسرائیلیوں نے کنعانیوں کو شکست دی تھی۔ گفتگو جاری رکھتے ہوئے وہ مزید کہتے ہیں۔ ''اور دو سو برس بعد ڈیبورا اور بارک کی سرکردگی میں اسرائیلی فوجوں نے کنعان کے کیپٹن سیرا کے خلاف جنگ جیت لی تھی''۔ (کتاب انصاف کا سفر ۴ اور ۵ ملاحظہ کیجئے)

اور پھر جیسا کہ ہم جانتے ہیں سلیمان بادشاہ نے شہر کے گرد حصار قائم کیا اور اس جگہ کو اپنے گھوڑوں اور رتھوں کے لئے فوجی مرکز بنایا۔

حالیہ تاریخ میں بھی یہاں بڑی اہم جنگیں لڑی گئی ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں پہلی عالمی جنگ کے اختتام کے قریب انگریز جنرل ایلن بی نے ٹھیک اسی جگہ میگوڈو کے مقام پر ترک فوجوں کے خلاف زبردست فتح حاصل کی تھی۔

ہماری پارٹی کے سبھی لوگ ٹہلتے ہوئے ایک دوسرے اہم مقام پر پہنچ گئے۔ ہم نے رک کر غور سے اس پورے منظر کو اپنی آنکھوں میں سمیٹا۔ سامنے شمال مغرب کی طرف جزریل کی وادی خاصی دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

پھر کلائیڈ نے جذبات سے بھری ہوئی آواز میں کہا۔ آخر کار! میں اس آخری بڑی جنگ کے میدان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

---

1 عہد نامۂ قدیم کی ایک کتاب (مترجم)

میں سوال کرتی ہوں کہ اسے کیسے معلوم ہوا کہ یہی مقام، آرما گیڈون (آخری جنگ عظیم) کی جگہ ہے؟

''آپ میگوڈو کا نام لیجئے اور اس کے ساتھ عبرانی زبان کے لفظ ''ہر'' کا اضافہ کردیجئے جس کے معنی ہیں پہاڑ، اس طرح محاورے میں میگوڈو پہاڑ کے معنی نکل آتے ہیں یعنی میگوڈو یا ہرمیگوڈو۔ اسی سے لفظ نکلا آرما گیڈون''۔

مجھے تو پہاڑ نظر نہیں آرہا ہے لیکن چونکہ ہم ایک وادی کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ایک بلند جگہ پر کھڑے ہیں اس لئے ''ہر'' کی موجودگی کو آسانی سے فرض کیا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود میں سوال کرتی ہوں ہرمیگوڈو جس کے لفظی معنی میگوڈو کا پہاڑ ہے، تو وہ تو ایک جگہ ہی ہوئی۔ یہ کوئی واقعہ تو نہیں ہوا؟

کلائیڈ جواب دیتے ہیں، ''نہیں نہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جس سے سبھی قومیں وابستہ ہیں۔ عیسیٰ کی قیادت میں خیر کی طاقتوں کی شر کی طاقتوں کی خلاف آخری جنگ اسی جگہ ہوگی [1]۔

لاکھوں دوسرے لوگوں کی طرح میں کلائیڈ کے سامنے اقرار کرتی ہوں کہ میں نے آرما گیڈن کا نام بہت سنا ہے، لیکن مجھے اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ لفظ کہاں سے نکلا ہے؟ کلائیڈ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بائبل میں آرمگیڈون کا نام صرف ایک مرتبہ آیا ہے، وہ بک آف ریویلیشن یعنی انکشافات کی کتاب میں ہے، وہ ہے باب ۱۶ کی عبارت ۱۴''۔ اس کے بعد کلائیڈ اس مختصر عبارت کے الفاظ سناتے ہیں۔

''اور اس نے ایک جگہ سب کو اکٹھا کیا، جو عبرانی زبان میں آرما گیڈون ہے۔''

''چونکہ آرما گیڈون کا لفظ ہماری زندگیوں میں اتنا اہم ہوگیا ہے، اس لئے میرا خیال ہے

---

1 حاشیہ (یادرہے کہ موجودہ صدر بش کئی بار اپنے حلیفوں کو خیر، اور مخالفین کو شر کی طاقت قرار دے چکے ہیں)

کہ میں اسکے مخرج کا پتہ لگا ہی لوں گی۔قدیم صحیفے (Old Testament) میں اس کا کوئی ذکر نہیں اور انکشافات میں اس کا ذکر ایک جگہ ہے جسے آرماگیڈون کہا گیا ہے''۔لیکن کلائیڈ کو اصرار ہے کہ آرماگیڈون کے معنی جنگ کے ہیں۔وہ کہتے ہیں:

''جان دی ڈوائن (John The Devine) نے کتاب انکشاف لکھی اور جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہمیں اس زمانے کے بارے میں، جواب اپنے آخری دنوں پر آپہنچا ہے، بیشتر معلومات کتاب جان ہی سے ملتی ہیں۔یہ کتاب ہمیں اس آخری عظیم جنگ کی ایک مکمل تصویر دکھاتی ہے جو عین اسی جگہ لڑی جائے گی۔یاد کرو کہ اس عظیم جنگ کا کیا منظر اس کے سامنے تھا جسے اس نے تحریر کیا۔' اقوامِ عالم کے شہر تہس نہس ہو گئے، ایک ایک جزیرے غائب ہو گئے اور پہاڑ لاپتہ ہو گئے''۔

''چنانچہ خدا جان کے ذریعے ہمیں تفصیل سے بتاتا ہے کہ وہ آخری عظیم جنگ کیسی ہو گی''؟ کلائیڈ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہیں اور ان چار فرشتوں کے بارے میں صحیفوں کے حوالے دیتے ہیں، جو دریائے فرات میں ہیں۔پھر وہ جنگ آزماؤں کی اس فوج کا ذکر کرتے ہیں جو دو لاکھ افراد پر مشتمل گھوڑوں پر سوار ہے۔وہ گھوڑے جن کے نتھنوں سے آگ، دھواں اور لاوا اگل رہا ہے۔وہ اورینٹل آرمی (مشرقی فوج) ایک سال تک جس کی پیش قدمی کا رخ مغرب (WEST) کی طرف ہوگا، دریائے فرات تک پہنچنے سے پہلے پہلے دنیا کے سب سے گنجان آباد علاقے پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دے گی۔

صدر ریگن نے ۱۹۸۳ء میں امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی کے ٹام ڈائن سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔'' آپ کو علم ہے کہ میں آپ کے قدیم پیغمبروں سے رجوع کرتا رہتا ہوں جن کا حوالہ قدیم صحیفے میں موجود ہے اور جن میں آرمیگڈون کے سلسلے میں پیش گوئیاں اور ان کی علامتیں بھی موجود ہیں۔میں یہ سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ کیا ہم ہی وہ نسل ہیں جو آئندہ حالات کو دیکھنے کے لئے زندہ ہیں ...... یقین کیجئے (یہ پیش گوئیاں) یقینی طور

پر اس زمانے کو بیان کر رہی ہیں، جن سے ہم گزر رہے ہیں۔"

"سولہویں انکشاف سے معلوم ہوتا ہے کہ دریائے فرات خشک ہو جائے گا اور اس طرح مشرق کے بادشاہوں کو اجازت مل جائے گی کہ اسے پار کر کے اسرائیل پہنچ جائیں"۔

"مشرق کے بادشاہ؟" میں اپنے الفاظ دہراتی ہوں۔ میرا ذہن فرات کے مشرق میں واقع دنیا کے ایک خطے کی طرف جا نکلتا ہے۔ آج کی دنیا میں مجھے تو وہاں کوئی بادشاہ نظر نہیں آتا۔ ہمارے زمانے میں مشرق میں فرات کے دوسری طرف ایک ہی اور آخری بادشاہ، شاہ ایران تھا۔ لیکن آج تو وہاں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے جان کے زمانے میں بادشاہ رہتے ہوں۔ چنانچہ میں سوال کرتی ہوں "تو کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ جان یہ بات صرف اپنے زمانے کے بارے میں لکھ رہے تھے۔ ہمارے زمانے کے بارے میں نہیں"؟

"نہیں نہیں"۔ کلائیڈ کہتے ہیں۔" بادشاہوں سے مراد لیڈر اور مملکتوں کے سربراہ بھی ہو سکتے ہیں"۔ کلائیڈ جو ایک ادبی فرد ہیں، بائبل کی عبارت کو لغوی معنوں میں نہیں لے رہے۔ اس نقطے پر میرے زور دیئے بغیر کلائیڈ اپنا بیان جاری رکھتے ہیں"۔ بادشاہ کہیں یا سربراہ، وہ تاریخ کی عظیم ترین افواج لے کر ٹھیک یہاں اس مقام پر میگڈو میں آئیں گے"۔ جب وہ یہ بتاتے ہیں کہ ایک فرشتہ عظیم دریائے فرات پر ایک شیشی کا سیال مادہ گرائے گا اور اس کے ساتھ ہی دریا خشک ہو جائے گا اور اس بھاری فوج کے لئے دریا کے سوکھے میدان سے گزرنا ممکن ہو جائے گا تو یہ کہتے کہتے ان کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔

"پیش گوئیوں کا مطالعہ کر کے کوئی بھی شخص یہ جان سکتا ہے کہ خدا نے ان تبدیلیوں کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ آج دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور اس کے بارے میں ہم جو کچھ بھی پڑھتے ہیں اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ آخری جنگ بہت جلد ہونے والی ہے اور اس آخری جنگ میں جیسا کہ آپ کو زکریا (Zechariah) اور انکشافات [1] کے مطالعہ سے

---

1 عہد نامۂ قدیم (انجیل) کی دو اہم کتابیں۔ (مترجم)

علم ہوگا کہ اس پوری سرزمین کی ساری قوموں کی تمام افواج حضرت عیسیٰ اور ان کے حواریوں کے خلاف جنگ کریں گی اور پھر جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ عیسیٰ تاریخ کی اس انتہائی خوں ریز جنگ میں لاکھوں افراد کو ٹھکانے لگا دیں گے''۔

اس نکتے کو سچ ثابت کرنے کے لئے کلائیڈ اپنے حافظے کی مدد سے مقدس کتاب Thessalonians II 2:8 کی عبارت کا یہ حوالہ دیتے ہیں۔

''اور تب وہ شر ظاہر ہوگا، جسے خدا اپنی زبان کی طاقت سے ختم کر دے گا اور اس کے آنے کی چمک دمک سب کو غارت کر دے گا۔''

میں کلائیڈ کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے سوچتی ہوں غالباً جنت اور دوزخ سے باہر آرماگیڈون کے تصور پر عیسائیوں نے جس قدر غور کیا ہوگا، اتنا تو کسی اور جگہ کے بارے میں بھی غور نہیں کیا ہوگا۔

اِدھر کلائیڈ اور میں کھڑے باتیں کر رہے ہیں، اُدھر ہمارے گروپ کے دوسرے لوگ چٹانوں یا گھاس کے قطعات پر بیٹھے ہوئے وادی میگڈو کو بغور دیکھ رہے ہیں جس میں گندم اور مکئی کے کھیت اور پھلوں کے باغات جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ یہ جگہ بہت پرسکون اور خاموش ہے لیکن کلائیڈ کا چہرہ دیکھ کر اور اس کے الفاظ سن کر یوں لگتا ہے جیسے یہ جگہ ایک بڑے دھماکے کی طرف جا رہی ہے۔ اور ایسا ہونا بالکل یقینی لگتا ہے۔ وہ اس کی تفصیلات اور اعداد و شمار کے بارے میں نہایت پُر یقین ہیں۔

''اس کے بعد وہ جنگ ہمارے سامنے پھیلے ہوئے اس کھیت میں لڑی جائے گی، اس وادی میں جو اتنی چھوٹی سی ہے کہ ''نبراسکا'' کے پورے فارم میں آسانی سے سما جائے اور اگر ٹیکساس کے کسی بڑے خطے (طویل قطعہ اراضی) میں رکھی جائے تو اس کے طول و عرض میں یہ نظر ہی نہ آئے''۔ چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں بٹی ہوئی اس مختصر سی خاموش وادی کا تصور کرتے ہوئے میں کلائیڈ سے پوچھتی ہوں کہ ''اس آخری عظیم فیصلہ کن جنگ کے لئے یہ جگہ تو بہت چھوٹی لگتی ہے!''

''نہیں نہیں، یہ اتنی چھوٹی جگہ نہیں ہے۔ یہاں تو بیشمار ٹینک لائے جا سکتے ہیں۔''

''ٹینک'' میں پوچھتی ہوں ''اور وہ کرۂ ارض کی ساری مشرقی افواج بھی؟''

''ہاں ہاں، یاد رہے کہ یہ جنگ عظیم ترین ہو گی اور لاکھوں افراد ٹھیک اسی جگہ ہلاک ہوں گے۔''

''میگڈو میں، یہیں اسی جگہ ایٹمی جنگ شروع ہو جائے گی جس سے دنیا تباہ ہو جائے گی''؟ میں حیرانی سے پوچھتی ہوں۔

میرے جواب میں وہ کہتے ہیں ''ہاں آپ اسے حزقیل کے باب ۳۸ اور ۳۹ میں پڑھ لیں[1]۔ اس میں ایک ایٹمی جنگ بیان کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ دھواں دھار بارش ہو گی، اولے پڑیں گے، آگ اور لاوا برسے گا اور زمین میں زبردست لرزہ طاری ہو گا جس سے پہاڑ گرنے لگیں گے، چٹانیں ٹوٹنے لگیں گی اور ہر طرح کی دہشت کے باعث دیواریں زمیں بوس ہونے لگیں گی۔ حزقیل میں ایٹمی اسلحہ کے دوطرفہ استعمال کے سوا بمشکل کچھ اور ذکر کیا گیا ہے''۔

گائیڈ کے اس پُر یقین انداز سے میرا ذہن چکرانے لگتا ہے۔ میں کہتی ہوں ''کیا آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پانچ ستاروں والا جرنیل قیاس کیا ہے جو ایٹمی اسلحہ کے استعمال کو ترجیح دے گا''؟

وہ جواب دیتے ہیں۔ ''جی ہاں، دراصل ہمیں امید ہے کہ پہلا وار عیسیٰ خود کریں گے۔ وہ ایک نیا ہتھیار استعمال کریں گے جس کے وہی اثرات ہوں گے جو نیوٹرون بم کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ آپ خود ہی پڑھ لیں کہ لوگ اپنے قدموں پر کھڑے رہیں گے اور ان کے بدن کا سارا گوشت گل چکا ہو گا۔ ان کی آنکھیں اپنے خول میں ختم ہو چکی ہوں گی اور زبانیں منہ کے اندر گل چکی ہوں گی۔ آپ دیکھ لیں کہ ایٹمی دھماکے سے کیا ہوتا ہے۔ ذکریا (Zechariah)[2] کو اس کا پہلے سے علم تھا۔

---

[1] اور [2] ایک اور انجیلی کتاب (مترجم)

میں کلائیڈ سے سوال کرتی ہوں، ''کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ پہلا وار عیسیٰ علیہ السلام خود کریں گے؟ جواب دینے سے پہلے کلائیڈ اپنے چھ فٹ کے قامت میں سمٹتے ہیں اور پھر کہتے ہیں، جی ہاں پہلا وار وہی کریں گے۔''

''ہم ہی وہ نسل ہو سکتے ہیں، جسے آرماگیڈون دیکھنا مقدر ہے۔''

صدر ریگن نے مبشراتی چرچ کے ''جم بے کر'' سے ۱۹۸۱ء میں بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا۔

ذرا سوچئے! کم سے کم بیس کروڑ سپاہی بلاد مشرق (Orient) سے آئیں گے اور کروڑوں سپاہی مغرب کے ہوں گے۔ سلطنت روما کی تجدید نو (یعنی مغربی یورپ کے قیام کے بعد) پھر عیسیٰ مسیح ان پر حملہ کریں گے۔ جنہوں نے ان کے شہر یروشلم کو غارت کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ان فوجوں پر حملہ کریں گے جو میگڈون یا آرماگیڈن کی وادی میں اکٹھا ہو گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یروشلم سے دو سو میل تک اتنا خون بہے گا کہ وہ زمین سے گھوڑوں کی باگ کے برابر گہرا ہو گا۔ یہ ساری وادی جنگی سامان، جانوروں اور انسانوں کے زندہ جسموں کے اور خون سے بھر جائے گی۔

ایسی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ انسان، دوسرے انسان کے ساتھ ایسے غیر انسانی عمل کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اس دن خدا انسانی فطرت کو یہ اجازت دے دے گا کہ اپنے آپ کو پوری طرح ظاہر کر دے۔ دنیا کے سارے شہر لندن، پیرس، ٹوکیو، نیویارک، لاس اینجلز، شکاگو، سب کے سب صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔

(مصنف: ہال لینڈ سے)

The Gog - Magog War

یاجوج ماجوج کی جنگیں

''آرماگیڈن کی بڑی اور آخری جنگ سے پہلے ہمارے مقدر میں کچھ اور لڑائیاں لکھی ہیں۔'' کلائیڈ نے ہمیں بتایا۔ان میں یاجوج وماجوج کے خلاف لڑائیاں بھی شامل ہیں۔

''بہرحال ہمیں آخری جنگ عظیم سے پہلے کی تباہی جس میں عیسیٰ، مسیحی دشمن طاقتوں کو نابود کردیں گے، اور یاجوج کی تباہی کے درمیان فرق کوملحوظ رکھنا ہوگا۔ چنانچہ اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔اب فساد، عذاب اور تباہی کے سال ہمارے سامنے ہیں۔ اس کی خبر ہمیں حزقیل[1] سے ملتی ہے۔حزقیل سے ہمیں آئندہ زمانے میں بے دین لوگوں کی تقدیر کا بھی پتہ چلتا ہے۔ خدا صرف اسرائیل کے ہمسایوں کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ دورافتادہ دشمنوں کا بھی تذکرہ کرتا ہے''۔

کلائیڈ نے صحیفے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔''اور خدا کے الفاظ مجھ تک پہنچے، جو کہتا ہے اے فرزندِ آدم! یاجوج کے آگے ڈٹ کر کھڑا ہوجا۔'' کلائیڈ۔اصرار کہتے ہیں کہ ''یاجوج سے مراد صرف روس ہوسکتا ہے۔''

''لیکن۔'' میں درمیان میں بول پڑتی ہوں۔''حزقیل کتاب کے زمانے میں روس کہاں تھا؟''

''لیکن خدا کو تو معلوم تھا کہ آئندہ ہوگا۔یاد رکھیں کہ جو کچھ بھی آئندہ ہوگا خدا کو اس کے بارے میں پہلے سے علم ہے۔ پھر روس کلیتًا تباہ ہوجائے گا۔حزقیل نے صاف کہہ دیا ہے کہ جب ''یاجوج''[2] اسرائیل کی سرزمین کے خلاف اٹھیں گے تو خدا کا عذاب حرکت میں آجائے گا۔ پھر حزقیل کا قول ہے کہ خدا اپنے عناد میں غیظ وغضب کی آگ سے ژالہ باری اور آتش فشاں کو جس میں خون بھی شامل ہوگا، بھیجے گا۔''

لیکن میں سوال کرتی ہوں کہ'' کلائیڈ کے عقیدے کی رو سے روس، اسرائیل پر حملہ آخر کیوں کرے گا؟''

---

1. ایک قدیم انجیلی کتاب (مترجم) 2. روس (مترجم)

''اپنی اشتراکیت کی وجہ سے۔ وہ خدا کے مخالف ہو گئے ہیں۔ یہ پیش گوئی تو بہت پہلے کردی گئی تھی کہ وہ یہی (لادینیت اختیار) کریں گے۔'' میں چپ چاپ سن رہی ہوں اور کلائیڈ مجھے وثوق سے بتا رہے ہیں کہ'' خدا اپنے غیظ وغضب کے تحت روس کی پانچ بٹہ چھ آبادی کو تباہ کردے گا۔ لاکھوں لاشیں پڑی ہوں گی جنہیں گدھ اور ہر طرح کے شکاری پرندے نوچ رہے ہوں گے۔''

اب میں سوال کرتی ہوں'' کیا اسرائیل اس قابل ہے کہ ''یاجوج'' کو ٹھکانے لگا دے؟ یعنی'' ماجوج؟'' یعنی پوری روسی قوم کو؟''

''جی ہاں اسرائیل اپنے حلیفوں کے ساتھ ایسا کرسکتا ہے۔ جب روس حملہ کرے گا تو اسرائیل کی مدد کو تو امریکہ اور برطانیہ بھی پہنچ جائیں گے۔ اس کا علم آپ کو دانیال ۳۰:۱۱ [1] سے ہوگا''۔ کلائیڈ اس میں سے ایک عبارت کا حوالہ دیتے ہیں جس میں بائبل کے مقام ''چتم'' میں جہازوں کی موجودگی کا ذکر ہے۔'' اس سے مراد قبرص ہے اور آپ جانتے ہیں کہ امریکہ اور برطانیہ اسے اپنے جنگی بیڑوں کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ اسرائیل کی مدد کو آسانی سے پہنچ جائیں۔ یہ بیڑے محض روس کی طرف نہیں جاتے بلکہ دوسرے ملکوں کی طرف بھی جاتے ہیں۔ شمال میں ان تمام ملکوں کی طرف جو اسرائیل پر حملہ آور ہوں، اس میں گومر کا خطہ بھی شامل ہے، یہ آج کے زمانے کا جرمنی ہے۔ لیکن اس عظیم غارت گری کے دور میں یہ سب علاقے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

''سات سال کا یہ عرصہ خوفناک عذاب اور تقریباً مکمل تباہی کا ہوگا۔ کلائیڈ سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔'' قتل وخون اور غارت گری کا ہوگا، تاہم یہ محض ایک ابتدائیہ ہوگا۔ آخری جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے کی محض ایک تمہید۔''

''تاہم مجھے اس بات سے تکلیف ہوتی ہے کہ وہ اس بنیاد پر روس اور روسی باشندوں کو اسرائیل اور خدا کا اوّلین دشمن قرار دیتے ہیں۔'' یہ بات میں نے انہیں بتادی۔

کلائیڈ مجھے یقین دلاتے ہیں کہ'' کوئی امن قائم نہیں ہوگا جب تک کہ عیسٰی علیہ السلام دوبارہ ظہور نہیں کرتے اور داؤدؑ (David) کی کرسی پر نہیں بیٹھ جاتے۔''

---

1. صحیفۂ قدیم کی ایک انجیلی کتاب (مترجم)

شدید ابتلاء (Tribulation)

کروز میزائل کی ایک بڑی تعداد کے استعمال سے کسی ملک کے تمام اہداف کو بیک وقت نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔ جدید طریقۂ جنگ میں یہ ایک نمایاں پیش رفت ہے۔ شدید ابتلاء میں ڈالنے کے لئے یہ ایک بالکل بروقت کاروائی ہے۔ (لیون بٹیس پروجیکٹ فاسرواٹول میں)

یہ آزمائش ہولناکی سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ یہ ابتلاء کا انتقام ہوگا اس سے انتقام جو اس کے وجود سے منکر دنیا والے ہیں۔ یہ آزمائش اسرائیل کے لئے ہوگی۔ (میکلین ورجینا بائبل چرچ کے پادری کِن باؤ کا بیان)

چنانچہ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ ابتلاء کے زمانے میں ایک ایٹمی جنگ ہوگی جس میں انسانوں کی ایک تہائی تعداد آگ، دھوئیں اور لاوے سے ہلاک ہو جائے گی۔

آگ ان کو نگل جاتی ہے (Joel 2:3)[1] کس کو؟ شمالی فوج کو، روسی فوج کو، جو اسرائیل کے خلاف حرکت کرتی ہے۔ اس کی آگ ساری سرزمین کو نگل جائے گی (Zephaniah 1:18)[2] ہوش میں آؤ، وہ دن آرہا ہے، جو تنور کی طرح دہک رہا ہوگا (Malachi 4:1)[3] اس طرح قدیم اور جدید دونوں صحیفے ایٹمی تباہی کے سلسلے میں متفقہ رائے دیتے ہیں۔ (ایونجل چرچ کے جیک وین امپے)

1، 2 اور 3 انجیلی کتابیں (مترجم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن کون؟
Anti-Christ?

پادریوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جیری فالویل نے ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء کو کوئی دو ہزار برس کی مجسم شیطنیت پر مبنی تصویر پیش کی۔ ''یہ آج کا یہودی ہوسکتا ہے بلکہ یقیناً وہ یہودی ہی ہے۔'' جیری فالویل کنگس پورٹ ٹین کے مقام پر ایونجل عقیدے کی کانفرنس میں پندرہ سو افراد سے خطاب کررہے تھے۔

''اگر وہ حضرت عیسیٰ کی جعلی شبیہہ ہوگی تو وہ یہودی ہی ہوگا۔'' فالویل نے کہا۔ ''ہمیں تو یہی ایک بات دکھائی دیتی ہے۔ یہ لاکھوں عیسائیوں کا گہرا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ایک دشمن ہے اور وہ ہمیشہ ہی سے موجود رہا ہے۔''

یہ پولیس کے ریٹائرڈ کاروباری کلائیڈ تھے جنھوں نے عیسیٰ دشمنی کے مقبول عام عقیدے کو سمجھنے میں میری مدد کی۔ عیسیٰ دشمن کو درندہ بھی کہا جاتا ہے۔

''(دانیال) کی کتاب[1] ''دشمنِ عیسیٰ'' (Anti-Christ) کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے۔ یاد کیجئے خواب میں ایک سینگ کا نکل آنا جو درندے کے بدن سے نکلتا ہے''۔ پھر دانیال ہمیں اس شہزادے کے بارے میں بتاتے ہیں جو آئندہ آئے گا اور جب دانیال اس شدید نفرت کا اظہار کرتے ہیں جس نے ویرانی پیدا کی تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ ''عیسیٰ دشمن'' سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے یروشلم کی عبادت گاہ کی حرمت پامال کی۔

کتاب انکشاف (Revelation)[1] کے باب ۱۳ میں ایک درندہ ملتا ہے، اس کے سات سر اور دس سینگ ہیں۔ اور وہ سمندر سے نکلتا ہے۔ اس درندے میں ایک شیر، ایک ریچھ اور ایک تیندوے تینوں کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ پھر شیطان اس درندے کو زبردست اختیار دیتا ہے اور اس قابل بنادیتا ہے کہ وہ روحانی شخصیتوں تک سے جنگ کرتا ہے اور حیران کن کام انجام دیتا ہے۔ پھر وہ درندہ تمام قرابت داروں زبانوں اور قوموں پر حاوی ہوجاتا ہے۔''

---

1. ایک انجیلی کتاب (مترجم)

پھر میں پوچھتی ہوں: "کیا مصائب کے اس دور میں وہ اقتدار حاصل کر لے گا؟"

"جی ہاں، مصائب کے اس زمانے میں وہ سات سال تک حکومت کرے گا۔"

کلائیڈ ایک پھر مقدس صحیفے کے حوالے سے کہتے ہیں۔ "جی ہاں وہ ہر شخص سے چاہتا ہے، بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب، آزاد اور غلام سب سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ پر یا اپنی پیشانیوں پر ایک نشان رکھوالیں۔"

"یہاں عقل سے کام لینا ہوتا ہے۔ جس کے پاس سوجھ بوجھ ہو اسے درندے کے اعداد جوڑ لینا چاہئے کیونکہ یہ ایک انسان کے اعداد ہوں گے اور یہ اعداد ہوں گے چھ سو اور چھیاسٹھ۔"

میں کہتی ہوں یہیں ہم کو درندے کا نشان ملتا ہے اور ہم ٦٦٦ کی اہمیت سے آگاہ ہوتے ہیں۔

"اب بھی مجھے یقین ہے کہ مسیحی دشمنوں کا ہراول دستہ آن پہنچا ہے۔ وہ مذکورہ اعداد کو عالمگیر Atnti-Christ نظام کا ایک جزو بنا رہے ہیں۔ ذرا گردوپیش پر نظر ڈالئے آپ کو لاتعداد مصنوعات اور مالیاتی فارم پر یہ تین ہندسے مل جائیں گے۔ آپ کو ساری دنیا میں 666 کا بڑھتا ہوا استعمال نظر آ جائے گا۔"

کلائیڈ مزید کہتے ہیں۔ "مسیحی دشمن کے پاس طاقت حاصل کرنے کی جو اہلیت ہے، آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ مسیح دشمن ایسا مقرر ہو گا کہ سننے والوں میں بجلی دوڑا دے گا اور انہیں حیران و ششدر کر دے گا۔ سامعین ان کی طاقت سے مسحور ہو جائیں گے اور اس کی شخصیت کے کرشمے سے بس اسی کے ہو کے رہ جائیں گے۔ وہ نگرانی کے نہایت حساس طریقے استعمال کرے گا۔ ہماری ٹیکنالوجی کی تمام تر ترقی کے باوجود وہ دنیا کو اس طرح اپنے قبضے میں لے لے گا کہ اس سے پہلے کی نسل کے لئے یہ ممکن نہیں تھا۔ یہ مسیحی دشمن اولاً دس یورپی اقوام پر اپنا قبضہ جما لے گا[1]۔"

"آپ کو یہ بات کتاب دانیال باب سات[1] میں مل جائے گی۔ دانیال پیغمبر ہمیں

1. مسیح دشمن سے یہاں مراد "دجال" ہے (مترجم)

درندے کے دس سینگوں کے بارے میں بتاتے ہیں۔اب کہ یورپی اقوام متحد ہو رہی ہیں، ہم ایک پیشن گوئی پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں۔ پہلے ہم ۱۹۴۸ء میں مغربی یورپی یونین کو، ۱۹۴۹ء میں نیٹو کو اور ۱۹۵۷ء میں یورپی اکنامک کمیونٹی یا کامن مارکیٹ کو قائم ہوتے دیکھ رہے ہیں۔اس طرح گویا یہ سلطنتِ روما کا جدید انداز سے دوبارہ ظہور میں آنا ہے۔ یہ بائبل کی شہادت ہے جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ہم بائبل کی پیش گوئی کا سو فیصد حیرت انگیز اور ناقابل یقین پہلو ثابت ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

''مسیح دشمن یعنی دجال ہر ایک کو دھوکہ دیتا ہے۔'' گفتگو جاری رکھتے ہوئے کلائیڈ کہتے ہیں'' دنیا کے سارے لوگ اس کی غیر معمولی فراست، ذہانت اور حکمرانی کی اہلیت سے فریب میں آجاتے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ رومانیہ سے آرہا ہے۔ یہ سر سے پاؤں تک ایک بڑا کردار ہوگا۔''

میں سوال کرتی ہوں'' کیا مسیح دشمن کوئی بھوت ہے، یا کوئی انسان ہے''؟

''وہ ہم ہی میں سے ایک ہے، سچ مچ کا آدمی۔ وہ کسی بھوت سے ملتا جلتا نہیں ہے۔ وہ ایک روحانی طاقت ہے۔شیطان اس کی مدد کرتا ہے۔لیکن مسیح دشمن یہ شخص مکمل طور پر ایک برا انسان ہے''۔

اور میں کہتی ہوں کہ وہ دنیا پر اپنی بالادستی حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے دنیا کے لیڈروں کو اپنے قابو میں لیتا ہے۔

''پھر تو یہ بہت مشکل کام ہوگا؟''

''نہیں۔ آسان کام ہوگا۔ اس کی وضاحت آسان ہے۔ لیڈروں کے سیاسی نوعیت کے جغرافیائی مقاصد ہوتے ہیں لیکن ان کے اندر محرک قوت کسی دیو کی ہوتی ہے۔اس معاملے میں مردود فرشتوں کی غیر انسانی ارواح ہیں۔ وہی فرشتے جنہوں نے خدا سے بغاوت کی اور

---

1. قدیم انجیلی صحیفے کی ایک کتاب (مترجم)

شیطان (Lucifer) کے پیچھے چل پڑے۔ جب یہ شیطانی ارواح عالمی لیڈروں کے ذہنوں پر مسلط ہو جاتی ہیں تو یہی لیڈر اور ان کی عالمی افواج ان کے آلہ کار بن جاتے ہیں، اس طرح کہ خود انہیں اس کا علم نہیں ہوتا۔''

اپنے اطمینان کے لئے کہ آیا میں درست سمجھ رہی ہوں، میں پوچھتی ہوں کہ'' آیا مسیح دشمن وہ ہے جو شیطانی ارواح کو عالمی لیڈروں کے ذہنوں میں داخل کرتا ہے؟''

کلائیڈ کہتے ہیں،'' ہاں بالکل یہی بات ہے۔''

'' پھر تمام عالمی لیڈروں پر غلبہ قائم کرنے کے بعد وہ فطری طور پر تمام دنیا کی فوجوں پر بھی غلبہ حاصل کر لیتے ہیں؟'' میں سوال کرتی ہوں۔

'' جی ہاں۔'' کلائیڈ ہمیں یقین دلاتے ہیں۔'' مسیح دشمن شر کی طاقتوں کو اپنی قیادت میں لے کر دنیا کی ساری فوجوں کے ساتھ آخری جنگ میں سامنے آئے گا۔ اس وقت جو تباہی آئے گی اور جو مصائب پیدا ہوں گے، ہم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جیسے کوئی جہنم پھٹ پڑے گا۔ ساری پچھلی جنگیں بھی نہایت معمولی نظر آئیں گی۔ یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کتنے لاکھوں کروڑوں انسان صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔ اس کے بعد خدا حضرت عیسیٰ کو بھیجے گا اور وہ مسیح دشمن یعنی دجال کو ہلاک کر دیں گے اور ایک گھنٹے کے اندر ساری زمین تباہ و برباد ہو جائے گی۔''

میں پوچھتی ہوں'' تو مسیح دشمن کا مطلب کیا یہ ہے کہ خدا ثابت کر دے کہ وہ اپنے بیٹے[1] کے ذریعے بدی پر فتح پا لے گا؟''

کلائیڈ نے نہایت وثوق سے کہا'' بالکل یہی بات ہے۔''

---

1 یعنی عیسیٰ (مسیحی عقیدہ) (مترجم)

حالیہ واقعات میں اقدار کو شامل کرنا

مسیح دشمن یعنی دجال کے سلسلے میں عیسائیوں کے جوش وخروش کی بنیاد اس یقین پر ہے کہ تمام تر بدی کو کسی ایک فرد کے اندر بھی تلاش کیا جا سکتا ہے اور اجتماعی انسانیت کے اندر بھی۔ شیطنیت کے بارے میں سارے ہی معاشروں میں عقائد موجود ہیں لیکن یہ صرف عیسائیت ہی میں ہے کہ محض ایک بدکردار فرد اپنی تمام برائیوں سمیت اتنے بڑے کردار[1] کی ادائیگی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دنیا کی تباہی کے بارے میں پایا جانے والا یہ مسیحی عقیدہ حالیہ واقعات کو اقدار سے ہم کنار کر دیتا ہے جس میں موجودہ تنازعے، نیکی اور بدی کی آخری فیصلہ کن جنگ کی وجہ بن جاتے ہیں۔ بعض عیسائیوں کے خیال میں مسیح دشمن کا وجود ایک ایسا ذریعہ ہے، جس سے وہ ''نفرت اور خوف'' کا اظہار کرتے ہیں۔ مغربی مسیحیت میں جب پھوٹ پڑی تو ''مسیح دشمن'' (دجال) کے بارے میں تصورات اس طرح تقسیم ہوئے کہ کیتھولکس اور پروٹسٹینٹس دونوں نے ایک دوسرے کو مسیح دشمن قرار دے دیا۔ اگرچہ اس صدی کے اندر اب کیتھولکس کے خلاف ''مسیح دشمن'' کا تصور بہت کم باقی رہ گیا ہے لیکن پروٹسٹنٹوں اور خاص طور پر بنیاد پرستوں میں یہ عقیدہ بہت مضبوط ہے۔

Antichrist: Two thosand years of human fascination with evil

مصنفہ برنارڈ میگن (Bernard Meginn)

1. یعنی دجال (مترجم)

اینٹی کرائسٹ یا مسیح دجّال کے بارے میں فال ویل کی رائے

مسیح دجال حضرت عیسیؑ کے خلاف دنیا بھر کی فوجوں کی قیادت کیوں کر رہا ہوگا؟

اوّل، کیونکہ اسے خدا کی حاکمیت سے نفرت ہے اور یہ جنگ ہمیشہ شیطان اور عیسیٰ کے درمیان ہوتی رہی ہے۔ یہی اصل مسئلہ ہے۔ دوئم شیطان کی یہ خوش گمانی ہے کہ یہ قومیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ سوئم حضرت عیسیٰ سے ان قوموں کی نفرت۔ ''جان''[1] کے تصور میں حضرت عیسیٰ ایک انسان ہیں اور سفید گھوڑے پر سوار ہیں، پھر جان نے خواب میں ایک درندے کو دیکھا کہ جیسے جیسے جنگ عظیم قریب آتی ہے اور لاکھوں انسان ہلاک ہوتے ہیں، حضرت عیسیٰؑ اس درندے، اس جھوٹے نبی، اس مسیح دشمن کو آگ کے اس تالاب میں پھینک دیں گے، جس میں لاوا دہک رہا ہے۔

(ٹی وی کے ایونجل پادری جیری فال ویل کا تبصرہ)

مسیح دجّال، ٹیلی ویژن پر

تقدیر عالم کے بارے میں مسیح دجال کا اعلان، ایک عالمگیر پریس کانفرنس سے نشر ہوگا جسے سیٹلائٹ کے ذریعے ٹیلی ویژن پر دکھایا جائے گا۔

(ٹی وی پر ایونجیل قیصر ہلٹن ہسٹن)

---

1. عہد نامہ جدید کی ایک اہم کتاب (مترجم)

مسیح دجّال کون ہے؟

☆ مارٹن لوتھر کنگ نے ۱۵۳۰ء میں پوپ کو مسیح دجال قرار دیا تھا۔ جان کالون نے بھی اسی بیان سے رشتہ جوڑا اور زیادہ قریبی زمانے میں شمالی آئرلینڈ کے شعلہ بیان آئن پالسلی نے بھی یہی کہا۔

☆ زمانہ وسطیٰ میں بائبل کے غیر مفسرین نے کہا کہ مسیح دشمن یقیناً کوئی مسلمان ہوگا جب کہ دوسروں نے اسے یہودی قرار دیا۔

☆ ۱۹۴۰ء میں اکثر ہٹلر کی مثال دی گئی۔اس کے ساتھ ہی اسے ''یاجوج'' کا ساتھی گومر (Gomer) قرار دیا۔ جسکا حوالہ حزقیل ۳۸، جرمنی میں ملتا ہے

☆ اور زیادہ حمایت مسولینی کے نام کی گئی کیونکہ وہ روم کا حکمران تھا اور کہا جاتا ہے کہ وہ سلطنت روما کی تجدید کرنا چاہتا تھا۔

☆ اکثر اسٹالین کی مثال بھی دی گئی اور صحیفے سے حوالہ بھی دیا گیا اور یاجوج سے روس کو ملایا گیا۔ چند سال گزرنے کے بعد اسٹالن کی جگہ گورباچوف نے لے لی۔

☆ جدید زمانے میں عراق کے صدام حسین پر بھی زیادہ توجہ کی گئی ہے، کچھ لوگ انہیں سابق رومی حکمران بخت نصر (Nebuchadnezzer) سے بھی ملاتے ہیں، جس کا قدیمی دارالحکومت بابل تھا۔

فضاء میں جا کر استقبالِ مسیح

(Rapture) کیا ہے؟

جیری فال ویل کے اس سیاحتی دورے میں میں نے دیکھا کہ وہ بنیاد پرستی جس کے ساتھ میں پل کر بڑی ہوئی وہ ہمارے ہم سفر لوگوں کے عقیدے نظام سے مختلف ہے۔

اصل بات یہ کہ فال ویل کے مقلد ''فضاء میں نجات'' (Rapture) کے بارے میں، جیسا کہ تاریخ بتاتی ہے، اس سے مختلف اور بالکل نیا تصور رکھتے ہیں۔

مجھے اپنے ایک ہم سفر بریڈ سے اسے سمجھنے میں ان سے بہت مدد ملی۔

بریڈ ایک مالی منتظم شخص ہیں، انہوں نے اپنا سرمایہ نہایت نفع بخش طریقے سے لگانے میں دوسرے لوگوں کی بھی مدد کی ہے۔ وہ نہایت شائستہ اور خوش لباس شخص ہیں۔ اور ملائم لیکن بھاری آواز میں گفتگو کرتے ہیں۔ ان کا سر سرخ بالوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ مونچھیں اور داڑھی صفائی سے ترشی ہوئی ہیں۔ اپنے ذاتی مقاصد کے بارے میں وہ آزادی سے باتیں کرتے ہیں۔ ''آدمی کو اپنا مالک خود ہونا چاہئے۔'' یہ ان کا قول ہے۔ ہم جنس پرستوں کے بارے میں وہ کہتے ہیں۔ ''میرا خیال ہے وہ بیمار لوگ ہیں۔''

ہمارے درمیان بیشتر وقت کھانے پر بحث ہوتی تھی یا پھر بس کے طویل سفر کے دوران۔ ہماری گفتگو کا موضوع بائبل ہوتی یا پھر چرچ کے ساتھ بریڈ کی ذاتی وابستگی۔ چرچ ان کے لئے خدا کے ایوان نمائندگان کی طرح ہیں۔

بریڈ ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ اگر آپ پیش گوئیوں کو سمجھتی ہیں تو آپ دیکھ سکتی ہیں کہ خدا نے انسانی تاریخ کو واضح طور پر متعین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ ان ادوار کو ''نظام

قدرت''(Dispensations) کہا جاتا ہے۔

''ادوار کے درمیان وقت کی اس تقسیم اور ''نظام قدرت'' سے ہمیں ایک لفظ ملتا ہے (Despensationalist) (نظام قدرت کو چلانے والے)۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک Dispensationalist ہوں۔ پہلے مجھے بائبل کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی تھی، لیکن اب وہ سمجھ میں آجاتی ہے۔ اس لئے کہ میں نے وقت کے ان ادوار کو سمجھنے کا قرینہ سیکھ لیا ہے۔''

ہمیں ہر دور میں ،قدرت کے تمام کاموں اور (Dispensation) میں ایک ترقی پذیر نظام ملتا ہے''۔ بریڈ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔''اس منصوبے کے سلسلے میں ہماری ساری سوجھ بوجھ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ خدا انسانیت کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرتا ہے۔''

بریڈ کہتے ہیں۔''خدا ہمارا امتحان لیتا ہے وقت کے ہر دور میں۔ خدا انسان کا امتحان لیتا ہے کہ وہ اس کا کتنا تابع دار ہے؟''

میں پوچھتی ہوں''کس کی تابع داری؟ یعنی کیا حضرت عیسیٰ کے احکام کی اطاعت؟''

نہیں۔ ان امتحانوں کا تعلق انسان کی کسی اور کے ساتھ اطاعت سے ہے۔ رضائے الٰہی کا ایک مخصوص اظہار۔ ان کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا کو یہ توقع تھی کہ یہودی اپنے گھر واپس پہنچ جائیں گے یہ پہلا قدم تھا۔ دوئم یہ کہ ایک یہودی ریاست کی تشکیل ہوگی اور تیسری بات یہ کہ ہم مسیحیوں کو چاہئے کہ اپنی کتاب (بائبل) کی تبلیغ تمام قوموں میں کریں اور ان میں یہودی بھی شامل ہیں۔

مجھے امید ہے کہ چوتھا واقعہ بھی کسی روز فضائی آسمانی نجات (Rapture) کی صورت میں ہمارے سامنے آئے گا۔

میں نے پوچھا۔ کیا شدید ابتلاء (Tribulation) سے پہلے؟ بریڈ بڑے شدومد سے

اثبات میں سر ہلاتے ہیں۔''ہاں''۔

میں کہتی ہوں۔''لیکن بیشتر مسیحی پادریوں نے اس میں یہی سکھایا ہے کہ ابتلاء کا زمانہ شدید مصیبتوں سے گزرنے کے بعد آئے گا۔''

''شروع دور کے مسیحیوں نے غلط سمجھا تھا۔'' بریڈ نے کہا'' اس سے پہلے کہ جنگیں اور عذاب دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں، حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے اور اپنے سچے ماننے والوں کو اٹھا کر اوپر لے جائیں گے۔ سچے ماننے والے۔ ہم اس سے پہلے نہیں مریں گے۔ ہمارے درمیان وہ افراد جو دوبارہ پیدا ہوں گے شدید عذاب، سالہا سال کی جنگ اور تباہی سے آزاد ہوں گے۔''

میں اقرار کرتی ہوں کہ'' عذاب سے پہلے کے مذہبی فلسفے میں جو زبردست کشش ہے میں اسے سمجھتی ہوں۔ اس میں مقلدوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ انہیں ہولناک تباہی، شیطانی قوتوں کی جنگ، جوج وماجوج (Gog Magog) اور آرماگیڈان کا سامنا کرنے کے لئے یہاں انتظار کرنا نہیں پڑے گا۔''

جی ہاں، بریڈ نے اس سے اتفاق کیا۔

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ہم میں سے وہ لوگ جو بچ رہیں گے انہیں آخری دنوں میں ایک پل کی اذیت بھی جھیلنی نہیں پڑے گی۔ میں نے آسمانی نجات (Rapture) کے بارے میں فال ویل کے دوسرے پیروکاروں سے بھی بات کی۔ ان میں کلائیڈ بھی شامل تھے۔

کلائیڈ کہتے ہیں۔'' مقدس صحیفے میں ''فضائی نجات'' (Rapture) کا لفظ بجائے خود موجود نہیں''۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کلائیڈ نے پرانے اور نئے صحیفے (Testament) کو حفظ کر لیا ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''لیکن اس کے معنی ہیں'' پالینا'' (Catching up) یہ اس منظر کا حوالہ ہے جو (First Thessalonians)[1] میں

1 ایک اور انجیلی کتاب (مترجم)

بیان کیا گیا ہے۔ جواس طرح ہے کہ مسیح خود آسمانوں سے زمین پر با آواز بلند فرشتے کی آواز میں پکارتے ہوئے اتریں گے۔ ان کے ساتھ خدا کا ایک نقارہ ہوگا۔ پھر جتنے مسیحی مر چکے ہیں زندہ ہو جائیں گے۔ پھر ہم سب جو اس وقت زندہ ہوں گے سب ان کے ساتھ مل جائیں گے اور فضاؤں میں مسیح سے ملاقات کی خاطر بادلوں میں پرواز کرتے ہوئے بلند ہوں گے۔

چنانچہ میں کلائیڈ سے سوال کرتی ہوں، ''وہ کیا توقع کرتے ہیں؟ کیا کسی وقت ان کی بھی نجات اسی طرح ہوگی؟''

''بالکل ٹھیک، نجات کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہوگا اور اس میں لاکھوں افراد شامل ہوں گے۔'' اب میں پوچھتی ہوں ''کیا آپکے Dispensationalist عقائد اور نجات (Rapture) کے معنی یہ نہیں ہوں گے کہ عیسیٰ دوبارہ آئیں گے؟''

''جی ہاں، ایک طرح سے یہی ہوگا۔ وہ اپنے مریدوں کو لینے کے لئے دوسری بار آئیں گے۔ اس کے بعد وہ آخری جنگ عظیم لڑنے کے لئے دوبارہ آرمیگڈون آئیں گے۔ لیکن نجات کے لئے وہ کتنی بار آئیں گے اسے گننے کی ضرورت نہیں۔ یہ عمل وہ اوپر آسمانوں میں انجام دیں گے۔''

میں سوال کرتی ہوں، ''عیسیٰ انتخاب کس طرح کریں گے؟''

''فلوریڈا میں، میں ایک ایسے ہمسایے کے ساتھ گولف کھیلتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ کو اپنا نجات دہندہ تسلیم نہیں کیا ہے۔ میں اسے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ عیسیٰ اس کو عذاب سے بچا سکتے ہیں۔ ہم اسے خبردار کرتے ہیں کہ اب آخری وقت آخر آ گیا ہے۔ فرسٹ جان (First John)[1] میں ہم یہ الفاظ پڑھتے ہیں کہ ''بچو بس یہ آخری ساعت ہے'' ...... اور اس سلسلے میں خود حضرت عیسیٰ کے الفاظ ہیں۔ ''ہاں، میں بہت جلد آ رہا ہوں''۔

ایک مثال کے طور پر جیسے میں اپنے دوست کے ساتھ جو نجات شدہ (Saved) نہیں

ہے، کار میں جا رہا ہوں اور وہی آسمانی نجات (Rapture) کا عمل رونما ہو جاتا ہے جو میرے حساب سے کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ اور میں کار سے باہر نکل کر فضا میں اٹھ جاتا ہوں۔ کار قابو سے باہر ہو جاتی ہے وہ ٹکراتی ہے اور میرا دوست ہلاک ہو جاتا ہے۔ کلائیڈ کہتے ہیں کہ میری تو نجات ہو جائے گی لیکن ان کے دوست کی نہیں۔ پھر وہ اس فقرے کا اضافہ کرتے ہیں کہ "میں اپنے نجات دہندہ [2] کے ساتھ ملاقات کے خیال سے بہت خوش ہوتا ہوں"۔

کلائیڈ نے اس سے پہلے مجھے بتایا تھا کہ دو سال قبل ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ میں پوچھتی ہوں "کیا وہ خاتون اور خاندان کے لوگ محفوظ رہ گئے تھے؟"

"نہیں۔ اور یہ بات مجھے پریشان رکھتی ہے۔ مرنے سے پہلے نہ تو میری بیوی نے اور نہ میرے بیٹے اور اس کے بچوں نے، کسی نے بھی حضرت عیسیٰ کو اپنا نجات دہندہ تسلیم نہیں کیا تھا۔ میں تو جنت میں ہوں گا لیکن یہ کہتے ہوئے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے کہ وہ لوگ وہاں نظر نہیں آئیں گے۔" کلائیڈ نجات شدہ (Saved) اور غیر نجات شدہ Unsaved) دونوں کے بارے میں بڑے اطمینان سے گفتگو کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے انہیں یقین ہے کہ خدا بیشتر مرنے والوں کو اور جو فی الوقت زندہ ہیں ان کو اور جو دوبارہ پیدا نہ ہوں گے ان کو بھی یہی سزا دے گا جو ان کے لئے دائمی ہوگی۔

---

1. عہد نامہ جدید کی ایک کتاب (مترجم)
2. عیسیٰ علیہ السلام (مترجم)

نظام قدرت اور نجات

(Dispensationalism and the Rapture)

یہ نیا نظریہ جو ایک مقبول عام تصور کے طور پر جدید بنیاد پرستی کے اندر دو سو سال سے کچھ کم عرصہ پہلے ابھر کر سامنے آیا ہے، اسے سمجھنے کے لئے فضاء میں نجات (Rapture) کی حیثیت کلید کی ہے اور یہ ایک جزو لازم ہے۔

حضرت عیسیٰ کے پیرو کار ایک ہزار ایک سو برس تک اس عقیدے پر کار بند رہے کہ حضرت عیسیٰ واپس آئیں گے۔ بیشتر لوگوں نے صحیفوں سے حوالے دیئے کہ ایسا مصائب و آلام کی ایک مدت گزارنے کے بعد ہوگا۔

مقدس صحیفے کی ایک نئی تفسیر پیش کرنے کے ذمہ دار دو افراد تھے۔ اس صحیفے کو قدرت کی کارکردگی (Dispensationalism) کہا گیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اس عذاب کی مدت سے پہلے جو مسیحی بچ رہے ہوں گے، انہیں نجات حاصل ہوگی۔

برطانوی چرچ کے ایک سابق پادری جان ڈربی، مذکورہ عقیدے کے علم بردار اور مبلغ بن گئے۔ انہوں نے یورپ کا طویل دورہ کیا اور اس کے بعد امریکہ کے تبلیغی دورے پر نکل گئے۔ انہوں نے نئی بائبل اور پروفیسی کانفرنس کی تحریک سے متاثر رہنماؤں کے ساتھ ملاقاتیں کیں جس سے شمالی امریکہ میں ۱۸۷۵ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیانہ عرصے میں ایونجلزم اور بنیاد پرستی کی تحریک کو فروغ حاصل ہوا۔

جان ڈربی کا ایونجیلکل لیڈروں کے ساتھ براہ راست تعلق تھا اور اس کا ان پر خاصا اثر بھی تھا۔ مثلاً پرسبائرین عقیدے کے حامل فلاڈیلفیا کے جیمز بروک، شکاگو کے ڈوائٹ ایل موڈی، ابتدائی زمانے کے ایونجیلکل مصنف ولیم ای بلیک اسٹون اور سائرس اسکوفیلڈ جس نے اسکوفیلڈ ریفرنس بائبل لکھی۔

۱۸۰۰ء کے وسطی زمانے تک، جب تک جان ڈربی اور اسکوفیلڈ کی تبلیغ جاری تھی، کسی نے بھی ان سے بچ نکلنے کا خواب نہیں دیکھا تھا خواہ وہ کیتھولک ہو یا پروٹسٹنٹ۔

جیری فال ویل، پیٹ رابرٹسن، جیک وین امپی اور دوسرے (Dispensationalists) ان لوگوں کے لئے کشش کا درجہ رکھتے ہیں جو اس امر کی یقین دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ وہ مصائب کی طویل مدت کا ایک گھنٹہ تو کیا، ایک لمحہ بھی گزارنے کے روادار نہیں ہیں۔

(ڈاکٹر جیمز ایم ڈن ہیپٹٹ جوائنٹ کمیٹی واشنگٹن ڈی سی)

گرینڈ اسٹینڈ سیٹس (Grandstand seats)

بلند و بالا نشستیں

خدا کا شکر ہے کہ میں جنت کی بلند و بالا نشستوں سے آرمیگڈون کی جنگ کا منظر دیکھوں گا۔ وہ سب لوگ جو دوبارہ پیدا ہوں گے وہ آرمیگڈون کی جنگ دیکھیں گے۔ لیکن یہ منظر صرف آسمانوں ہی سے نظر آئے گا۔

(کارل میلنٹائر۔ کرسچن بیکن ۲۲ جون ۱۹۶۵ء)

فضائی نجات (Rapture) کا مستحق کون ہوگا؟

اگر کوئی فرد نجات شدہ (Saved) ہونے کی بناء پر آخری زمانے (End of Times) کے عذاب سے بچ سکتا ہے تو اس کے لئے دوبارہ پیدائش (Born Again) کی بات بہت اہم ہو جاتی ہے، لیکن یہ کس طرح ہوتا ہے؟

عام طور پر اگر میں یا آپ دوسروں سے یہ کہتے ہیں کہ میں عیسائی، مسلمان، بدھ یا یہودی ہوں تو آپ وہی کچھ ہو جاتے ہیں۔ کم از کم دوسرے لوگ آپ کو وہی تسلیم کر لیں گے۔ اس طرح ہم عام طور پر ان لوگوں کے بارے میں سوچتے ہیں جو نجات شدہ (Saved) ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جیری فال ویل کہتا ہے کہ وہ نجات شدہ ہے۔ اسی طرح پیٹ رابرٹسن، ہال لینڈ سے، جمی سواگرٹ، تھامس ڈی آئس اور سارے بنیاد پرست ایونجلسٹ اسی بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کوسٹا میسا (کیلیفورنیا) میں کیولری چیپل میں پادری چک اسمتھ اکثر اپنے محفوظ (Save) کئے جانے کی بات کرتے ہیں۔ یہی بات چک ملر کہتے ہیں جو ایک کاروباری شخص اور کمپیوٹر کے ماہر ہیں۔ اسی طرح کا دعویٰ ٹرنٹی براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک کے جیک وان امپی اور کولوریڈو کے جیمس ڈائسن کرتے ہیں جن کی آواز مذہبی نشریات میں سب سے زیادہ سنی جاتی ہے۔

جمی کارٹر، رونالڈ ریگن اور جارج بش سینئیر، یہ تمام صدر اپنی پیدائش نو (Born again) کے تجربات کا حوالہ دے چکے ہیں۔ اسی طرح واٹر گیٹ کی سازش تیار کرنے والے چارلس کولسن، بلیک پینتھر پارٹی کے جلاوطن لیڈر ایلڈرج کلیور، ہسلر میگزین کے پبلشر لیری فلائنٹ،

اوریگل کے سابق سینیٹر مارک ہیٹ فیلڈ، اولیور نارتھ آزادکونسل کے کینتھ اسٹار اور بہت سے قدامت پسندری پبلکن لیڈر، جن میں ٹرنٹ لاٹ اور ٹام ڈیلے شامل ہیں، بھی یہ دعویٰ کر چکے ہیں۔

۱۹۸۶ء میں جنوبی ریاست متحدہ امریکہ کے باشندوں کی ۴۸ فیصد تعداد نے اپنے آپ کو (Born again) عیسائی بتایا تھا، دوسرے علاقوں میں امریکیوں کی قدرے کم تعداد نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ ان میں تمام سماجی اور اقتصادی طبقے کے لوگ شامل ہیں ایک رائے شماری سے معلوم ہوا کہ امریکی کالجوں کے گریجویٹس کی ۵۰ فیصد تعداد حضرت عیسیٰ کی واپسی کی منتظر ہے۔ ۱۹۸۹ء میں پولسٹر گیلپ اور کیسٹلی نے یہ مشاہدہ کیا کہ مغربی دنیا میں امریکہ ان معنوں میں سب سے انوکھا ملک ہے جہاں ایک طرف تو تعلیم کی سطح بہت اعلیٰ ہے اور دوسری طرف مذہبی عقیدے اور مذہبی سرگرمیوں کی سطح بھی بہت اونچی ہے۔

امریکہ کے ایک نہایت منفرد مفکر ولیم جیمس نے اپنی کتاب ''متنوع مذہبی تجربات'' (The Varieties of Religious Experiences) میں لکھا ہے کہ ایک مذہبی تجربہ جو بظاہر کسی یقین کی توثیق کرتا ہے ہمیشہ انفرادی اور ذاتی ہوتا ہے۔ (Born Again) کے تجربے کو شاید ذاتی زندگی کی کہانیوں سے بہترین طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

میرا اپنا تجربہ

میں ویسٹ ٹیکساس کے ایک اونچے اور خشک میدانی علاقے میں پیدا ہوئی، جہاں تند ہو تیز ہوائیں چلتی رہتی تھیں۔ میں نے بائبل کی اصطلاحات اور تصورات کو اپنی ذات کے اندر سمو لیا تھا اور وہ میری سوچ کا حصہ بن گئے تھے۔ چنانچہ میں ایک بنیاد پرست مسیحی کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ خدا کا ہر لفظ میری تعلیم کے مطابق بائبل کے توسط سے آتا ہے جس میں ترجمے اور ٹائپ کی کوئی غلطی نہیں ہوسکتی۔ میں نے بار بار سنا کہ بائبل غلطیوں سے پاک ہے اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی ممکن نہیں۔ ایک بچی ہونے کی بناء پر میں الفاظ کے معنی نہیں جانتی تھی لیکن یہ سارے الفاظ میرے حافظے میں محفوظ ہو چکے تھے۔

ان برسوں میں جب کہ میں بڑی ہو رہی تھی کسی شخص کے لئے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ میرے والد کہا کرتے تھے کہ اگر کسی اجنبی شخص سے آمنا سامنا ہو جائے تو ابتدائی گفتگو میں سلام دعا کے بعد تم یہ پوچھو کہ کیا آپ عیسائی ہیں؟ کیا آپ نجات شدہ (Saved) ہیں؟

ایک بار گرمی کے موسم میں جب کہ میری عمر نو سال تھی میں آرلنگٹن میں اپنے نانا سے ملنے گئی۔ ڈلاس اور فورٹ ورتھ کے وسط میں واقع آرلنگٹن اس زمانے میں ایک خاموش سا گاؤں تھا اور اس کی آبادی اتنی کم تھی کہ وہاں سب ایک دوسرے کو جانتے تھے۔

میرے دادا شینکس جو ایک زبردست تجدد پسند شخص تھے اور جنہیں گشتی مبلغ کے طور پر برادر ٹرنر کے نام سے پہچانا جاتا تھا، گاؤں میں پہنچے تو اپنا خیمہ کھڑا کر دیا اور پورے ایک ہفتے تبلیغ میں مصروف رہے۔ دادی اور میں ہر رات ان کے درس میں شریک ہوتے۔ برادر ٹرنر کے خطبوں میں اکثر آگ اور دہکتے ہوئے لاوے کا ذکر ہوتا۔ ہمیں یہ بتایا جاتا کہ برے اور اچھے

لوگوں کے درمیان دنیا کی تقسیم ہو چکی ہے۔ برے لوگ جہنم میں جائیں گے اور صرف پیدائش نو (Born again) عیسائی دائمی آگ میں جلنے سے محفوظ رہیں گے۔ اس لئے انہوں نے تنبیہہ کی کہ توبہ کرو یا غارت ہو جاؤ۔

انہیں سنتے وقت ہم سب دم بخود رہتے تھے۔ چونکہ یہ وقت ریڈیو، ٹیلی ویژن یا عام ثقافتی تقریب نہیں ہوتی تھی، اس لئے ہم بڑی حد تک برادر ٹرنر جیسے تجدد پسندوں پر اپنی فہم اور معلومات کے لئے انحصار کرتے تھے۔

مجھے ہر رات ایک گہرے تجسس کا تجربہ ہوتا اور کچھ خوف بھی آتا کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ پھر تجدید (revival) کی آخری رات آئی۔ برادر ٹرنر نے ایک بھاری بھرکم بائبل کو اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا کر خدا کا کلام براہ راست پیش کیا اور آخر میں ان لوگوں سے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے آگے اپنے اعمال کا اعلانیہ اعتراف نہیں کیا تھا، کہا کہ آگے آئیں۔ اس وقت مسز ٹرپلیٹ نے پیانو پر ایک مشہور مناجات کی دھن بجانی شروع کی۔ ہم گانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ دادی اور میں نے مناجات کی کتاب اٹھائی لیکن ویسے بھی اس کے الفاظ ہمیں زبانی یاد تھے۔ ''میں یہاں حاضر ہوں، میرے پاس کوئی عذر نہیں''۔

''آپ کا خون[1]، میرے ہی لئے بہایا گیا تھا''

''اب آپ کی ہدایت ہے کہ میں آپ کے حضور پیش ہو جاؤں''

''میں جو خدا کی بھیڑ یں ہیں، آپ[2] کے آگے حاضر ہیں، حاضر ہیں''[3]

لیکن کوئی فرد آگے نہیں بڑھا۔ برادر ٹرنر نے ہم سے کہا کہ سب بیٹھ جاؤ۔ مسز ٹرپلیٹ پیانو بجاتی رہیں اور ہم سر جھکائے بیٹھے رہے۔ جو لوگ جانتے تھے کہ وہ نجات شدہ (Saved) ہیں، ان سے ہاتھ اٹھوانے کے بعد انہوں نے ان لوگوں سے خطاب کیا جنہوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے کہ وہ آگے آئیں اور خود کو نجات شدہ (Saved) کروالیں۔

---

1. حضرت عیسیٰ کا خون (مترجم)
2. حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مترجم)
3. یہ الفاظ ''مناجات'' کی کتاب کے ہیں۔ (مترجم)

لگتا تھا کہ ان لمحات میں ہر شخص میرے بارے میں سوچ رہا تھا ہر ایک دھیمی آواز میں گا رہا تھا۔

''جیسا کہ میں ہوں، بس ہوں

اور مجھے انتظار بھی نہیں کہ

اپنی روح کو سیاہی کے دھبے سے بچالوں۔''[1]

اچانک جیسے میرے وجود سے باہر کسی طاقت نے مجھے اٹھا دیا۔ میں اپنی بنچ سے اٹھی اور آگے بڑھی۔ بالکل اکیلی جہاں مبشر کھڑا تھا۔ اس نے مجھے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور پھر فوراً بعد میری دادی، ہمسایوں اور دوستوں نے مجھے گلے سے لگا لیا۔ میں اپنے اندر سے بری طرح کانپ رہی تھی۔ آنسو میرے چہرے پر بہتے جا رہے تھے۔ دادی نے میرے والدین کو خط لکھا کہ میں نجات پا چکی (Saved) ہوں۔ اور پھر موسم گرما کے آخر میں میں لبوک (Lubbock) واپس آ گئی۔

1۔ مناجات کے الفاظ (مرتب)

میرے والد کا تجربہ

بچپن میں میں اکثر اپنے والد سے ایک واقعہ سنا کرتی تھی جب وہ کاؤبوائے ہوا کرتے تھے۔ اور پھر وہ مویشی ہنکانے لگے۔ وہ اس وقت تیرہ سال کے تھے، اس عمر میں انہوں نے اپنے عقیدے کی تبدیلی (Conversion) کا ایک واقعہ سنایا جسے انہوں نے اپنی کتاب (Cowboys & Cattleland) میں درج کرلیا تھا۔

''تیرہ سال کی عمر میں مجھ پر ایک ایسی واردات گزری جس سے میری آئندہ زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ اسکول سے واپسی پر جب میں نے برآمدے کے زینے پر اپنا پہلا قدم رکھا تو ایک آواز نے مجھ سے کہا (ایسی آواز جو سنائی نہ دیتی تھی لیکن لگتا تھا کہ وہ تیز آواز تھی)۔ اس وقت کے بعد سے تم اپنے ہر عمل کے لئے جواب دہ ہو گے۔ تم مجھ سے کلام کیوں نہیں کرتے؟ سقراط نے کہا تھا کہ اسے آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ وہ اپنی آواز سے سچا تھا اور ان آوازوں کے لئے اس نے اپنی جان دے دی۔ بیپٹسٹ جان نے کہا تھا ''میں صرف ایک آواز ہوں''۔ اور وہ دلیر شخص اپنی آواز کی صداقت کے لئے جان دے بیٹھا۔ جون آف آرک کے وجود میں بھی آوازیں تھیں اور ان آوازوں کی صداقت کے عوض اسے وہ زریں تاج ملا جس کی چمک دمک ہمیشہ باقی رہے گی۔ تیرہ سال کی عمر میں مجھے جو یقین حاصل ہوا وہ ایک محاسب کی طرح میرے ساتھ رہا یہاں تک کہ ۱۸۷۴ء کا سال آ گیا۔ اس سال میں میرے پاس ایک ویگن تھی اور ایک ٹیم بھی تھی اور میں اپنی گزر اوقات کے لئے فالتو اوقات میں ڈلس سے آیا ہوا سامان لے جایا کرتا تھا۔

''ایک رات کوئی آٹھ بجے میں اپنے برآمدے کے آگے بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے ایک میتھوڈسٹ مبلغ کی آواز سنائی دی جو گناہگاروں کو تاکید کر رہا تھا کہ وہ عبادت گاہ میں اعترافِ گناہ کے لئے آئیں۔ جلسہ ایک گھنے درخت کے نیچے ہو رہا تھا۔ اس ایک خاموش آواز کے سوا ایسی باتیں مجھ سے کسی نے نہیں کی تھیں۔ اچانک میرے اندر یقین کی ایک زبردست قوت بیدار ہوئی ''مجھے اس درخت کے نیچے جانا اور عبادت کی جگہ پر پہنچنا چاہئے۔'' یہ خواہش بہت شدید تھی۔ لیکن اس کے باوجود میں نہیں گیا۔

''میں سونے کے لئے بستر پر چلا گیا۔ اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ صبح اٹھ کر ویگن باہر نکالوں گا، اپنے ساتھیوں کو ساتھ لوں گا اور سامان ڈھونے کی خاطر ڈلاس جاؤں گا۔ مجھے یقین تھا کہ میری واپسی تک اجتماع ختم ہو چکا ہوگا۔ چونکہ ذہن پر کام سوار تھا اس لئے وہ بات میرے ذہن سے محو ہوگئی یہاں تک کہ پانچ دن بعد میں واپس ہوا۔ جب میں گھر میں اصطبل پہنچا اندھیرا ہوگیا تھا جانوروں کو چارہ دیا، پھر باورچی خانے میں جا کر رات کا کھانا کھایا اور ٹہلتا ہوا برآمدے سے باہر نکلا۔ میں اس خیال سے فخر محسوس کر رہا تھا کہ ایک نیک نیت آدمی کی طرح میں ایمانداری کا کام کر رہا ہوں۔ پھر وہی آواز مجھے سنائی دی۔ میں جی جان سے دوڑا، میں عبادت کی جگہ پر پہنچ کر گر پڑا اور خوف رنج واندوہ اور مایوسی کی حالت میں دو راتیں وہیں پڑا رہا۔ پھر جب میری روح پر روشنی اتری تو خوشی کے ساتھ ایک نیا دن طلوع ہوا۔

''دوسرے دن ایسا لگا جیسے سورج نے میرے گرد ایک خلائی ہالہ بنا رکھا ہے۔ میں پھولوں، لوگوں اور قدرت کے مظاہر سے اس طرح محبت کرنے لگا کہ ایسی محبت پہلے نہیں کی تھی۔ البتہ ایک بات میں جانتا ہوں۔ ۱۸۷۴ء کی اس خوبصورت رات میں، میں قدرت کی تاریکی سے نکل کر ایک نئے وجود کی دلآویز روشنی میں داخل ہو گیا تھا۔''

جاپانی تجربہ

ایک تجربہ پیدائش نو (Born again) کا میرے والد کا، پھر میرا اپنا تجربہ اور ایسی ہی کہانیاں میرے جاننے والوں کی، یہ سب میرے ماحول کا حصہ تھیں۔ یہ وہ واقعات تھے، جنہیں میں اب اپنے طرز زندگی کا حصہ سمجھتی تھی۔ میرے لئے وہ ایسی ہی حقیقتیں تھیں جیسے دھوپ اور بارش۔ یہ سب حصہ تھا ان وارداتوں کا جو دوسروں پر گزریں، کم از کم ان لوگوں پر جنہیں میں جانتی تھی۔

ایک روز میں نے اپنے آپ کو جاپان میں ایک مصنف کے طور پر اپنی جگہ بنانے کے لئے کوشاں دیکھا۔ یہ دوسری عالمی جنگ کے فوری بعد کا واقعہ ہے۔ جاپانی بہت غریب تھے اور ان میں سے ہر ایک، ایک ہی جیسا لباس پہنے ہوتا۔ پاجامہ اور اس طرح کا کوئی لباس۔ ''بل گراہم''[1] ٹوکیو آیا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب جاپان میں ٹی وی نہیں آیا تھا اور جاپانی، امریکہ اور امریکیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ بس اتنا ہی جانتے تھے کہ ان پر ایٹم بم گرایا گیا تھا اور انہیں جنگ میں شکست ہوئی تھی۔ وہ بہرحال ہمارے بارے میں جاننے کے مشتاق رہتے تھے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے عقیدے کیا ہیں۔

بل گراہم نے ایک بہت بڑے آڈیٹوریم میں ایک ترجمان کی مدد سے تقریر شروع کی۔ اس جگہ کوئی دس ہزار کا مجمع تھا اور جہاں تک مجھے نظر آتا تھا، ان میں ایک میں ہی امریکی تھی۔ میں نے ایک بڑا ہجوم دیکھا۔ گردو پیش نظر ڈالی، تو مجھے کالے بالوں اور سیاہ آنکھوں والے سیاہ پوش لوگوں کا ہجوم نظر آیا۔

---

1. ایک پرجوش امریکی عیسائی مبلغ (مترجم)

جب تک بل گراہم ٹوکیو نہیں آیا تھا تو وہاں کسی نے حیات نو (Born Again) کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ اور ادھر ٹیکساس میں میرے خاندان کے افراد اور دوستوں کے برعکس کسی نے نجات شدہ (Saved) ہونے کی خواہش بھی نہیں کی تھی۔

میں نے اپنے اور اپنے والد کے تجربے کی کہانی آپ کو یہ بتانے کے لئے سنائی ہے کہ یہ ہماری طرح کا مذہب تھا۔ لیکن بلی گراہم نے ٹوکیو میں جو جدوجہد شروع کی تھی اسے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ ہماری بائبل کا ترجمہ ابھی جاپان تک نہیں پہنچا ہے۔ تاہم حالیہ برس میں صورت حال بدل گئی ہے۔ عیسائی مبلغوں نے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے دنیا کے گوشے گوشے پر حملہ کر دیا ہے۔ رائس یونیورسٹی میں سوشیولوجی کے پروفیسر ولیم مارٹن کے بقول "بنیاد پرست اور ایونجلک مبلغ جن میں (Pentecostals) بھی شامل ہیں، غیر ملکوں میں سرگرم پروٹسٹنٹ مشنریوں کی کل تعداد کے نوے فیصد کے برابر ہیں۔

براڈ اور انکی اسکوفیلڈ بائبل

ارض مقدس کی اس سیاحت میں جس کا اہتمام جیری فال ویل نے کیا تھا، میں ہر صبح یہ دیکھتی کہ براؤ جب بھی بس کے اندر ہم سے ملتے، ان کے ہاتھ میں ایک بائبل ہوتی جس کے لئے وہ کہتے کہ یہ ''اسکوفیلڈ'' کی ریفرنس بائبل ہے۔

ایک روز جب ہم اکٹھا بیٹھے تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اس کی انجیل کنگ جیمس [1] کی بائبل سے مختلف ہے؟ براؤ وضاحت کرتے ہیں ''اسکوفیلڈ ہمیں ان حصوں کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں جو شاید پوری طرح واضح نہ ہوں۔'' پھر وہ فوراً بائبل کا اپنا نسخہ کھولتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ بائبل کے متن کے حواشی پر اپنی تفسیریں درج کر کے انہوں نے ایک اپنی نئی بائبل لکھ دی ہے۔''

براؤ چونکہ (Born Again) عیسائی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بائبل غلطیوں سے یکسر پاک ہے اور اس میں غلطی ہو ہی نہیں سکتی تو پھر اسکوفیلڈ کے الفاظ کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو بائبل کے اندر داخل کئے گئے ہیں؟ میں کہتی ہوں ان الفاظ کو متن کے برابر تو مصدقہ نہیں سمجھا جا سکتا۔'' کیا براؤ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ حواشی کی عبارت میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی؟''

براؤ کہتے ہیں ''اسکوفیلڈ ساری باتوں کو شفاف کر دیتے ہیں۔'' دوسروں نے صرف پیش گوئی کی تھی کہ آخری دنوں میں یہودی فلسطین واپس پہنچ جائیں گے لیکن اسکوفیلڈ نے کہا کہ ایسا ہونا لازمی ہے۔

''بائبل پڑھتے ہوئے اسکوفیلڈ کو محسوس ہوا کہ کہیں کہیں عبارت، یہ انکشاف کر رہی ہے کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جلد آ جائیں تو عیسائیوں کو بعض اقدامات کرنے چاہئیں۔ ان الفاظ کا مفہوم ان پر تو واضح تھا لیکن انہیں یقین تھا کہ بیشتر لوگ انہیں نہیں سمجھ پا رہے ہوں گے۔'' یہ کہتے ہوئے براؤ نے وضاحت کی۔'' چنانچہ بائبل کو صحیح طور پر بیان کرنے کے لئے کہ

---

1. بائبل کا کنگ جیمس ورژن۔ عیسائیوں کے نزدیک ایک معتبر انجیلی نسخہ (مترجم)

خدا اپنے بیٹے[1] کو واپسی کے سفر پر بھیجنے سے پہلے کیا چاہتا تھا۔ اسکوفیلڈ نے مناسب سمجھا کہ اس میں اپنے الفاظ اور خیالات ڈال دے۔ اس کی وجہ سے ہمیں آج ان کے حالات و واقعات کو سمجھنا ممکن ہو گیا ہے جس کی پیش گوئی بائبل کے اندر پائی جاتی ہے۔''

''اچھا، تو کیا یہ ایک ریفرنس بائبل ہے؟''

براڈ کہتے ہیں، ''جی ہاں۔ اور جب ۱۹۰۹ء میں یہ پہلی بار شائع ہوئی تو پوری مسیحی دنیا میں سب سے زیادہ کثیر الاشاعت حوالے کی بائبل شمار کی جانے لگی۔ اس کی لاکھوں، کروڑوں کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔'' ''براڈ، کیا آپ اسکوفیلڈ کے خیالات کا خلاصہ پیش کر سکتے ہیں؟''

''اس (اسکوفیلڈ) نے ابتدا سے آخری دن تک زندگی کو دیکھا اور مختلف زمانوں میں اسے منکشف ہوتے ہوئے دیکھا۔''

''اور کیا انہوں نے تمام بڑے واقعات کو دوبارہ پیدا ہونے والے اسرائیل میں مرکوز دیکھا؟''

''جی ہاں یہی ہوا اور ایسا تو ہونا ہی تھا۔ یہودیوں کو وہی کچھ کرنا چاہئے جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے، یعنی حضرت عیسیٰ کی واپسی کے لئے حالات پیدا کرنا۔''

پھر میں سوال کرتی ہوں کہ ''آرمیگڈن کی فتح کے بعد کیا ہوگا؟''

''حضرت عیسیٰ بادشاہ داؤد کے تخت پر بیٹھیں گے۔''

''ایک یہودی عبادت گاہ میں؟''

''جی ہاں، بادشاہ داؤد کے تخت پر بیٹھ کر۔ پھر وہ ساری دنیا پر حکومت کریں گے۔''

ایک روز میں اپنے وطن امریکہ میں ڈلاس تھیولوجیکل سیمیناری کی پر شکوہ انتظامی عمارت کی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق مجھے فوراً صدر ڈاکٹر جان والوورڈ کے ساتھ ملاقات کی غرض سے بٹھا دیا گیا۔ صدر اس وقت ستر کی دہائی میں تھے، ایک وجیہہ انسان جنہیں یہ فخر حاصل تھا کہ ہال لینڈ سے جیسے نامور شاگرد کو بنانے سنوارنے میں ان کا بھی ایک کردار تھا۔

---

1. عیسیٰ مسیح (مترجم)

جان والوورڈ نے بائبل کا ایک بھاری بھرکم نسخہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ خدا اپنے تمام بچوں پر یکساں نظر نہیں رکھتا۔

میں پوچھتی ہوں ''دنیا کے ایک ارب مسلمانوں کے بارے میں خدا کا کیا خیال ہے؟''

وہ مجھے بتاتے ہیں کہ ''یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے تو خدا کے پاس منصوبے ہیں لیکن دوسروں کے لئے نہیں۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ عیسائی نہیں ہو جاتے۔'' وہ کہتے ہیں کہ'' خدا کے پاس عیسائیوں کے لئے ایک جنتی منصوبہ ہے اور یہودیوں کے لئے ایک ارضی منصوبہ۔''

میں سوال کرتی ہوں ''یہودیوں کے لئے ارضی منصوبہ کیا ہے؟''

''اسرائیل کی دوبارہ پیدائش۔''

جان والوورڈ اور دوسرے بنیاد پرست عیسائیوں کے خیال میں ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کا قیام بائبل کی ایک پیشین گوئی کی تکمیل تھی۔ انہوں نے ا[illegible] کہا کہ '' یہ [illegible] ر کا محکم ثبوت ہے کہ بائبل کی پیش گوئی زندہ ہے اور یہ کہ ہم [illegible] نہایت تیزی کے ساتھ ان آخری واقعات تک پہنچنے والے ہیں، جس کے بعد حضرت عیسیٰ ظہور کریں گے۔''

وہ بہت سے عیسائی جن کی اٹھان (Dispensationalism) کے طبقہ کے تحت ہوئی ہے انہوں نے بعد میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ مسیحی عقیدہ درست نہیں ہے۔ اس کی ایک مثال ڈیل کراؤلی جونیئر ہیں جو واشنگٹن ڈی سی میں مذہبی امور کے براڈ کاسٹر ہیں۔ میں کراؤلی اور ان کی بیوی میری کو تقریباً تیس برس سے جانتی ہوں۔ ہماری ابتدائی دنوں کی خوش آئند یادیں کلیسا سے وابستہ ہیں۔ اور پھر ہماری یادداشت میں جاپان بھی شامل ہے۔ جب وہ وہاں ایک مبلغ تھے اور میں ٹوکیو میں بطور صحافی مقیم تھی۔ میں نے اوائل میں جو کتاب (Prophecy and Politics) لکھی تھی، اس میں تحقیق کے بعض پہلوؤں پر انہوں نے میری رہنمائی کی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ نوجوانی میں، میں نے اسکوفیلڈ کا مسلک قبول کر لیا تھا۔

جی ہاں، میں (Dispensationalism) کے نظریئے کے ساتھ پل کر بڑا ہوا۔

مجھے کچھ کچھ یاد ہے کہ جب میں اٹھارہ سال کا تھا تو میں نے اپنی کمائی سے ایک نسخہ اسکوفیلڈ بائبل کا اپنے لئے خرید لیا۔ مجھے (Dispensationalism) کی تعلیم سنڈے اسکول کے بیسیوں اساتذہ، پادریوں اور مبلغوں، بائبل کانفرنس کے مقرروں اور کالج ٹیچرز نے دی جن کے لئے میرے دل میں ستائش کے گہرے جذبات ہیں۔

میں اس عقیدے کی تعلیم، تبلیغ، تدریس برابر کرتی رہی یہاں تک کہ میں ایک دن ڈاکٹر جیمز آر گراہم کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر موصوف چین میں ایک مشنری مدرس و دینیات کے عالم ہیں۔ یہ ۱۹۵۲ء کی بات ہے۔ ڈاکٹر گراہم نے میری اسکوفیلڈ بائبل کو ہاتھ میں لے کر براہ راست گفتگو شروع کر دی اور نقطہ بہ نقطہ قدم بقدم (Dispensational) عقیدے کے ایک ایک اصول کو رد کرتے چلے گئے گویا وہ تاش کے پتوں کا ایک گھر تھا جو بکھر گیا۔

''سب سے پہلے انہوں نے مجھے یہ سمجھایا کہ یہ پیش گوئی پرمبنی تفسیر کا ایک نیا نظام ہے جو اس وقت تک محض ۱۲۰ سال پرانا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیحی کلیسا نے اس نظریئے کو اٹھارہ سو برس تک قبول نہیں کیا جسے آپ نے اسکوفیلڈ میں پڑھا ہے۔ یعنی بالفاظِ دیگر اس نئے انوکھے اور خطرناک فکر کے بغیر مسیحیت مردہ ہونے کے بجائے بخوبی زندہ رہی۔

ڈاکٹر گراہم جنہوں نے بل گراہم کے بورڈ آف ڈائریکٹر پر رہتے ہوئے کام کیا میری آنکھیں کھول دیں۔ کراولی نے اس کی مندرجہ ذیل غلطیاں بیان کیں۔

☆ بائبل کی توضیح کا جو نظام اسکوفیلڈ نے دیا ہے وہ بائبل کی یک جہتی کو ختم کر دیتا ہے، خاص طور پر اس تصور کو کہ خدا کی محبت اور رحمت سب کے لئے ہے، تمام انسانیت اور ہر زمانے کے لئے ہے۔

☆ یہ مسیح اور مسیحیت کے معنی کی نفی کرتی ہے۔

☆ یہ بائیبل، مسیحیت کو موجودہ زمانے کے یہودیوں کے ہاتھوں میں یرغمال بنا دیتی ہے، خواہ وہ کچھ کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔

☆ اسکوفیلڈ کی (Dispensationalism) حضرت عیسیٰ کو نہیں بلکہ یہودیوں اور اسرائیل کو مرکزی حیثیت دیتی ہے۔ یہ فرض کرنے کے بعد یہودی ریاست کا قیام، خدا کی پہلی ترجیح ہے۔ یہ نظریہ اسرائیل کی سرزمین کا دینی عقیدہ بن جاتا اور یہودی ریاست اور اس کے بارے میں خدا کی اولین ترجیح کو مسیحی کلیسا اور حضرت عیسیٰ کی تعلیمات پر فوقیت عطا کرتا ہے۔

☆ اسکوفیلڈ کی (Dispensationalism) نہ صرف حضرت عیسیٰ اور مسیحیت کو یرغمال بنالیتی ہے بلکہ خدا کو بھی اپنا تابع کرلیتی ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خدا، حضرت مسیح کو اس وقت تک واپسی کی اجازت نہیں دے سکتا کہ جب تک یہودی، اسکوفیلڈ کے طے شدہ منظرنامے کے مطابق اپنا زمینی کام انجام دے نہیں لیتے۔

☆ اسکوفیلڈ نے یہ سبق دیا ہے کہ خدا کے زمینی وعدے زمین پر صرف اس کے منتخب بندوں کے لئے ہیں یعنی یہودیوں کے لئے۔ اور آسمانی وعدے، صرف ان کے لئے جو آسمان میں اس کی طرف منتخب ہوئے[1]۔ یہ صرف اور صرف اسکوفیلڈ کا نظریہ ہے لیکن کتاب مقدس میں اس کا ذکر کہیں نہیں ملے گا۔

☆ اسکوفیلڈ کے (Dispensationalism) نظریئے میں خدا اور انسان کے درمیان غیر مشروط معاہدوں کا پتہ چلتا ہے لیکن پورے انجیلی صحیفے میں کہیں بھی غیر مشروط معاہدے کا سراغ نہیں ملتا۔

☆ اسکوفیلڈ کی (Dispensationalism) عہد جدید (New Covenant) کے اصول کی نفی کرتی ہے جو خدا اور سارے انسانوں کے درمیان حضرت عیسیٰ کے خون پر قائم ہے، عیسیٰ جنہیں مصلوب کیا گیا، دفن کیا گیا اور جو پھر ظاہر ہوں گے۔

☆ اسکوفیلڈ کی بائبل (Dispensationalism) یا فضائی نجات (Rapture) کا سبق سکھاتی ہے۔ یہ لفظ یونانی زبان میں ایک داخلی نوعیت کا لفظ ہے جس کے معنی چھین لینے کے

---

1. یعنی عیسائی (مترجم)

ہیں۔ اصل واقعہ تو زندگی کا ازسرنو پیدا ہونا (Resurrection) ہے۔ یہ فضائی نجات (Rapture) تو ایک چھوٹا واقعہ ہوگا۔لیکن اسکوفیلڈ کی (Dispensationalism) اس کو بڑا واقعہ قرار دیتی ہے۔

☆ اسکوفیلڈ کی بائیبل (Dispensationalism) یہ سبق دیتی ہے کہ عیسیٰ ایک یہودی بادشاہت قائم کرنے کے لئے دنیا میں آئیں گے اور یروشلم کی تیسری عبادت گاہ میں ایک تخت پر بیٹھیں گے اور قدیم صحیفے (Old Testament) کے طرز پر عبادت گاہ میں اس طرح کی عبادت مثلاً قربانی کو رواج دیں گے۔ ڈاکٹر گراہم نے یاد دلایا کہ حضرت عیسیٰ کا مقصد پرانے قبائلی قوانین کی طرف واپس جانا نہیں ہے۔ وہ ایک نیا پیغام لے کر آئے تھے اور اب وہ ایک دائمی تخت حکومت پر بیٹھے ہیں۔ وہ دائمی بادشاہ ہیں اور ایک دائمی بادشاہت کے مالک ہیں۔ ان کا مشن پورا ہو گیا تھا۔

میں نے کراؤلی سے سوال کیا کہ'' ان کے خیال میں (Dispensa-tionalism) کے عقیدے کو اتنے بہت سے مقلد کیوں مل گئے ہیں؟''

''اس عقیدے میں ان لوگوں کے لئے کشش ہے جو یہ محسوس کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ''اندر'' کے لوگ ہیں اور انہیں ساری ''اطلاعات'' قبل از وقت مل جاتی ہیں اور یہ کہ وہ اور انہی جیسے دوسرے لوگوں کو ہمیشہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے ذہن میں کیا بات ہے۔''

کرشمہ ساز پادری اپنے مقلدوں کو بتاتے ہیں کہ اگر وہ اسرائیل کی سرزمین کے مسلک کو قبول کرلیں اور ان ادوار اور افکار کو جن کا تعلق اس سرزمین سے ہے اور جو وہاں یقیناً ظاہر ہوں گے تسلیم کرلیں تو اس طرح وہ ''اندر'' کے ہجوم میں شامل ہو جائیں گے اور اس کے صلے میں انہیں طاقت، نظم وضبط اور تحفظ کی برکتیں اور ان کی ذات کو معنی مل جائیں گے۔

بڑھتی ہوئی تعداد

امریکہ میں غالباً ۸۰ ہزار بنیاد پرست پادری موجود ہیں جن میں سے بہت سے پادری ایک ہزار کرسچن ریڈیو اسٹیشنوں سے تقریر نشر کرتے ہیں اور ان کے پاس ایک سو کرسچن ٹیلی ویژن اسٹیشن ہیں۔ان میں ایک خاصی بڑی تعداد صرف (Dispensationalists) کی ہے۔

مختصر یہ کہ ٹی وی اور ریڈیو کے بیشتر مقرر آج اسکوفیلڈ کے نظریے کا پرچار کرتے ہیں۔یہاں جنوبی بیپٹسٹ کنونشن (Southern Baptist Convention) کے ایک کروڑ ۵۰ لاکھ ارکان ہیں جن میں پندرہ تا بیس فیصد (Dispensationalists) ہیں۔ ان میں سے بھی پندرہ تا بیس فیصد (Pentecostal) اور کرشمہ ساز کرسچن ہیں۔میرے اندازے کے مطابق ان کی تعداد وہ ڈھائی سے تین کروڑ ہے جو برابر بڑھ رہی ہے۔

بڑی اور باا ثر تعلیم گاہیں جو (Dispensationalist) عقیدے کی تعلیم دیتی ہیں اور جس میں ڈلاس کی تھیولوجیکل سیمیناری بھی شامل ہے، جہاں ہال لینڈ سے بھی پڑھتے تھے،اس کے علاوہ موڈی بائبل انسٹی ٹیوٹ آف شکاگو، فلاڈلفیا کالج آف بائبل، دی بائبل انسٹی ٹیوٹ آف لاس اینجلز اور ان درس گاہوں میں دوسرے دوسو کالج اور انسٹی ٹیوٹ شامل ہیں۔

۱۹۹۸ء میں بائبل اسکولوں کے طلبہ کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ان میں ۸۰ سے ۹۰ فیصد اساتذہ اور ان کے طالب علم بھی (Dispensationalist) ہیں۔

بائبل کالج کے یہی گریجویٹ یہاں سے نکل کر پادری بنیں گے اور اپنے چرچ میں اسکوفیلڈ کے عقیدہ کی تبلیغ کریں گے یا اپنا الگ بائبل اسکول کھول کر اور ان میں اس کی تعلیم دیں گے۔

ایونجلک عقیدے کے چار ہزار بنیاد پرست جو نیشنل ریلجس براڈ کاسٹ کنونشن میں ہر سال شریک ہوتے ہیں ان میں سے (Dispensationalists) کی تعداد تین ہزار ہے جو اس عقیدے پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ ایک خوفناک تباہی آنے والی ہے، لیکن انہیں ایک پل کی بھی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ انہیں پہلے ہی نجات (Rapture) مل چکی ہوگی۔

(ڈیل کراوَلے جونیئر، ریلجس براڈ کاسٹر، واشنگٹن ڈی سی)

اسکوفیلڈ بائبل

اسکوفیلڈ بائبل میں کئی صدیوں کے رجحانات کو نہایت موثر انداز سے یکجا کیا گیا تھا۔ اسکوفیلڈ بائبل کی اہمیت کو جتنا بھی بیان کیا جائے، وہ اندازے سے کم ہوگا۔ ڈوائٹ ولسن، آرما گیڈون، اس زمانے میں اسکوفیلڈ نے بائبل میں اپنے خیالات شامل کر کے (Dispensationalism) کی مقبولیت پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ مبلغوں کے درمیان کوئی بھی اسکوفیلڈ کے الفاظ اور روح مقدس کے الفاظ کے درمیان تمیز نہیں کر سکا۔

(جوزف ایم کینن فیلڈ کی کتاب

(The Incredible Scofield and his book)

سائرس اسکوفیلڈ ۱۸۴۳ء تا ۱۹۲۱ء

اسکوفیلڈ ٹینیں کا رہنے والا زبردست شرابی، اسکینڈلز میں پھنسا ہوا، اوائل عمری میں ازدواجی مشکلات سے دوچار تھا۔ اس نے خانہ جنگی میں وفاقی (Confederate) کے طور پر حصہ لیا۔ پھر کنساس میں قانون پڑھانے لگا بڑی عجلت میں ۱۸۷۷ء میں ریاست چھوڑ کے چلا گیا۔ (ایک بیوی اور دو بچے بھی چھوڑ دیئے) ان دنوں اس پر الزامات لگائے جا رہے تھے کہ اس کے سابق شریک کار سینیٹر جان انگلس کو جو سیاسی عطیات ملے تھے، وہ اس شخص نے چوری کر لئے۔ (کوئی بھی شخص جو اسکوفیلڈ کی ابتدائی زندگی سے واقف ہو گا، انگلس کے بیان کے مطابق ''کرسچن کا اتحاد'' (Christian Coalation) کی اسکیم کے موثر ہونے سے انکار نہیں کرے گا)۔

اسکوفیلڈ کو سینٹ لوئی میں جعل سازی کے الزامات کے تحت ۱۸۷۹ء میں قید کی سزا ہوگئی۔ جیل میں اسے تبدیلئ مذہب کا تجربہ ہوا اور وہ جیمز بروک کے اثر میں آ گیا۔ جو ڈاربائیٹ (Darbyite) میں (Dispensationalist) تھے۔ وہ ۱۸۸۲ء میں ڈلاس کا پادری بن گیا جو وہاں پہلا اجتماعی چرچ (First Congregational Church) تھا اسکوفیلڈ کی مسلسل شہرت کا انحصار اس کی ریفرنس بائبل ۱۹۰۹ء پر ہے۔ ایک اسکالر کے بقول ساری بنیاد پرست کتابوں میں یہ واحد سب سے اہم کتاب ہے۔

(پال لوئر کی تصنیف

When Time Shall Be No More سے)

یروشلم: تاریخ کے آئینے میں

سوائے ان کہانیوں کے جو میں نے بچپن میں سنی تھیں، میں یروشلم کے بارے میں بہت کم یا کچھ بھی نہیں جانتی تھی'' وہاں لوگ کس طرح روزمرہ زندگی گزارتے ہیں؟ وہ کہاں پیدا ہوتے ہیں؟ اسکول جاتے ہیں، شادی کرتے ہیں، ان کے یہاں بچے ہوتے ہیں، کبھی ہنستے اور جشن مناتے ہیں، کبھی روتے اور سوگ مناتے ہیں؟'' پھر ایک روز یروشلم جاتے ہوئے میں نے ان لوگوں کی زندگی کے حقائق جان لئے جو وہاں ہمیشہ سے رہتے آئے تھے۔

میں اس وقت ایک عرب مسلمان محمود علی حسن کے ساتھ پتھریلی سڑکوں سے گزر رہی ہوں۔ محمود علی یروشلم میں ہی پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپنے پہلے جوتے وہیں سے خریدے، گیسوتراش سے اپنی پہلی شیو وہیں بنوائی۔ لباس کا پہلا جوڑا وہیں سلوایا، وہیں اس کی شادی ہوئی، بچے پیدا ہوئے اور وہ انہیں پلتا بڑھتا دیکھتا رہا۔ یہ سب کچھ اسی نے اس پرانے حصار بند شہر (Walled City) میں کیا۔

دنیا میں آج ایک مکمل محصور شہر کی چند ہی مثالیں باقی رہ گئی ہوں گی۔ ان ہی میں سے ایک یروشلم ہے۔ میں محمود کے ساتھ اس شہر کی ایک تنگ راہداری سے گزر رہی ہوں۔ اس کی دیواریں جزوی طور پر حیدریان اسکوائر (Hadrian Square) کی بنیاد پر کھڑی ہیں جس کی تعمیر ۱۳۵ صدی عیسوی میں ہوئی تھی۔ اس میں پہلے کی دیواروں کی باقیات بھی شامل ہیں جن کا تعلق ۳۷ قبل مسیح میں شاہ ہیروڈ (King Herod)، اگریپا (Agrippa) کے زمانہ ۴۱ سن عیسوی اور صلاح الدین کے زمانے ۱۱۸۷ صدی عیسوی سے تھا۔

'' یہ پرانا حصار بند شہر (Walled City) اپنی پوری طویل تاریخ میں بیشتر طور عربوں

سے ہی آباد رہا ہے'' یہ بتاتے ہوئے محمود نے کہا اور پرانے شہر کے تقریباً نوے فیصد بازار، مکانات اور مذہبی مقامات سب کے سب عربوں کے ہیں۔

''عرب ہونے کی حیثیت سے ہم قدیم مقامی لوگوں کے ورثا ہیں، وہی لوگ جنہوں نے کبھی فلسطین نہیں چھوڑا اور جنہوں نے انہی دیواروں کے درمیان زندگی گزاری۔ میں اپنے اجداد کا شجرہ پچھلی دس نسلوں تک بیان کر سکتا ہوں اور میرا معاملہ یہ ہے کہ میرے باپ نے، میرے باپ کے باپ نے اور پھر اس کے باپ نے غرض کہ پورے خاندان نے پچھلے تین سو سال سے اسی ایک گھر میں زندگی گزاری ہے۔''

محمود اور میں چلتے چلتے مسلمانوں کے مقدس مقام حرم الشریف تک جا پہنچتے ہیں۔

جمعہ کا دن ہے۔ مسلمانوں کا مبارک دن۔ الاقصیٰ مسجد کی طرف جاتے ہوئے ہم ان ہزاروں عربوں کے درمیان چل رہے ہیں جو یروشلم کے ساتھ گول پتھروں والی گلی سے گزرتے ہوئے نماز کے لئے جارہے ہیں۔

محمود کہتے ہیں۔''یہ دنیا کا ایک قدیم ترین شہر ہے۔ عرب یہاں چار پانچ ہزار برس پہلے آئے تھے۔ یہیں اپنے خدا کی خاطر انہوں نے مذہبی بنیاد رکھی تھی۔ اس دور کے وہ عرب عبادت گزار شالم (Shalem) نامی ایک خدا کی عبادت کرتے۔ اسی وجہ سے اس مقدس شہر کا نام یروشلم پڑا ہے۔ پھر ہمارے دوسرے اجداد کنعان سے کنعانی آئے۔ انہوں نے یروشلم کو خدائے واحد کی عبادت کا مرکز بنایا۔ کنعانیوں کا ایک بادشاہ تھا ملکی زیدک (Melchizedek)[1] اور لکھا گیا ہے کہ وہ بھی خدائے بزرگ و برتر کا ایک برگزیدہ بندہ تھا۔

''یہ ساری تاریخ یہاں یہودیوں کی آمد سے کئی سو سال پہلے کی ہے اور ان عبرانی (Hebrews) کا پہلا قبیلہ، جو یہاں آنے والے متعدد قبائل میں سے ایک تھا، یہاں پہنچا تو اس نے چار سو سال سے بھی کم عرصے یہاں قیام کیا اور وہ بھی ان سے پہلے کے بجیر ے

1 یہ بعثت نبویؐ سے قبل کی بات ہے (مترجم)

قبیلوں کی طرح شکست کھا گئے اور پھر کوئی دو ہزار برس پہلے انہیں یہاں سے نکال دیا گیا۔'' محمود علی نے بتایا۔

الاقصیٰ سے کچھ دور چل کر ہم خوبصورت پتھر کے بنے ہوئے اس گنبد تک پہنچتے ہیں جو دنیا کی عبادت گاہوں میں حسین ترین جائے عبادت ہے۔اس کا مقابلہ کبھی کبھی تاج محل سے بھی کیا جاتا ہے۔محمود نے بتایا کہ عبدالمالک ابن مروانی کے حکم سے اس کی تعمیر ۶۸۵ء میں ہوئی تھی۔

میں نے محمود سے کہا، ہاں مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد عمر ہے۔

'' آج کل سب ہی یہاں تک کہ مسلمان بھی کہنے لگے ہیں کہ یہ مسجد عمرؓ ہے، لیکن اس کی تعمیر عمر نے نہیں بلکہ دمشق کے اموی خلیفہ عبدالمالک نے کی تھی۔''

یہ عبادت گاہ جو ہشت پہل اور نیلے اور ہرے رنگ کے ٹائیلوں سے تعمیر ہوئی ہے، فنِ تعمیر کا کمال ہے اور روشنی میں بہت چمک دیتی ہے، اسے دیکھنے کے لئے ہم قدرے بلند سطح کے ایک چبوترے پر پہنچ جاتے ہیں جس کے چاروں طرف ستون اور زینے تعمیر کئے گئے ہیں۔ ہم اوپر نظر ڈالتے ہیں۔ایک ناقابل یقین حد تک بڑا اور پرشکوہ گنبد نظر آتا ہے۔

یہاں داخل ہوتے وقت دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے درجنوں دوسرے سیاحوں کے ساتھ، ہم بھی جوتے اتار دیتے ہیں اور قدیمی طرز کے مشرقی وضع کے قالین پر چلنا شروع کر دیتے ہیں۔کوئی چھ قدم چلنے کے بعد ہم ایک حفاظتی ریلنگ پر پہنچ جاتے ہیں جس نے ایک بھاری پتھر کو اپنے فریم میں لے رکھا تھا، اس پتھر کی غیر متوقع جسامت کو دیکھ کر میں چونک پڑتی ہوں، یہ چٹان جو زمین پر میرے کاندھے کے برابر اونچی ہے اور ایک ٹینس کورٹ کے تقریباً آدھے حصے کے برابر ہے، عبادت گاہ کے اندر تقریباً پوری جگہ کا احاطہ کر لیتی ہے۔

یروشلم کی انتہائی حسین اور فن تعمیر کا نمونہ یہ عمارت ایک ہی مقصد کے لئے بنائی گئی تھی، یعنی اس بھاری چٹان کو اپنے حصار میں لے کر اس کی حفاظت کرے۔محمود کہتے ہیں'' ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو یقین تھا کہ یہ عظیم چٹان جنت سے آئی تھی اور یہی وہ متبرک چٹان ہے جہاں

سے آنحضور ﷺ کو اٹھا کر خدا نے جنت میں پہنچا دیا تھا۔'' [1]

پرانے شہر کے اندر جہاں میں ٹھہری ہوں۔ وہاں کا یہ ایک مختصر راستہ ہے۔ محمود میرے ساتھ ہے۔ راستے میں وہ مجھ سے کہتا ہے۔

''ایک عرب اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا یہودیوں سے محض اس لئے کبھی جھگڑا نہیں رہا کہ وہ یہودی ہیں، اور نہ یہودیت کے عظیم مذہب سے ہمارا کوئی اختلاف رہا ہے۔ یہود اور عیسائی جن جگہوں کو مقدس سمجھ کر ان کا احترام کرتے ہیں وہ جگہیں ہمارے لئے بھی مقدس ہیں۔ وہ پیغمبر جنہیں یہودی اور عیسائی مقدس اور لائق احترام سمجھتے ہیں، وہ ہمارے لئے بھی لائق احترام اور مقدس ہیں۔'' محمود کہتے ہیں ''لیکن میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ تاریخ میں ہر فرد نے ماضی کے واقعات سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ یہاں کسی فرد یا کسی گروہ کا تنہا اجارہ نہیں ہے۔ یروشلم پر لاتعداد لڑائیاں ہو چکی ہیں اور عبرانی [2] یہاں محض ساٹھ سال برسر اقتدار رہے ہیں''۔

میں محمود کے سامنے اعتراف کرتی ہوں کہ میں ایک اپنی طرز کی امریکی ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے یروشلم یا فلسطین کی تاریخ کبھی نہیں پڑھی۔ مغرب کے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی طرح میرے مطالعے میں بھی محض بائبل کی کہانیاں رہی ہیں جو سینکڑوں برس پہلے مرتب کی گئی تھیں۔

میرے پاس تو بائبل کی بس وہی پرانی کہانیاں اور آج کی خبریں تھیں جن کی رو سے یہودی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یروشلم پر بلاشرکت غیرے انہی کا مستقل حق ہے۔

یہ افسانوی روداد ایک ایسی سرزمین کے متعلق ہے جو آج صرف ایک گروہ کے لئے مخصوص کردی ہے۔ محمود اس میں کہاں آتا ہے، یہ بات میرے لئے پریشان کن ہے!

---

1 یہ اسی چٹان کا ذکر ہے جس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پرواز سے پہلے براق کو باندھا تھا (مترجم)

2 یعنی یہودی (مترجم)

کرسچن جو نظر نہیں آتے

جیری فال ویل نے پہلا سیاحتی دورہ ۱۹۸۳ء میں شروع کیا۔اس دورے میں اس وقت چھ سو عیسائیوں کے ساتھ ایک میں بھی تھی۔اس نے دوسرا دورہ ۱۹۸۵ء میں کیا تھا۔اس وقت میں آٹھ سو عیسائیوں کے علاوہ ایک اور تھی۔دونوں دوروں کے موقعوں پر رنگین کتابچے شائع ہوئے تھےلیکن فال ویل نے دورے کے وقت یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم حضرت عیسیٰ کی اس سرزمین پر جارہے ہیں جہاں وہ پیدا ہوئے تھے، جہاں انہوں نے تبلیغ کی اور جہاں پھر انتقال کیا۔اس کے مقابلے میں ان کی گفتگو کا زور اسرائیل پر تھا۔وہاں ہمارے گائیڈ اسرائیلی تھے،ہم نے اسرائیلی ہوٹلوں میں قیام کیا اور صرف اسرائیلی ریستورانوں میں کھانا کھایا۔

وہاں ہمارے چاروں طرف عیسائی تھے جو ہزاروں کی تعداد میں تھے۔لیکن فال ویل نے عیسائیوں کے ساتھ ہماری کسی بھی ملاقات کا بندوبست نہیں کیا تھا۔

ایک روز میں وہاں سے چپکے سے کھسک گئی اور ایک اسرائیلی فوجی مرکز میں جا پہنچی۔میرا ارادہ ایک فلسطینی عیسائی جوناتھن خطاب سے ملاقات کا تھا۔میں نے ان کے قانون ساز ادارے دیکھے۔یہ جگہ یروشلم کے عرب مشرقی بستی میں امریکن کالونی ہوٹل سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ذرا ہی دیر بعد میں ان کی چھوٹی سی میز کے آگے بیٹھی عربی قہوہ پی رہی تھی۔

خطاب (Kuttab) یروشلم میں پیدا ہوئے،امریکہ میں تعلیم پائی،وہیں سے قانون کی ڈگری حاصل کی اور طویل عرصے تک مسیحیت کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔انہوں نے اکثر واشنگٹن اور یروشلم میں بھی بین المذاہب کانفرنسوں میں شرکت کی ہے۔میں سوال کرتی ہوں کہ فال ویل سینکڑوں امریکی سیاحوں کو حضرت عیسیٰ کی سرزمین پر کیوں اپنے ہمراہ لاتے ہیں جبکہ وہ

عیسائیوں سے ان کی ملاقات نہیں کراتے؟
وہ ان سیاحوں سے کہتے ہیں، یہ پتھر کے آثار دیکھو، لیکن وہ ''زندہ پتھروں'' کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یعنی ان عیسائیوں کو جنہوں نے مسیحیت کو اپنی پیدائشی سرزمین پر آج تک زندہ رکھا ہے۔ ہم حضرت عیسیٰ کے زمانے سے یہاں آباد ہیں، لیکن فال ویل ہمیں مقامی عیسائیوں کے لئے ''نادیدہ'' بنا دیتے ہیں۔ جیسے ان کے لئے ہمارا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ اپنی تحقیق کی خاطر مغربی عیسائیوں نے یہ طریقہ کب سے اختیار کیا ہے؟
یہ سارا سلسلہ ریفارمیشن (Reformation) کے بعد ہوا ہے۔ اس سے پہلے کیتھولک روایتی تصور یہ تھا کہ یہ حضرت عیسیٰ کی مقدس سرزمین ہے۔ اس وقت تک ہماری تعلیم[1] میں فلسطین کے اندر نہ تو یہودیوں کی واپسی کا کوئی امکان شامل تھا۔ نہ منتخب لوگوں (Chosen People) کا کوئی تصور در آیا تھا۔ نہ ایک یہودی قوم کے وجود کا کوئی تصور پیدا ہوا تھا۔ خطاب نے کہا، ''سبھی مسیحی لیڈر اول دور میں اس بات پر متفق تھے کہ یہودیوں کی بحالی (Restoration) کے بارے میں موجود پیشین گوئیاں اصل اسرائیلیوں کی جلاوطنی کے بعد بابل سے واپسی سے متعلق تھیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں بادشاہ کسریٰ نے یہودیوں کو فلسطین سے نکال باہر کیا تھا۔ جنہیں بعد میں ایک دوسرے ایرانی بادشاہ نے واپس آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس بناء پر مسیحی لیڈروں نے کہا تھا کہ'' یہودیوں کے واپس آنے کے سلسلے میں پیش گوئیاں اب پوری ہو چکی ہیں۔''
خطاب نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا، ''چنانچہ ۱۶۰۰ء کے برسوں تک یہی سبق سکھایا گیا کہ یہودی مذہب کا براہ راست ورثہ مسیحی چرچ ہے اور کبھی کسی نے اس طرح نہیں دیکھا تھا کہ یہودی خدا کے منتخب بندے ہیں اور ان کا مقدر فلسطین واپس آنا ہے۔ عیسائیت میں کسی نے بھی یہودی جنگ جویوں کے قدیم کارناموں سے رومانوی محبت محسوس نہیں کی۔''
پھر میں نے کہا، ''کیا غالباً ایسا نہیں کہ مسیحی متفقہ طور پر یہ رائے رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ

---

1 یعنی عیسائی مذہبی تعلیمات (مترجم)

نے بعد میں آنے کے بعد یہودی مذہب کی روایات موقوف کر دیں اور اپنی روایت قائم کی؟''

''اپنی کتاب (City of God) اور دیگر کتابوں میں نیٹ آگسٹس نے اس بات کو وضاحت سے بیان کیا ہے یعنی یہ کہ عیسائی چرچ خدا کی ہزاروں سالہ بادشاہت کی علامت ہے۔'' خطاب نے یہ بتاتے ہوئے کہا۔''وہ یہ بات پانچویں صدی عیسوی میں لکھ رہے تھے اور ان کی کتاب آج بھی وسیع حلقے میں پسند کی جاتی ہے اور اسے بکثرت لوگ پڑھتے ہیں۔''

میں پوچھتی ہوں''اگر حضرت مسیح خدا کی ہزاروں سالہ بادشاہت کی علامت ہیں تو بہت سے عیسائی اس کے ایک دوسرے معنی کیوں نکالتے ہیں اور اپنی ابتداء ریفارمیشن (Reformation) سے کیوں کرتے ہیں؟''

وہ کہتے ہیں''اس وقت تک پرانی کتاب مقدس (Old Testament) مقامی زبان میں ترجمہ نہیں ہوئی تھی تاہم ۱۶۰۰ء کے بعد یہ کتاب عام طور پر دستیاب ہونے لگی اور الگ الگ قارئین نے اس کی تفسیر کرنی شروع کر دی۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں اب ''یہودیت'' اور ''صیہونیت'' کی تجدید کا دور آ گیا ہے۔ مسیحی پادریوں نے اب پرانی کتابِ مقدس (Old Testament) میں درج جنگ کی داستانوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کی طرف مائل ہونا شروع کر دیا ہے۔''

اس کے علاوہ عیسائیوں نے عبرانی بائبل (Hebrew Bible) کو اپنے ہی حوالے کی کتاب سمجھنا شروع کر دیا ہے اور آنے والی دنیا کے معاملات میں شدت سے الجھ گئے ہیں۔ انہوں نے زندگی کو اس طرح دیکھنا شروع کیا ہے گویا اس کا خاتمہ اب یقینی ہے۔ اب ان کی توجہ مسیحا پرستی (Messianism) اور ہزار سالہ عبادت (Millennarianism) پر لگ گئی جو یہودی مذہب کی روایات کا خاص جز ہیں۔

خطاب نے وہی بات کی جو مسلم محمود نے مجھ سے پہلے کی تھی کہ ایک فلسطینی ہونے کے

ناطے، اس کا تعلق قدیم مقامی باشندوں سے ہے جنہوں نے یہودیوں کے مقابلے میں یہاں کہیں زیادہ عرصے تک زندگی گزاری اور آباد ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود عیسائی بنیاد پرست عربوں کے دو ہزار برس کو سرے سے نظر انداز کر دیتے ہیں اور فلسطین کی ساری تاریخ کو سمیٹ کر محض اس مدت تک محدود کر دیتے ہیں جو یہودیوں نے یہاں گزاری ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جیری فال ویل اور ان کے مقلد جو اپنی مسیحیت کی بنیاد پرانی کتاب مقدس (Old Testament) کی کہانیوں پر رکھتے ہیں، یعنی خدا کی مقدس زمین کے مقدس بندوں کے تصور پر، وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم (عیسائی) یہاں ہیں ہی نہیں۔ وہ ایک نسل پرستانہ اصول اختیار کرتے ہیں۔ جس کے تحت ہم غائب ہو جاتے ہیں۔ اپنی بات پوری کرتے ہوئے خطاب نے کہا۔ ''ان کے یہودیت کے منظر نامے میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔''

اسرائیل پیش گوئیوں کے مطابق

۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی پیدائش کے معنی یہ ہیں کہ بالآخر یہودی جنہیں کئی سو برس پہلے یہاں نکال دیا گیا تھا اب بائبل کی سرزمین میں واپس آ گئے ہیں ..... اسرائیلی قوم کا قیام بائبل کی پیش گوئی کی تکمیل اور بائبل کے بیان کا حاصل ہے۔ (سابق صدر جمی کارٹر)

مقدس سرزمین پر یہودیوں کی واپسی کو میں اس طرح دیکھتا ہوں کہ یہ مسیحا کے دور کی آمد کی نشانی ہے، جس میں پوری انسانیت ایک مثالی معاشرے کے فیض سے لطف اندوز ہو گی۔ (سابق سینیٹر مارک ہیٹ فیلڈ)

دو ہزار سال سے زائد آباد یروشلم سے جواب یہودیوں کے ہاتھوں میں آ گیا ہے، بائبل کے طالب علموں کو ایک ولولہ ملتا ہے۔ بائبل کی صداقت اور تکمیل پر ان کا عقیدہ تازہ اور پختہ ہے۔

۱۹۶۷ میں ایڈیٹر (Christianity Today) ایل نلسن بل نے یہ بیان اس وقت دیا جب اسرائیل کے فوجی دستے یروشلم پر قبضہ کر رہے تھے۔

جدید انفارمیشن کے زمانے میں "بائبل پسند یہودیوں" (Biblical ...orews) کو اپنے جدید ہم مذہبوں کے ساتھ پہنچانا جانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی Protestant مسیحوں میں بھی یہ عقیدہ عام ہو گیا کہ یہودی جو ادھر ادھر بکھر گئے تھے ایک بار پھر فلسطین میں اکٹھا ہوں گے اور عیسیٰ کی دوسری آمد (Second Coming) کی تیاری کریں گے۔ پرانا صحیفہ (Old Testament) پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی مقبول ترین کتاب بن گیا بلکہ عام تاریخی معلومات کے سلسلے میں حوالے کی کتاب شمار کیا جانے لگا۔ یہی وہ لمحہ ہے، جب تاریخ میں تحریف کا عمل شروع ہوتا ہے۔

(ریگینا شریف Non-Jewish Zionism)

ایک مسجد (الاقصیٰ) کے گرد محاصرہ

۱۹۹۹ء کے اوائل کا ذکر ہے۔ ڈینور کولوریڈو کے ایک (Dispensationalist) گروپ کے ارکان کو جو (Concrned Christian) کے نام سے پہچانے جاتے تھے، اسرائیلی پولیس نے گرفتار کر کے ہتھکڑی لگادی، انھیں عام مجرموں کی طرح جیل میں ڈال دیا، پھر انھیں امریکہ واپس بھجوادیا۔ اسرائیلی پولیس نے الزام عائد کیا تھا کہ وہ حضرت مسیح کے دوبارہ ظہور کے واقعے کو قریب تر لانے کے لئے ایک ''خونی تباہی'' کا منصوبہ بنا رہے تھے۔

اس مجنونانہ خواہش کے زیر اثر کہ وہ ایک مسجد کو یہودی عبادت گاہ میں تبدیل کردیں، ڈینور سفیدے کے ارکان ان دوسرے (Dispensationalists) سے مختلف نہیں جو اپنے ارادے کو خدا کی مرضی سمجھتے ہیں۔ فال ویل کے ایک دورے میں اس بات کا علم مجھے کچھ ایک عیسائیوں سے ہوا کہ وہ اس خیال کو اپنے لئے کتنا مقدس جانتے ہیں۔ اور کن نام کا ایک ریٹائرڈ فوجی میجر اس کی ایک مثال ہے۔

میں نے خاصا وقت اوون (Owen) کے ساتھ گزارا۔ وہ ایک رنڈوا ہے، دبلا پتلا، پانچ فٹ پانچ لمبا، تن کر کھڑا ہوتا ہے اور مسکراتا رہتا ہے۔ خوش لباس ہے، سر پر بالوں کا رنگ خاکستری ہے۔ اپنی عمر کے مقابلے میں بہت چھوٹا لگتا ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں وہ یورپ کے محاذ پر تھا جبکہ بعد میں اس نے کئی سال جاپان میں گزارے۔

ایک روز جب میں اوون (Owen) کے ساتھ جارہی تھی اور ہمارا گروپ پرانے محصور شہر کی طرف جارہا تھا تو دمشق گیٹ پار کر کے گول پتھروں والی راہداری سے گزرتے ہوئے میں نے حضرت عیسیٰ کا تصور کیا اور سوچا کہ شاید وہ بھی اسی راستے سے جاتے ہوں گے۔ ایسے میں

کہ ماحول بڑی تیزی سے بدل رہا ہے۔ یہ پرانا حصار شدہ شہر (Walled City) جو تاریخ اور تصادم کی تہہ در تہہ قیامت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہے، سیاحوں کے لئے کتنی کشش رکھتا تھا اور ۲۵ لاکھ باشندوں کا مسکن تھا۔ یہ شہر اپنی پوری طویل تاریخ میں عربوں کی اکثریتی بالادستی میں رہا جیسا کہ فلسطینی مسلمان محمود نے مجھے پہلے بتایا تھا۔

ہم حرم الشریف پہنچے جہاں چٹان والا گنبد قبۃ الصخرہ اور الاقصیٰ کی مسجد ہے، اسے میں محمود کے ساتھ پہلے دیکھ چکی تھی، قدرے بلند جگہ پر واقع یہ دونوں تعمیرات عام طور پر مسجد کے سادہ نام سے پہچانی جاتی ہیں۔

ہم قدرے نشیب میں مسجد کے زیر سایہ کھڑے ہیں۔ ہمارا رخ مغربی دیوار کی طرف تھا، جو دوسوفٹ اونچی اور سولہ فٹ لمبی تھی۔ اس کی تعمیر بھاری بھاری سفید پتھروں سے ہوئی ہے۔ یہ دوسرے یہودی عبادت گاہ (ہیکل سلیمانی) کی واحد یادگار باقی رہ گئی ہے۔

ہمارے گائیڈ نے چٹانی گنبد اور مسجد اقصیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، ''ہم اپنا تیسرا ہیکل وہاں بنائیں گے۔ اس کی تعمیر کا ہمارا منصوبہ تیار ہے۔ تعمیراتی سامان تک آ گیا ہے۔ اسے ایک خفیہ جگہ پر رکھا گیا ہے۔ بہت سی دکانیں بھی ہیں جس میں اسرائیلی کام کر رہے ہیں۔ وہ ہیکل میں استعمال کے لئے نادر اشیاء تیار کر رہے ہیں۔ ایک اسرائیلی خالص ریشم کا تھان بُن رہا ہے جس سے علمائے یہود (ربائیوں) کے ملبوس تیار کئے جائیں گے۔'' وہ باتیں کرتے کرتے رکتا ہے، پھر کہتا ہے۔

''ایک دینی اسکول میں جسے راہبوں کا تاج کہا جاتا ہے اور جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں، اس جگہ سے قریب ہی ربائی نوجوانوں کو بتا رہے ہیں کہ جانوروں کی قربانی کیسے کی جاتی ہے۔

ہمارے گروپ میں ایک خاتون میری لو جو کمپیوٹر کی ماہر ہیں یہ سن کر چونک سی پڑتی ہیں کہ اسرائیلی افراد عبادت گاہ کی قدیمی سلیمانی قربان گاہ سے وابستہ پرانی رسموں کو زندہ کرنا چاہتے ہیں! وہ پوچھتی ہیں ''تم لوگ جانوروں کی قربانی کی طرف واپس جا رہے ہو، آخر کیوں؟''

ہمارا اسرائیلی گائیڈ کہتا ہے، ''پہلے اور دوسرے ہیکل میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ اور ہم ان رواجوں کو بدلنا نہیں چاہتے۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیں سبق سکھایا ہے کہ عبادت گاہ کی تفصیلات کے مطالعہ کو نظر انداز کرنا گناہ ہے۔''

یہاں سے آگے چلتے ہوئے میں اوون (Owen) سے کہتی ہوں کہ ہمارے اسرائیلی گائیڈ نے قبۃ الصخرہ کی جگہ پر ہیکل تعمیر کرنے کی تو بات کی ہے لیکن اس نے مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔

اوون جواب دیتا ہے۔ ''انہیں تباہ کر دیا جائے گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ تورات وقدیم بائبل[1] میں آیا ہے کہ ہیکل کی تعمیر بہت ضروری ہے۔ اور اس ایک علاقے کے سوا اس کی تعمیر کے لئے کوئی اور جگہ نہیں ہے۔ اس کا بیان موسیٰ کے فرامین (Law of Moses) میں بھی پایا جاتا ہے۔

میں اوون سے سوال کرتی ہوں۔ ''کیا یہ ممکن نہیں کہ ہیکل کا تعلق اس زمانے سے ہو جب یہ صحیفہ لکھا گیا تھا نہ کہ زمانہ حال کے واقعات سے ہو۔؟''

اوون کہتے ہیں۔ ''نہیں اس کا تعلق ہمارے ہی زمانے سے ہے۔ قدیم عہد نامہ (بائبل) میں لکھا ہے کہ جب وقت ختم ہونے لگے گا (End of Time)، تو یہودی جانوروں کی قربانی کی رسم کو زندہ کریں گے۔'' میں کہتی ہوں۔ ''بہ الفاظ دیگر، ہیکل ضرور بننا چاہئے تا کہ یہودی قربانی کی رسم دوبارہ شروع کر سکیں!؟''

''جی ہاں۔'' انہوں نے کہا اور پھر بائبل کی عبارت ۴۴:۲۹ کا حوالہ دے کر اپنے بیان کو سچا ثابت کرنے لگے۔ ''کیا وہ اس بات کو قطعی طور پر درست سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کو عیسائیوں کی مدد سے مسجد کو تباہ کر دینا چاہئے اور وہاں ایک ہیکل تعمیر کر لینا چاہئے تا کہ اس میں جانوروں کی قربانی شروع کر دی جائے۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے۔؟''

''جی ہاں۔'' وہ جواب دیتے ہیں ''اسی طرح ہوگا اور یہ تو بائبل میں لکھا ہے۔''

میں پوچھتی ہوں۔ ''کیا ہیکل کی تعمیر آپ کے نظام الاوقات میں موزوں ہے؟''

---

1. اولڈ ٹیسٹامنٹ (مترجم)

''جی ہاں ہمارا خیال ہے کہ ہمارے آقا (مسیح دجال) کی آمد سے پہلے جو واقعات رونما ہوں گے، ان میں دوسرا واقعہ یہی ہوگا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ ہیکل کتنا بڑا ہوگا تو اس بارے میں بائبل کچھ نہیں بتاتی ہے۔ قربانی کی رسم کی تجدید ہوگی اور یہودی اسے کسی چھوٹی عمارت میں بھی کر سکتے ہیں۔''

میں کہتی ہوں، ''پھر تو یہ ایک قدیمی رسم کی تجدید ہوئی نا یعنی جانوروں کی قربانی کی طرف واپسی۔ تو پھر ان لاکھوں لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو اس جدید زمانے میں جانوروں کے حقوق کا احساس رکھتے ہیں؟''

لیکن ہم ان کے کہے کی پرواہ نہیں کرتے۔ بائبل جو کچھ کہتی ہے، ہم کہتے ہیں کہ بات وہی درست ہے۔ اوون اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''بائبل نے ایک ہیکل کی ازسرنو تعمیر کی پیش گوئی کی تھی۔ اب جو لوگ یہ کام کر رہے ہیں وہ عیسائی نہیں بلکہ راسخ العقیدہ یہودی ہیں۔ بہرحال قدیم صحیفے نے نہایت واضح فارمولا بیان کر دیا ہے کہ یہودیوں کو جانوروں کی قربانی کے سلسلے میں کیا کرنا ہوگا۔ ایک ہیکل کے بغیر وہ یہ قربانی کیسے ادا کر سکتے ہیں؟ ۷۰ء عیسوی تک وہ جانوروں کی قربانی ادا کرتے آئے تھے پھر جب انہیں ایک ہیکل مل جائے گا تو کچھ راسخ العقیدہ یہودی بھی انہیں مل جائیں گے جو ہیکل کے اندر ایک دنبہ یا ایک بیل ذبح کر کے خدا کے آگے قربانی دیں گے۔''

ادھر اوون جانوروں کی قربانی کی باتیں کر رہے ہیں جسے وہ اپنی روحانی پختگی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ ادھر یہ حقیقت وہ بھول جاتے ہیں کہ مسلمانوں کی مقدس عبادت گاہیں اسی جگہ ہیں جہاں ان کے بقول خدا ہیکل کی تعمیر کا مطالبہ کرتا ہے۔

اسی روز رات کے کھانے کے بعد اوون اور میں ایک لمبی سیر کے لئے نکلتے ہیں۔ میں ایک بار پھر اپنی اس تشویش کا اظہار کرتی ہوں جو اسلام کے مقدس گھروں کو تباہ کرنے کے خطرے سے متعلق ہے۔

اوون کہتے ہیں۔ ''عیسائیوں کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں۔'' اوون نے وہی بات دہرائی جو وہ پہلے کہہ چکے تھے۔ ''لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ عبادت گاہیں ضرور تباہ ہوں گی۔''

''لیکن۔'' میں پھر کہتی ہوں کہ ''اس سے تیسری عالمی جنگ شروع ہوسکتی ہے۔''

''ہاں تو ٹھیک ہے۔ ہم آخری وقت (End Times) کے قریب آپہنچے ہیں، جیسا کہ میں نے کہا تھا کٹر یہودی مسجد کو بم سے اڑا دیں گے جس سے مسلم دنیا بھڑک اٹھے گی۔ یہ اسرائیل کے ساتھ ایک مقدس جنگ ہوگی۔ یہ بات مسیح کو مجبور کر دے گی کہ وہ درمیان میں مداخلت کریں۔'' وہ یہ بات نہایت سکون سے کہہ رہے ہیں، اتنے نرم لہجے میں جیسے کہہ رہے ہوں کل بارش ہوگی!!!

ہم ہوٹل واپس ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، ''جی ہاں ایک تیسرے ہیکل (یہودی عبادت گاہ) کی تعمیر ہو کے رہے گی۔''

جیری فال ویل کے اس سیاحتی دورے اور اوون سے ملاقات کے بعد میں اپنے گھر واشنگٹن ڈی سی امریکہ واپس آجاتی ہوں۔ یہاں میں میری ریزن ہوور سے گفتگو کرتی ہوں جو اوکلاہوما کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہودی دہشت گردوں کے لئے چندہ جمع کروتا کہ وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو تباہ کر دیں۔

روزن ہوور پستہ قد عورت، گول مٹول، سر کے بال صاف، (Born Again) عیسائی، نپا تلا لہجہ اور آواز۔ اس نے مجھے بتایا کہ ریگن انتظامیہ کے زمانے میں اسے اکثر وہائٹ ہاؤس کے اجتماعات میں بلایا جاتا رہا ہے جہاں (Dispensationalists) اکٹھا ہوتے تھے۔ روزن ہوور وہاں ساز بجانے پر مامور ہوتی تھی۔

روزن ہوور نے بڑی صفائی سے مجھے بتایا کہ اس کا منصوبہ امریکہ سے اسرائیل کے لئے ڈالر بھجوانا ہے جس پر ٹیکس عائد نہ ہو۔ ۱۹۸۵ء میں وہ جیوش کرسچن کوآپریشن (Jewish Christian Co-operation) کے لئے امریکن فورم کی صدر تھی۔ اس کا معاون

ایگزیکٹوڈائریکٹر کے طور پر ڈگلس کریگر تھااور ایک امریکی پادری ڈیوڈ ین بھی مددگار تھا۔ جس کا ایرل شیرون[1] سے دوستانہ گہرا تعلق تھا۔

علاوہ ازیں روزن ہوور نے اس یروشلم ٹمپل فاؤنڈیشن کی چیئر پرسن کے فرائض بھی انجام دیئے ہیں، جس کا واحد مقصد مسلمانوں کے مذہبی عبادت گاہوں کی جگہ پر ایک ہیکل کی تعمیر ہے۔ روزن ہوور نے اسٹینلے گولڈفیٹ کو فاؤنڈیشن کا انٹرنیشنل سیکریٹری بنایا ہے۔ یہ گولڈ فیٹ ۱۹۳۰ء کی دہائی میں جنوبی افریقہ سے ترک وطن کر کے فلسطین آ گیا تھا اور رسوائے زمانہ اسٹرن گینگ (Stern Gang)[2] کا ممبر بن گیا تھا۔ عرب مردوں، عورتوں اور بچوں کے خون سے ہاتھ رنگ کر کے اس نے ساری دنیا پر لرزہ طاری کر دیا تھا۔ ڈیوڈ ین بن گوریان جیسے یہودی نے بھی اس گینگ کو نازی قرار دیا تھا اور انہیں لاقانونیت کا مجرم ٹھہرایا تھا۔

اسرائیلی اخبار ڈاور (Davar) کی خبر کے مطابق گولڈ فیٹ نے ۲۲ جولائی ۱۹۴۶ء کو یروشلم کنگ ڈیوڈ ہوٹل میں ایک بم رکھ دیا تھا جس سے ہوٹل کا ایک حصہ جہاں برٹش مینڈیٹ سیکریٹریٹ اور کچھ حصہ فوجی ہیڈکوارٹر کا تھا تباہ ہو گیا تھا۔ اس کاروائی میں کوئی ایک سو انگریز اور دوسرے افراد مارے گئے تھے اور جیسا کہ یہودی دہشت گردوں کا منصوبہ تھا اس کے بعد انگریز فلسطین سے بہ عجلت تمام نکل گئے تھے۔

روزن ہوور نے گولڈفیٹ کا نام ستائشی انداز سے لیتے ہوئے کہا۔ یہ بڑا پختہ اور بالکل اصلی دہشت گرد ہے۔ اس میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ اس جگہ کو ہیکل کی تعمیر کیلئے صاف کر دے۔

روزن ہوور نے یہ بھی بتایا کہ جہاں عیسائی جوشیلے بڑی ہماہمی سے مذہبی کام کر رہے ہیں، وہیں ان کا کارندہ گولڈ فیٹ خدا کو نہیں مانتا اور قدیم صحیفے (Old Testament) کے مقدس پہلوؤں پر یقین کرتا ہے۔ گولڈ فیٹ کا مقصد تو بس یہی ہے کہ اسرائیل کا قبضہ پورے فلسطین پر ہو جائے۔

---

1. حالیہ سابق اسرائیلی وزیراعظم (مترجم) 2. یہودیوں کی ایک دہشت گرد تنظیم (مترجم)

گولڈفیٹ کے ایک نائب فرد عزرائیل میڈا نے جو تہیا پارٹی (Tehiya Party) کا رکن ہے اور جو دائیں بازو کی انتہا پسند پارٹی ہے، وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ "جس کا قبضہ ٹمپل ماؤنٹ (Temple Mount) پر ہو وہی یروشلم پر قبضہ برقرار رکھتا ہے۔"

روزن ہوور نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے امریکہ کے دوروں میں کئی بار گولڈفیٹ کو ساتھ لیا ہے۔ اس نے وہاں مذہبی ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں پر اور چرچ کے اجتماعات میں خطاب کیا ہے۔ روزن ہوور نے ایک کیسیٹ کے حصول میں میری مدد کی۔ جس میں گولڈفیٹ کی وہ تقریر محفوظ تھی جو اس نے کیلیفورنیا کے مقام کوسٹاریکا میں چک اسمتھ کالوری چیپل (Calvary Chapel) میں کی تھی۔ گولڈفیٹ نے وہاں عیسائیوں کو یہ نہیں بتایا کہ اس کا منصوبہ مسجد کو تباہ کرنا ہے۔

روزن ہوور نے مجھے ایسے لوگوں کے نام دیئے جو گولڈفیٹ کو جانتے تھے۔ انہی میں جارج گیاکومکس (George Giacumakis) تھا جو کئی سال تک ہولی لینڈ اسٹیڈیز (Holy Land Studies) کے ادارے کا سربراہ رہ چکا تھا۔ یہ ایک بڑا پرانا مبشراتی مشینری ادارہ ہے جسے امریکہ چلاتا ہے۔ اس میں دینیات اور قدیم آثار کے علم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یروشلم کے ایک دورے میں مَیں نے گیاکومکس سے ملاقات کا وقت لیا۔ یہ یونانی نسل کا امریکی ہے جس کی سیاہ آنکھیں اور دلآویز شخصیت ہے۔

کافی پینے کے دوران میں نے کہا کہ کیا ہماری ملاقات گولڈفیٹ سے ہو سکتی ہے؟

گیاکومکس نے کہا۔ "بالکل نہیں۔" یہ کہتے کہتے اس نے اپنا جھکا ہوا سر دونوں ہاتھوں میں یوں سنبھال لیا جیسے کوئی خوفناک تباہی کی خبر سن کر کرتا ہے۔ "تم اس سے ملنا نہیں چاہو گی۔ وہ دہشت گرد گروپ میں واپس چلا گیا ہے۔" پھر اپنا سر اٹھاتے ہوئے اس نے کنگ ڈیوڈ ہوٹل کی طرف اشارہ کیا اور کہا "اس کاروائی کا انچارج اسٹینلے گولڈفیٹ تھا۔ اب اس کا منصوبہ یہ ہے کہ ہیکل کی تعمیر لازمی ہو۔ اگر یہ کام تشدد سے ہو سکتا ہے تو اسے تشدد کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں ہوگا۔"

گیاکومکس ذرا ٹھہر کر بولا۔ اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اگرچہ وہ خود تشدد پر یقین نہیں

رکھتا لیکن اگر وہ مسجد اقصیٰ تباہ کر دیں اور وہاں ہیکل بن جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس کی حمایت نہیں کروں گا۔ روزن ہوور نے ہی میری ملاقات جیمز ڈیلوک (James E. Deloach) سے کرائی۔ وہ ہوسٹن کے عظیم الشان بیپٹسٹ چرچ کی ایک سرکردہ شخصیت ہیں۔ ٹیلیفون پر چند بار کی گفتگو کے بعد ڈیلوک نے وعدہ کیا کہ وہ واشنگٹن ڈی سی آئیں گے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق وہ میری دعوت پر میرے اپارٹمنٹ آئے۔ ان کی اجازت سے میں نے گفتگو کے لئے اپنا ٹیپ ریکارڈر چلا دیا۔

انہوں نے کہا۔ میں اسٹینلے گولڈ فیٹ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہم بہت اچھے دوست ہیں۔ وہ ایک نہایت مضبوط شخص ہے۔

روزن ہوور کے بارے میں ڈیلوک نے بتایا کہ ''وہ چندہ جمع کرنے میں بڑی ماہر ہے۔ وہ دس کروڑ ڈالر اکٹھا کر رہی ہے۔ اسی میں سے خاصی بڑی رقم ان وکیلوں کو دی گئی ہے جنہوں نے ۱۲۹ اسرائیلیوں کو رہائی دلائی ہے۔ ان پر مسجد کو تباہ کرنے کی کوشش کا الزام تھا۔ ان کو رہا کرانے کے لئے ہمیں خاصی رقم خرچ کرنی پڑی ہے۔''

میں نے پوچھا کہ وہ اور دوسرے لوگ امریکن عطیہ دہندوں کی رقم یہودی دہشت گردوں کی امداد کے لئے کس طرح بھجواتے ہیں؟

''ہم نے ایٹرٹ کونیم یِشیوا (Ateret Chanim Yeshiva) کو بھی امداد فراہم کی ہے۔''

''یعنی وہ یہودی مدرسہ جہاں طلبہ کو جانوروں کی قربانی دینا سکھایا جاتا ہے؟''

''جی ہاں۔'' انہوں نے جواب دیا۔

''اور عیسائی اس کے لئے عطیہ دیتے ہیں؟''

انہوں نے کہا ''اس کے لئے بڑی تربیت چاہئے'' پھر قدرے تمکنت سے انہوں نے کہا ''حال ہی میں مَیں نے ہوسٹن میں اپنے مکان پر دو نوجوان اسرائیلیوں کی میزبانی کی ہے۔ وہ یہ سیکھ رہے ہیں کہ جب ہیکل بن جائے گا تو اس میں جانوروں کو کس طرح ذبح کیا جائے گا۔''

سرخ سانڈ

ریورنڈ کلائیڈ لوٹ ایک پنٹی کوسٹل پادری ہیں، انہوں نے بائبل کی عبارت کی اس طرح تفسیر کی ہے کہ یہودیوں کے تیسرے ہیکل کی تعمیر لازمی طور پر یروشلم میں مسیح کی دوسری آمد سے پہلے ہوگی۔ کلائیڈ لوٹ سرخ بیل یا کنواری گائے کو جو بالکل بے داغ ہو ذبح کرنے کے لئے کہتے ہیں جس کے بعد آئندہ ہیکل کی تعمیر کی رسم پوری ہوگی۔ اس کی خاطر قدیم اسلامی عبادت گاہوں کو مسمار کر دینا ہوگا۔ کلائیڈ لوٹ کو یقین ہے کہ خدا کی شراکت سے یہ کام مناسب وقت میں ہو ہی جائے گا۔

(نیویارک ٹائمز ۲۷ دسمبر ۱۹۹۸ء)

ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا وقت بہت قریب ہے

۱۹۹۸ء کے اواخر میں ایک اسرائیلی خبر نامہ ویب سائٹ پر دیکھا گیا جس میں کہا گیا کہ اس کا مقصد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو آزاد کرانا (Liberation) اور ان کی جگہ ایک یہودی ہیکل کی تعمیر کرنا ہے۔ خبرنامے میں لکھا ہے کہ اس ہیکل کی تعمیر کا نہایت موزوں وقت آ گیا ہے۔

خبرنامے میں اسرائیلی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ مسجد کی جگہ سے ملحدانہ اسلامی قبضے کو ختم کرائے۔ تیسرے ہیکل کی تعمیر بہت قریب ہے۔

پادری ڈیلوک ایک گھنٹے سے زیادہ وقت تک باتیں کرتے رہے۔

اس سے پہلے کہ وہ میرے اپارٹمنٹ سے رخصت ہوتے، میں نے ان سے ایک آخری سوال کیا۔ ''اگر وہ یہودی دہشت گرد جن کی وہ مدد کرتے ہیں مسجد اقصیٰ اور گنبد قبۃ الصخرہ کو تباہ کردینے میں کامیاب ہوجائیں اور اس کے نتیجے میں تیسری عالمی جنگ شروع ہوجائے اور ایٹمی ہولناکی دنیا کو لپیٹ لے، پھر کیا ہوگا؟ کیا روزن ہوور اس صورت حال کی ذمہ دار نہیں ہوں گی؟

انہوں نے جواب دیا۔ ''نہیں کیونکہ جو کچھ وہ کررہی ہیں، وہی خدا کی مرضی ہے۔''

پادری ڈیلوک نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ڈاکٹر لیمبرٹ ڈولفن سے بھی ملاقات کروں جو ایک ممتاز سائنس دان ہیں اور کیلیفورنیا کے اسٹین فورڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ ہیں۔ ہوسٹن کے پادری (ڈیلوک) نے کہا۔ ''ڈاکٹر ڈولفن ہیکل کی تعمیر کے سلسلے میں مسجد کی زمین کا ''ایکسرے'' کررہے ہیں۔ وہ ایک منصوبے کے موجد ہیں جس کے تحت تعمیراتی مقاصد کے لئے زمینی تحقیق کی خاطر ایکس رے کی طرح کا راڈار استعمال کیا جاتا ہے۔ زمینی تحقیق کے لئے ان کا راڈار خاصا قابل اعتماد ہے۔

چنانچہ میں نے ڈاکٹر ڈولفن سے خط وکتابت شروع کی۔ انہوں نے ''زمینی تحقیق سے متعلق راڈار'' کے بارے میں ایک بڑا پیکٹ جس میں وضاحتیں درج تھیں مجھے بھجوایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک کتابچہ بھیجا جس میں ان کی نجی زندگی اور Born Again کے تجربے سے متعلق تفصیلات موجود تھیں۔ اس قصے میں بھی عیسیٰ کی موجودگی کا مطلب یہی تھا کہ انہوں نے Dispensationalist ہونا قبول کرلیا ہے۔ یعنی خدا کی مرضی بھی یہی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ عیسیٰ کو زمین پر دوبارہ بھیجے وہاں ہیکل کی تعمیر ہوجانی چاہئے۔

اسرائیل میں اراضیاتی تحقیق کے لئے ان کا جغرافیائی طریقہ بتاتا ہے کہ کسی علاقے کی اراضیاتی تحقیق پہلے ایک فضائی فوٹو گرافی سے ہوتی ہے، پھر اصل کھدائی سے پہلے دوسرے

سائنسی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، یعنی (Thermal Infrated Imaginary)
اور زمین میں داخل کیا جانے والا راڈار اور زمین کے اندر کی آوازیں جانچنے کا آلہ۔

ایک اور کتابچے میں ڈولفن نے لکھا ہے کہ اسلامی مقدس زمینوں پر کھدائی مشکل کام ہے لیکن دور سے ان کا مشاہدہ کرنا بہتر ہے۔ ایک مرتبہ کے کام کے لئے سٹینلے گولڈفسٹ کو بھیجی جانے والی رقم کا تخمینہ کم سے کم چھ سے ساڑھے چھ ڈجٹ (Digit) (یعنی ایک تا دس ساڑھے دس لاکھ ڈالر) کے درمیان ہوگی۔

یروشلم ٹمپل فاؤنڈیشن کی ذمہ داری پر جس کے لئے جزوی طور پر فنڈ چک اسمتھ کے کیولری چیپل (Cavelery Chapel)[1] نے کام کیا تھا، مذکورہ ڈاکٹر ڈولفن نے اپنے عملے اور سائنسی ساز وسامان کے ساتھ کئی ہفتے اسلامی عبادت گاہوں کے قریب گزارے۔ تاہم ایکسرے کی مسلسل کاروائیوں کے بعد جو مسجد اقصیٰ اور گنبد معراج کے نواح میں کی گئیں، ڈولفن نے مسلمانوں کے احتجاج کو ہوا دی جنہوں نے اس کی موجودگی پر شدید اعتراضات کیے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ڈولفن نے اپنا ساز وسامان لپیٹا اور کیلیفورنیا واپس آ گئے۔ ۱۹۹۹ء کے زمانے سے اب تک وہ شدید بنیاد پرست (Dispensationalist) بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں، مسجد اقصیٰ اور مقدس گنبد معراج کو تباہ کر دینے اور ہیکل کی تعمیر کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ ان کی اپنی ایک ویب سائٹ ہے جس پر وہ اپنے قارئین کو کام کی ترقی کی رفتار سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔

۱۹۶۷ء کے زمانے سے جب شہ زور یہودیوں نے یروشلم پر فوجی قبضہ کر لیا تھا اب تک وہی جوشیلے یہودی سو سے زیادہ موقعوں پر یروشلم کی انتہائی مقدس سرزمین پر حملہ کر چکے ہیں۔ جن میں سے بہت سے مسلح اسرائیلی ربائی، سپاہی اور دینیات کے طلبہ ہیں۔ شوموں گورین جو بعد میں ان کا بڑا ربی اعظم بنا، حملہ کرنے والوں میں سب سے پیش پیش تھا۔ ۱۹۶۷ء میں اس نے ایک حملے میں پچاس مسلح غنڈوں کی قیادت کی تھی۔

---

1. چیپل گرجا گھر کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

حیرت انگیز طور پر اسرائیل کے سرکردہ ربیوں نے ۱۹۹۹ء تک تیس برسوں میں یہودی دہشت گردوں کی طرف سے مساجد پر کیے گئے حملوں کی ایک بار بھی مذمت نہیں کی۔ اسرائیل کے ایک صحافی کا کہنا ہے کہ ان کی جانب سے مذمت نہ کیے جانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی ربائی اپنے دہشت گردوں کی کاروائیوں کو اعلیٰ ترین سطح تک پسند کرتے ہیں۔ حکومت سے تنخواہ پانے والے سرکردہ ربائی نے تشدد کی کاروائیوں کی کبھی مذمت نہیں کی۔ مذکورہ صحافی نے لکھا ہے کہ ان کے مذمت نہ کرنے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ در پردہ اسرائیلی حکومت بھی ان کاروائیوں میں شریک ہے۔

حرم شریف (مسجد اقصیٰ) پر سب سے زیادہ شدید مسلح حملوں میں وہ بڑے بڑے ربائی بھی شامل تھے جو اشتعال انگیزی کرتے اور ان کی سربراہی کرتے رہے ہیں۔ ایک ربی شومو نے کہا ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ تمام یہودی جلاوطنوں کو اکٹھا کرنے اور اپنی ریاست بنانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کی جائے۔ یہودی عبادت گاہ کی تعمیر کا معاملہ سرفہرست ہے۔

مسجد کو تباہ کرنے کا جو منصوبہ دہشت گرد یہودیوں نے بنایا تھا، میں نے اس کے بارے میں سب سے پہلے ۱۹۷۹ء میں سنا تھا۔ میں اُس سال فلسطین کے مقبوضہ علاقے (ویسٹ بینک) میں گئی اور ان یہودی آباد کاروں کے یہاں قیام کیا جو خود کو وفاداروں کا دستہ (Block of the Faithful) یا ''گش ایمونم'' (Gush Emunim) کہتے ہیں۔ وہ وہاں بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آباد ہوئے تھے اور انہوں نے اس زمین پر محض اسلحہ کے بل پر قبضہ جمایا تھا۔ میں نے انہیں وہاں عجیب طرح کی کچی بستیوں میں گھرا ہوا پایا جس کے چاروں طرف بڑے بڑے شہتیر اور کانٹے دار تار نصب کیے گئے تھے اور مسلح سنتری پہرہ دے رہے تھے۔

جن آباد کاروں سے میں ملی، ان کی ایک تہائی تعداد امریکی تھی جو زیادہ تر نیویارک سے گئے تھے۔ ان میں بروکلن کا بوبی براؤن اپنی مثال آپ تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ ''یہودی

عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے مسجد اقصیٰ کو تباہ کرنے سے اگر تیسری جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے تو بیشک ہو جائے۔'' میرے اردگرد دوسرے لوگوں کی طرح اس نے بھی سب مشین گن پکڑ رکھی تھی جو اسرائیلی فوج نے انہیں دی تھی۔

مذکورہ یہودی براؤن نے جو تیسری نسل کا امریکی تھا، کہا ''میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان مسجد اقصیٰ کی موجودگی اس زمین پر بہت بڑا بوجھ ہے۔'' وہ بیت اللحم کے نواح میں ٹکویا (Tekoa) کی زیر تعمیر بستی میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ ''یروشلم کی کسی بھی تصویر پر نظر ڈالو، مسجد اقصیٰ نظر آ جائے گی۔ اسے تو جانا ہی ہوگا۔ ایک دن ہم یہودی اپنی تیسری عبادت گاہ وہاں تعمیر کر ہی لیں گے۔ یہ کام ہم لازمی طور پر کریں گے تاکہ عرب اور ساری دنیا دیکھ لے کہ ہم یہودیوں کا قبضہ سارے یروشلم پر اور اسرائیل کی ساری سرزمین پر ہے۔''

میں نے وہاں لینڈا اور بوبی براؤن کے گھر میں قیام کیا۔ ایک شام دوران گفتگو میں نے کہا کہ ''پھر تو عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے مسجد اقصیٰ کو تباہ کر دینے سے ایک ہولناک جنگ بھی شروع ہو سکتی ہے؟'' ''ٹھیک، بالکل یہی بات ہے۔ ایسی ہی جنگ تو ہم چاہتے ہیں کیونکہ ہم اس میں جیتیں گے، پھر ہم تمام عربوں کو اسرائیل کی سرزمین سے نکال دیں گے اور تب ہی ہم اپنی عبادت گاہ کو از سر نو تعمیر کر سکیں گے۔''

ادھر وہ یہ باتیں کر رہا تھا ادھر (Gush Emunim) تنظیم کے غنڈے مسجد کے انہدام کا خفیہ منصوبہ بنا رہے تھے۔ جیسا کہ بعد کے شواہد سے معلوم ہوا، انہوں نے فضائی پرواز کے ذریعے مسجد کی تصاویر حاصل کیں اور فضائی فوج کے ایک پائلٹ کو بھرتی کیا تاکہ ایک جہاز چوری کرے اور مسجد پر گولیاں برسائے، تب وہ اس مسجد پر زمینی حملہ کریں گے۔

۱۹۸۵ء میں ولیج وائس (Village Voice) نامی مجلّے میں رابرٹ فرائڈ مین نے یہ خبر دی تھی کہ یہودیوں کے بم بردار دستوں کو پرانے شہر کی دیواریں پھاند کر مسجد کے صحن میں پہنچنا تھا۔ مسجد کا ایک ماڈل تیار کیا گیا تھا اور اس پر حملے کی مشق کی گئی تھی۔ ریگستان میں دیسی

ساخت کے دستی بموں کو آزمایا گیا تھا۔ میناخم لونی (Menachem Livni) نہایت کرخت چہرے والا ایک باریش کمانڈر تھا۔ وہ اسرائیلی فوج کی ریزرو بٹالین میں ایک لڑاکا انجینئر تھا۔ اس نے حساب لگا کر بتایا تھا کہ بمباری کے نتیجے میں مسجد کس طرف گرے گی اور بم کے ٹکڑے کتنی دور اڑ کر جائیں گے۔

تاہم اس سے پہلے کہ یہ لوگ اپنے منصوبے پر عمل کرتے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ملزم ہونے کے باوجود مقدمے کے دوران ان کے ساتھ عظیم قومی ہیرو کا سا سلوک کیا گیا۔ عدالت میں ایک دہشت گرد یہودہ ایٹزون (Yehuda Etzion) نے بیان دیا کہ اسرائیلی حکومت چونکہ مسلمانوں کی زمین کو خود پاک نہیں کرے گی تو لازم آتا ہے کہ میں یہ کام خود انجام دوں۔ وہ اپنے فعل پر وہ نادم نہیں تھا۔ اس نے عدالت سے کہا۔ میں سو فیصد معصوم ہوں کیونکہ اس عمارت (گنبد معراج اور مسجد اقصیٰ) کو ہٹایا جانا ضروری ہے۔

ان میں سے کسی بھی دہشت گرد کو قید میں لمبے عرصے کی سزا نہیں دی گئی۔ اسرائیل کے صدر نے ان کی سزاؤں میں تخفیف کر دی تھی۔ دہشت گردوں کی مدافعت کے لئے خاصی رقم بھی موجود تھی۔ ان کے لئے امریکہ سے ڈالروں پر ڈالر چلے آرہے تھے۔ عطیات دینے والوں میں عیسائی اور یہودی دونوں مذہب کے لوگ شامل تھے۔

مغربی کنارے (ویسٹ بینک) اور مشرقی بیت المقدس کی بستیوں میں دہشت گرد تنظیم (Gush Emunim) کو رقوم کی ترسیل کا سب سے بڑا وسیلہ امریکہ کا خزانہ ہے۔ امریکی ٹیکس دہندگان کے لاکھوں کروڑوں ڈالر، غیر قانونی یہودی بستیوں کی تعمیر اور ان میں مہنگی قسم کی رہائشی سہولتوں کی فراہمی کے لئے مسلسل اسرائیل بھیجے جا رہے ہیں۔

بس ایک واقعہ رونما ہونا باقی ہے

اسرائیل کو اپنے آخری عظیم تاریخی ڈرامے میں اسٹیج کی مکمل تیاری کے لئے بس ایک واقعہ ہونا باقی ہے۔ یعنی اس کی قدیمی زمین پر عبادت کے لئے ایک قدیمی عبادت گاہ کی از سرِ نو تعمیر۔ حضرت موسیٰ کے فرامین کی رو سے بس ایک ہی جگہ ہے جہاں اس عبادت گاہ کو تعمیر کیا جانا ہے۔ یہ ہے ماؤنٹ موریا (Mount Moriah)۔ وہی جگہ جہاں اس سے پہلے کی عبادت گاہیں تعمیر کی گئیں تھیں۔ (یعنی عین مسجد اقصیٰ اور گنبد معراج پر)

(ہال لینڈ سے کی تصنیف
The Late Great Planet Earth سے)

دائیں بازو کے عیسائی! اسرائیلی اور امریکی یہودی
(The Christian Right - Israeli and American Jews)

دائیں بازو کے عیسائی اور صیہونیت کے مخالف

اوکیل انگرام اپنی کتاب (The roots of anti-semitism)[1] میں لکھتا ہے کہ عیسائی چرچ اپنی تاریخ کے بیشتر عرصے میں صیہونیت کا مخالف رہا ہے۔ وکیل انگرام Duke Divinity School کے ریٹائرڈ پروفیسر ہیں۔

رسالہ "Roots of Anti Christian" کے نومبر ۱۹۸۳ء کے شمارے میں انہوں نے لکھا کہ چرچ نے بیشتر دینی مسائل پر سترہ سو سال تک یہودیوں سے شدید نفرت کی ہے۔ صیہونیت کے خلاف آواز عیسوی سن کے آغاز سے لے کر تین سو سال تک بڑے زور و شور سے بلند کی جاتی رہی۔ اس عرصے میں مسیحی چرچ اور یہودیوں کی مذہبی رواداری دونوں ایک دوسرے کے زبردست مخالف تھے۔ کتاب کے مصنف اپنے موقف کی تائید میں انتہائی زمانے کے کلیسائی رہنماؤں کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً

☆ جسٹن مارٹر (Justin Martyr) اسرائیل کی تباہی کی توثیق کرتے ہوئے عیسیاہ (Isaiah)[2] کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''یہودی جو مصیبت جھیل رہے تھے، وہ بالکل درست تھی۔ تمہارا ملک ویران ہے، تمہارے شہر آگ سے جلا دیئے گئے ہیں، اجنبی لوگ تمہاری زمینوں کو تمہارے سامنے ہڑپ کر جاتے ہیں۔'' [3]

☆ ٹرٹولیان (Tertullian) نے یہودیوں کے بارے میں اپنی علانیہ نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی سزا کے طور پر ان کے ہیکل اور ملک تاراج ہو گئے اور ان کی قوم ساری دنیا میں منتشر ہو گئی۔

☆ روم کے ہپولیٹس (Hippolytus) نے یہودیوں کو عیسائیوں کی تقویت کا ذمہ دار قرار دیا، اور کہا کہ اس ظلم میں وہ خود بھی شریک تھے۔

---

1. Semitism عام طور پر یہودیت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ (مترجم)
2. انجیلی صحیفے کی ایک کتاب (مترجم) 3. عیسیاہ کی ایک عبارت (مترجم)

☆ ایسوبس (Eusebius) نے اپنی کتاب (Ecclesiastical History) میں لکھا کہ قدیمی صحیفے (Old Testament) کی پیش گوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور اسرائیل کا اقتدار اور اس کی قیادت عیسائی مسیحا کے ہاتھ میں آ گئی ہے۔''اسرائیل کے باشندوں کا تاریخی عالمی مشن ان سے چھین لیا گیا ہے اور وہ مسیحی کلیساؤں کے حوالے کر دیا گیا ہے''۔

☆ انگرام لکھتے ہیں کہ عیسائیت تین سو سال تک اپنی بقا کی جدوجہد کرتی رہی لیکن بالآخر ایک معتوب فرقے کے بجائے مقتدر فرقہ قرار پائی جس نے دوسروں کو سزا دینا شروع کر دیا۔ چرچ کے مذہبی قائدین نے عیسائی بادشاہوں سے اتفاق کیا اور یہودیوں کو عیسائیوں کے ساتھ ملنے سے روک دیا۔ برطانوی مورخ سیل روتھ کے الفاظ میں عیسائیوں نے یہودیوں کو ''معمول کی سرگرمیوں سے منع کر دیا اور انہیں ان دائروں تک محدود کر دیا جن میں انجام دہی کے لئے ان کے پاس خاص صلاحیت تھی یعنی ان کے بین الاقوامی روابط اور حالات کے مطابق تبدیل ہونے کی صلاحیت''۔

☆ انگریز صلیبی جنگجو یہودیوں کو سزا دینے میں خاص طور پر سفاک تھے۔ وہ اس بنیاد پر ان کی مذمت کرتے تھے کہ وہ اپنی حرام کی کمائی پر عیش کرتے ہیں جب کہ مسلمانوں کو مقدس سرزمین سے نکالنے کے لئے صلیبی جنگجو عیسیٰ کو مصلوب کئے جانے کے واقعہ کا انتقام لینے کی خاطر جنگ کر رہے تھے۔ انہوں نے یہودیوں کا مکمل صفایا کر دیا۔

☆ سارے مسیحی مغربی یورپ میں یہودیوں کا داخلہ بند تھا۔ ۱۲۹۰ء میں انہیں انگلینڈ سے ۱۴۹۲ء میں اسپین سے اور اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد پرتگال سے بھی نکال دیا گیا۔

☆ اصلاحی تحریک (Reformation) کے قائد مارٹن لوتھر نے یہودیت اور یہودیوں کے خلاف شدید نفرت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں کو ملک سے نکال دینا چاہئے، انہیں خدا کی عبادت سے روک دینا چاہئے ان کی عبادت کی کتابیں اور تالمود (Talmud) ضبط کر لینی چاہئے، ان کی عبادت گاہیں جلا دینی چاہئیں اور ان کے مکان مسمار کر دینے چاہئیں۔ ریفارمیشن کے ساتھ بہت سے عیسائیوں نے یہودیت اور یہودیوں سے نفرت کرنے کے بجائے ان کے خلاف دوسری طرح کا امتیاز شروع کیا، جسے (Philo-Semitism) کہا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ''محبوب'' شریک کار ہیں۔ اس لئے

نہیں کہ وہ یہودی ہیں اور یہودیت پر کاربند ہیں بلکہ عیسائیوں کی نجات میں ان کا ایک کردار ہے۔
(Phillo-Semitism) کے نظریئے کا اظہار مسیحی یہودیت میں بھی ہوتا ہے، یہ ایسا موضوع ہے جس پر فلسطین کے مسیحی "جونوتن خطاب" نے نویں باب میں تحقیق کی ہے۔
بنیاد پرست آج کل عام طور پر یہودیت دشمن دیکھے گئے ہیں، زیادہ تر اسرائیل سے "محبت" کی بناء پر جو یہودیوں کو مختلف فرقہ بتاتی ہے اور جو کہتی ہے کہ فنا ہو جانا ان کا مقدر ہے۔
بہرحال تمام بنیاد پرست عیسائی صیہونیت دشمن[1] نہیں ہیں، ان کے درمیان ذاتی اور سیاسی اختلافات ہو سکتے ہیں، لہٰذا سب کو ایک ہی زمرے میں شمار کرنا غلط اور خطرناک ہو سکتا ہے۔

اس کے باوجود بہت سے بنیاد پرستوں نے جو اپنے حلقوں میں بڑے محترم ہیں اور جو مضبوط تعلقات رکھتے ہیں مسلمہ طور پر اپنے پیروکاروں کو یہی سبق سکھایا ہے کہ دنیا کے سارے مصائب کے ذمہ دار یہی یہودی ہیں۔ ۱۹۳۰ء کے عشرے میں بنیاد پرستوں نے، جن میں آرنلڈ سی گیبلن (Arnold C. Gaebelein) جیسے بائبل کے مقبول معلم اور آور ہوپ (Our Hope) کے ایڈیٹر اور دوڈی بائبل انسٹی ٹیوٹ کے صدر جیمز ایم کرے اور عیسائیت کے محافظ (Defenders of the Christian Faith) کے بانی گرالڈ بی ون روڈ شامل ہیں، یہی تعلیم دی ہے کہ یہودی ایک بین الاقوامی سازش کے بانی ہیں۔
انہوں نے اپنے صیہونیت دشمن بیانات کی بنیاد ایک اہم صہیونی دستاویز (Protocol of the Learned Elders of Zion) پر رکھی ہے جو ایک خفیہ کاروائی کی روداد ہے۔ اس دستاویز میں بتایا گیا ہے کہ یہودیوں نے مسیحیت کو تباہ کر دینے، جمہوری حکومتوں کا تختہ الٹنے، عالمی معیشت کو اپنے قبضے میں لینے اور دنیا پر تسلط جمانے کی عالمگیر سازش تیار کی ہے۔ یہ خفیہ دستاویز روس سے نکلی، پھر امریکہ میں ۱۹۲۰ء میں ہنری فورڈ کے (Dearbom Independent) میں دی انٹرنیشنل جیو کے عنوان سے شائع ہوئی۔

1۔ Anti Semitism (مترجم)

۱۹۳۰ء کے آخری عشرے میں بنیاد پرستوں (عیسائیوں) کی ایک خاصی تعداد نے محسوس کیا کہ جو لوگ یہودیوں کی بین الاقوامی سازش کا بہت چرچا کرتے اور ان کے خلاف قوانین پر اصرار کرتے ہیں وہ تو کچھ نازیوں کے ہمدرد لگتے ہیں۔ یہ بات کلیسا کے مورخ ٹموتھی ویبر (Timothy Weber) نے کہی۔ انہوں نے مزید کہا "۱۹۴۰ء کے عشرے میں جب کہ جنگ شروع ہو گئی تھی اور یہودیوں کے خلاف ہٹلر کی نسل کشی کی مہم جاری تھی وہ بنیاد پرست۔ جو صیہونیت کی مخالفت میں سرگرم تھے، اس سے الگ ہو گئے"۔

صہیونیت مخالفت میں تبدیلی کا آغاز

۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے قیام کے بعد وہ تمام لوگ جو یہودیوں پر ایک بین الاقوامی سازش تیار کرنے کا الزام دھرتے تھے، اب بدل گئے تھے۔ صیہونیت کے مخالف تو وہ اب بھی تھے لیکن ذرا مختلف انداز میں۔ اب ان کا طریقہ قدرے عیارانہ، مشفقانہ اور سرپرستانہ ہو گیا تھا۔ ان کے لئے اب وہ "محبت" کے جذبات رکھتے تھے ساتھ ہی ممنون بھی تھے کہ آخر یہودی اب وہی کچھ کر رہے تھے، جس کی ان سے توقع کی جا رہی تھی، یعنی پولینڈ، روس، جرمنی، امریکہ، انگلینڈ ہر جگہ سے نکل کر اسرائیل کو دوبارہ بنانے کے لئے فلسطین جا رہے تھے۔ یہ بات چونکہ بنیاد پرستی کے عقیدے سے پوری طرح ہم آہنگ تھی، اس لئے وہ یہودی ریاست کے پرجوش حامی بن گئے۔ وہ یا کوئی اور شخص اگر فرانس، انگلینڈ، جرمنی، اٹلی یا امریکہ کو ہدف تنقید کا نشانہ بناتا ہے یا دنیا کے کسی بھی ملک پر تنقید کرتا ہے تو کرتا رہے کہ یہ معاملہ سیاست کا ہے، لیکن اسرائیل پر تنقید کرنا گویا خدا پر حرف گیری کرنا ہے۔[1]

برطانیہ کا ایک مخیر شخص لارڈ شیفٹس بری (Lord Shaftsbury (1801-1885) بنیاد پرستوں (Dispensationalists) کے ابتدائی لوگوں میں شامل تھا، وہ بھی ایک الگ مثال تھا۔ اس کی شہرت عظیم مصلح کی تھی۔ وہ مزدوروں کے بچوں کے

---

1. یعنی دنیا کے ہر ملک پر تنقید کرنا جائز ہے لیکن اسرائیل پر تنقید کرنا ناقابل معافی ہے (مترجم)

ساتھ انسانی سلوک، اور ذہنی مریضوں اور قیدیوں کے ساتھ ہمدردانہ رویے کی وکالت کرتا تھا۔ اس نے بھی یہ دیکھ لیا کہ یہودی، عیسیٰ کی دوبارہ آمد کے خدائی منصوبے کی تکمیل میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس نے کتاب مقدس کی تفسیر اس طرح کی کہ عیسیٰ کی دوبارہ آمد اس وقت ہو گی جب یہودی ایک مرتبہ پھر اسرائیل میں آباد ہو جائیں گے۔

ڈونلڈ ای ویگز، دینیات کے پروفیسر اور ایک پادری (Presbyterian Minister) تھے۔ انہوں نے لکھا ہے ''یہودیوں کا وجود عیسائیوں کی نجات کے لئے لازمی ہے'' اس کے علاوہ انہوں نے فلسطین میں یہودیوں کی آمد کو کاروبار کے لئے نفع بخش سمجھا۔ اوپر ذکر کردہ لارڈ شیفٹس بری (Shaftsbury) نے کہا کہ فلسطین میں یہودیوں کا ایک مضبوط مرکز، جس پر انگریزوں کا اختیار ہو مشرق بعید میں انگریزوں لئے فائدہ مند ہو گا جس کے باعث برطانیہ فرانس کو یہاں سے بے دخل کر دے گا۔ نتیجتاً اس سے برطانیہ کو ہندوستان میں داخلے کا براہ راست راستہ مل جائے گا، اور برطانیہ کے اقتصادی مفادات کے لئے وسیع کاروباری منڈیاں کھل جائیں گی''۔

ڈونلڈ ای ویگز اپنی کتاب (Anxious for Armageddon) میں لکھتے ہیں کہ اسے محض اتفاق ہی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ سیاسی مقاصد[1] برطانوی دفتر خارجہ کے مقاصد سے ہم آہنگ ہیں۔

''ویگز آخر میں لکھتے ہیں، لارڈ شیفٹس بری اپنی طرز کا ایک الگ (Dispensationalist) تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سارے یہودی اسرائیل کی تخلیق کے لئے فلسطین پہنچ جائیں۔ لیکن وہ یہودی کو بطور یہودی پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ انہیں ''مغرور اور سیاہ دل'' کہتا تھا۔ ایسے لوگ جو اخلاقی گراوٹ، ہٹ دھرمی اور کتابِ مقدس سے لاعلمی میں مبتلا ہیں۔''

---

1. مشرق وسطیٰ میں یہودی ریاست اسرائیل کا قیام (مترجم)

یہودیوں کے لئے آخری جنگ عظیم

(ARMAGEDDON)

میرے ہم سفر کلائیڈ نے جو میرے سامنے کھڑا میگڈا کی وادی کو دیکھ رہا تھا مجھے بتا رہا تھا کہ ''یہی وہ مقام ہے جہاں عیسیٰ خیر کی طاقتوں کو لے کر شر کی قوتوں کے خلاف جنگ کریں گے۔'' انہوں نے کہا، یہودیوں میں سے دو تہائی ہلاک ہو جائیں گے اور اس کے لئے (Zechariah 13:8-9)[1] کا حوالہ دیا۔ پھر کچھ ٹھہر کر حساب کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس جنگ میں نوے لاکھ یہودی ہلاک ہوں گے۔ دو دو سو میل تک اتنا خون ہوگا کہ بلندی میں گھوڑوں کی باگ تک پہنچ جائے گا۔''

اس منظرنامے کا قیاس کر کے جب میں اپنی تشویش ظاہر کرتی ہوں تو کلائیڈ کہتے ہیں ''خدا یہ ساری کاروائی اپنے قدیمی باشندوں، یعنی یہودیوں کے خلاف کرے گا۔ انہوں نے (Tribulation) یعنی شدید آفت کی مدت سات سال مقرر کی ہے تاکہ اس عرصے میں یہودیوں کی تطہیر ہو جائے تاکہ وہ عیسیٰ کو پہچان لیں اور انہیں روشنی نظر آ جائے۔''

''لیکن''۔ میں پوچھتی ہوں کہ ''خدا نے انہی لوگوں کی جو اس کے ''پسندیدہ بندے''[2] ہیں، بیشتر تعداد کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے کیوں منتخب کیا ہے؟''

کلائیڈ کہتے ہیں ''خدا کی خواہش ہے کہ وہ اس کے واحد بیٹے یعنی ہمارے آقا حضرت عیسیٰ کے آگے جھک جائیں۔''

''لیکن پھر تو بہت تھوڑے سے لوگ بچیں گے۔ کیا اس لئے کہ وہ مردوں کو دفن کرنے کے لئے کام آئیں گے؟''

---

1. ذکریا بائبل کی اصل عبارت کچھ اس طرح ہے۔ ''اس سرزمین کے دو حصے تباہ کر دیئے جائیں گے اور ایک حصہ جو باقی بچے گا اس کے باشندے (یعنی عیسائی) میرے اصل بندے ہوں گے۔'' (مترجم)
2. یہودی خود کو خدا کے منتخب بندے قرار دیتے ہیں (مترجم)۔

کلائیڈ کہتے ہیں "جی ہاں۔ایک لاکھ ۴۴ ہزار افراد بچ جائیں) گے تب وہ عیسائیت قبول کرلیں گے۔"

Armageddon کی جنگ کے بعد صرف ایک لاکھ ۴۴ ہزار یہودی زندہ بچیں گے! یہ لوگ جن میں مرد، عورتیں اور بچے شامل ہوں گے، حضرت عیسیٰ کے آگے جھک جائیں گے۔ چونکہ نئے نئے عیسائی بنیں گے اس لئے ان کے سبھی بالغ افراد عیسیٰ کے فرامین کی فوراً تبلیغ شروع کردیں گے۔اب ذرا اس کا تصور کیجئے۔گویا ایک لاکھ ۴۴ ہزار یہودی بلی گراہم [1] ہوں گے جو تبلیغ پر ایک دم نکل کھڑے ہوں گے۔

(مصنف اور لیکچرر ہال لینڈ سے)
جب تک وہ مسیحیت قبول نہیں کرتے یہودی "روحانی طور پر اندھے" رہیں گے۔

---

1 ایک پرجوش نمایاں امریکی عیسائی مبلغ (مترجم)

جیری فال ویل Listen America میں

یہودیوں کی ایک اہم امریکی تنظیم (Zionist Organisation of America) کے صدر ایلک رسنک نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ وہ یہودیوں اور بنیاد پرستوں (عیسائیوں) کے اتحاد کی تائید کرتے ہیں۔ جون ۱۹۸۴ء میں یروشلم میں مذکورہ بالا تنظیم کی لیڈر شپ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے رسنک نے کہا کہ ''ہم اسرائیل کے لئے عیسائیوں کی امداد کا خیر مقدم کرتے ہیں، اسے قبول کرتے ہیں اور ایسے عیسائیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں''۔ ایک اور مقرر لیزان ہیری ہروز نے جو وزیر اعظم کے دفتر کے باہر کام کرتے ہیں کہا ''اسرائیل دائیں بازو کے عیسائیوں کی امداد کو خوش آمدید کہتا ہے عیسائی بنیاد پرست کم و بیش سبھی اسرائیل کے حمایتی ہیں اور جب لوگوں کو اس کی حمایت کے لئے تیار کرنا ہو تو ہم اس میں فرق نہیں کرتے (سب کو ساتھ ملا لیتے ہیں)''۔

ربینیکل کونسل (Rabbinical Council)[1] نے عیسائی بنیاد پرستوں کے ساتھ اتحاد کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ربی ایبز ولس کو جدید بنیاد پرست عیسائی (New Christian Right) کے ساتھ رابطے کے لئے نمائندہ مقرر کیا۔

اس اتحاد کی حمایت کرنے والے امریکی یہودی رہنماؤں میں ربی سیمور سیگل جو جیوش تھیولوجیکل سیمناری سے وابستہ ہیں، واشنگٹن ہیر بو کانگریگیشن (ریفارم) کے ربی جوشوا ہیرمین، ربی برونر، جوبلز، ہیزیڈک کیونٹی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر، نیشنل کونسل آف ینگ اسرائیل (Orthodox) کے صدر ڈاکٹر ہیرلڈ جیکبس اور امریکہ میں اینٹی ڈی فیمیشن لیگ کے ربی ڈیوڈ پینز (David Panitz) سب شامل ہیں۔

جوشیلے یہودی لیڈروں اور عیسائی بنیاد پرستوں عیسائی مبلغوں) نے اس بات پر اتحاد کرلیا ہے کہ وہ ایک ہی کلیے پر عمل کریں گے۔ یہ کلیہ روحانی اقدار یا ایک پاکیزہ زندگی گزارنے سے اس قدر متعلق نہیں جتنا سیاسی اقتدار اور دنیاوی املاک سے متعلق ہے۔ یعنی لوگوں کا ایک گروہ اس مقدس سرزمین کو جہاں تین مذاہب نے آنکھیں کھولیں، عملاً اپنے قبضے میں لئے بیٹھا

1 ایک یہودی مذہبی ادارہ (مترجم)

ہے۔ اور یہ کلیہ (اصول) تمام تر ایک چھوٹی سی سیاسی اقلیت، یعنی اسرائیل کے بارے میں ہے۔ یہودی لیڈراور بنیاد پرست عیسائی دونوں، زمینوں پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں جوان کی زندگی میں تمام تر ترجیحات کے مقابلے میں اول نمبر پر ہے۔ یہ ایک مذہبی فرقہ بن گیا ہے اور ان میں ہرگروہ مجنونانہ طریقے سے اپنے خودغرضانہ مقاصد کے لئے کام کررہا ہے۔

شہ زور، شہ زوروں سے مل رہے ہیں۔

ڈینور (کولوریڈو) میں ایک بنیاد پرست مسیحی لیڈر ڈگلس کریگر ہیں۔ وہ ٹیری ہوور کے ساتھ مل کر یروشلم میں مسجد اقصیٰ کو ڈھا دینے اور اس کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ ان کی جانب سے اسرائیل پر دباؤ ہے کہ یہ کام جلدی ہونا چاہئیے۔ اسرائیل کی امداد کے عوض انہوں نے ایونجلک بنیاد پرست عقیدہ بھی اختیار کرلیا ہے۔

اسرائیل اور یہودی رہنماؤں کے لئے تیار کئے گئے ایک طویل تجزیاتی مقالے میں، ڈگلس کریگر نے کہا کہ ان کی موجوہ جارحانہ جنگ کے دو نتائج نکل سکتے ہیں۔(۱) اسرائیل ''جنگ سے حاصل شدہ زمین'' چھوڑ کر امن کی خاطر باہر آجائے جیسا کہ اقوام متحدہ کے منشور اور اس کی قرارداد نمبر ۲۴۲ اور ۳۲۸ میں کہا گیا ہے یا (۲) اس سے بھی بڑی فوجی طاقت پر انحصار کرتا رہے۔

اگر اسرائیل نے دوسرے طریقہ کا انتخاب کیا اور اپنی فوجی تیار بھرپور طور پر جاری رکھی جس کا تقاضہ قدامت پرست ڈگلس کریگر نے کیا ہے تو اس صورت میں اسرائیل اور امریکی یہودی دونوں کے لئے صیہونیت کے خلاف جنگ چھڑ جانے کا خطرہ درپیش ہوگا۔

عربوں کے علاقوں پر اسرائیل کے فوجی قبضے کی وجہ سے ''مغرب میں بھی صیہونیت دشمن تحریک میں ابال آسکتا ہے۔''

البتہ اس دشمنی کو روکا جا سکتا ہے۔ کریگر کے بیان کے مطابق نیو کرسچین رائٹ (New Christian Right) کے ساتھ اتحاد کی بنا پر۔ انہوں نے بتایا کہ ایونجلک بنیاد پرستوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کے ریڈیو اور ٹی وی کے وسیع نیٹ ورک کے ذریعے اسرائیل خود کو اس طرح بنا کر پیش کرے کہ امریکی اسے قبول کریں اور اس کی حمایت کرنے لگیں۔

اس کے علاوہ کریگر نے کہا ''دائیں بازو کے مذہبی عناصر (Religious Rights) امریکہ کو یہ باور کرا سکتے ہیں کہ خدا خود بھی ایک شہ زور اور جنگ جو اسرائیل کو پسند کرتا ہے اور یہ کہ اسرائیل جتنا زیادہ شہ زور ہوگا اسے امریکہ کے دائیں بازو والوں کی امداد اتنی ہی زیادہ حاصل ہوگی''۔

عیسائی دایاں بازو (Christian Right) اور سیاست

کرسچین رائٹ اور مشرق وسطیٰ کی دوہری سیاست کی چند جھلکیاں

دوسری عالمی جنگ کے آخری دنوں میں سابق امریکی صدر روز ویلٹ نے سعودی عرب کے شاہ عبدالعزیز سے ایک بحری بیڑے پر ملاقات کی۔ اس دور میں یہودیوں پر ہٹلر اور نازیوں نے بہت مظالم کئے تھے۔ روز ویلٹ نے شاہ سے کہا انہیں ایک وطن کی سرزمین چاہیے فلسطین کے بارے میں کیا خیال ہے؟

شاہ نے جواب دیا ''فلسطینیوں نے تو یہودیوں پر ظلم نہیں کئے۔ یہ ظلم نازیوں نے کئے ہیں۔ نازیوں نے جو کچھ کیا ہے، اس کی سزا فلسطینیوں کو دینا ناجائز ہے۔ میں اس بات کی تائید نہیں کرتا کہ ایک قوم سے اس کی سرزمین چھین کر دوسری قوم کو دے دی جائے۔''

لیکن مفاد پرست عیسائیوں کے احساسات مختلف تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی فلسطین جا رہے ہیں جہاں کچھ یہودیوں نے دو ہزار سال گزارے ہیں۔ فلسطین میں ان کی آمد کا مطلب ہوگا۔ ''بائبل کی پیش گوئی کی تکمیل۔''

۱۹۴۹ء میں سابق امریکی صدر ٹرومین ان پہلے لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یہودی ریاست کو تسلیم کیا۔ واضح رہے کہ اس وقت امریکی یہودیوں کی ایک بڑی اکثریت یہودی ریاست کے قیام پر اصرار نہیں کر رہی تھی اور بہت سے لوگوں نے جن میں نیو یارک ٹائمز کا پبلشر آرتھر ہیز سلبر گر بھی شامل تھا اس تصور کی مخالفت کی تھی۔ لیکن با اثر یہودی صدر ٹرومین کے کان بھرتے رہے اور بالآخر (یہودی ریاست کی حمایت میں) ان کا ووٹ حاصل کر ہی لیا۔ یہودی ریاست کو تسلیم کر کے صدر ٹرومین نے گرم گفتار اور جاں نثار قسم کے یہودیوں اور ساتھ

ہی امریکی عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد کو خوش کر دیا۔ لیکن ایسا کرتے وقت انہوں نے ان لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کے مطالبے کی نفی کر دی جو دنیا بھر میں فلسطینیوں کو ان کی سرزمین سے بے دخل کئے جانے کی مخالفت کر رہے تھے۔

☆ ۱۹۵۶ء میں اسرائیل نے فرانس اور برطانیہ کی مدد سے مصر پر بھرپور حملہ کر دیا۔ اسرائیلی افواج سینائی پر قبضہ کرنا چاہتی تھیں جبکہ فرانسیسی اور برطانوی نہر سوئز پر قبضے کے خواہش مند تھے۔ لیکن صدر آئزن ہاور کی سرکردگی میں اس وقت کی امریکی حکومت نے اس کاروائی کی سخت مخالفت کی۔ آئزن ہاور وہ اکیلے اور واحد امریکی صدر تھے جنہوں نے اتنا جرأت مندانہ اقدام کیا، اس عام عقیدے کے خلاف کہ اسرائیل کو خدائی تائید حاصل ہے۔ انہوں نے اس بات کو بھی ماننے سے انکار کر دیا کہ امریکہ لازماً اسرائیل کے ہر اقدام کی تائید کرے۔

☆ ۱۹۶۷ء میں امریکہ نے رسم شروع کی کہ امریکی یہودی اسرائیل کے اندر انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں جب کہ امریکہ کی سپریم کورٹ نے امریکی شہری ہونے کے باوجود جسٹس ایبے فورٹس کی قیادت میں امریکی یہودیوں میں ایک نہایت بااثر ایک مختلف فیصلہ دیا اور ایک امریکی شہری بیزافروئم کے اس حق کی توثیق کر دی کہ وہ اسرائیل کے (Knessit) اور دیگر سیاسی انتخابات میں حصہ لے سکتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے امریکہ میں ۱۹۴۰ء کے نیشنلٹی ایکٹ کی رو سے جو شخص کسی غیر ملک میں وہاں کے سیاسی انتخابات میں حصہ لے گا وہ امریکی شہریت سے محروم ہو جائے گا۔[1]

☆ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے اپنے عرب ہمسایوں پر حملہ کر دیا۔ امریکہ کا ایک جہاز (U.S.S. Liberty) بحیرۂ روم میں جاسوسی پر متعین تھا، اسرائیل نے اس خوف سے کہ امریکی جہاز مداخلت کرے گا، اسے تارپیڈو سے تباہ کر دیا جس کے باعث ۳۴ امریکی جہازی ہلاک اور ۱۷۱ زخمی ہو گئے۔ میں اس سال صدر جانسن کے لئے ایوان صدر میں ایک تقریر نویس کے طور پر کام کر رہی تھی۔ نہ مجھے اس حملے کا علم تھا اور نہ امریکی عوام کو اس کی خبر تھی۔ صرف صدر

---

1. یہ ایک واضح تضاد تھا جو اسرائیلی یہودیوں کی خاطر امریکی حکومت نے اختیار کیا۔ (مترجم)

جانسن کو اس کا علم تھا لیکن بجائے اس کے کہ وہ اسرائیل پر نکتہ چینی کرتے وہ ان لوگوں سے مل گئے جنہوں نے امریکی عملے کو ہلاک کیا تھا۔

لبرٹی جہاز کو تارپیڈو کر کے ناکارہ کرنے کے بعد کہ آئندہ وہ اسرائیل کے منصوبوں کی سن گن نہیں لے گا، اسرائیل نے شام پر حملہ کر دیا اور اس کی گولان کی پہاڑیاں اپنے قبضے میں لے لیں۔ (USS Liberty) کے لیفٹیننٹ جیمز اینس نے کہا ہے کہ ''حکومت میں رہتے ہوئے کسی بھی امریکی عہدیدار نے اسرائیل کے اس اعلانیہ حملے کی کبھی مذمت نہیں کی''۔

☆ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل نے گولان کی پہاڑیوں کے علاوہ صحرائے سینائی پر بھی فوجی قبضہ کر لیا۔ یہ جگہ دریائے اردن کے مغرب میں ویسٹ بینک کے نام سے معروف ہے۔ اس نے سینائی کے ساتھ غزہ کی پٹی اور یروشلم کے عرب مشرقی حصے پر بھی قبضہ جما لیا۔ بین الاقوامی قوانین کے تحت جو زمین فوجی حملے میں چھینی گئی ہو، اس پر قانونی طور پر قبضہ جائز نہیں۔ دائیں بازو کے مذہبی عناصر کہتے ہیں کہ بیشک بین الاقوامی قوانین تمام اقوام عالم پر لاگو ہوتے ہیں، لیکن اسرائیل پر نہیں۔ مبلغ جیری فارویل اسرائیل کے رہنماؤں سے کہتے ہیں کہ آپ کو بین الاقوامی قوانین پر کاربند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ اسرائیلی حکومت نے عرب مشرقی یروشلم پر غیر قانونی قبضے کی مخالفت کے پیش نظر ۱۹۸۰ء میں پیش بندی کے طور پر دائیں بازو کی ایک مسیحی تنظیم بنائی جس کا نام انٹرنیشنل کرسچین ایمبیسی (International Christian Embassy) تھا۔ اسرائیلی حکومت نے ایک پرشکوہ عمارت کو جہاں پہلے ایک فلسطینی سعید خاندان رہتا تھا جس کے مالک کا بھتیجا اب ایک نامور فلسطینی امریکی عالم اور کولمبیا یونیورسٹی میں مصنف ایڈورڈ سعید ہے۔ مذکورہ ایمبیسی کے حوالے کر دی۔ وہ لاکھوں فلسطینی (آج سعید خاندان بھی ان گھرانوں میں شامل ہے) جنہیں اپنے گھروں سے بے دخل کیا گیا اور جو اب جلاوطنی اور بے بسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اس نو ساختہ کرسچین ایمبیسی کے آغاز پر اسرائیلیوں اور عیسائی صیہونیوں نے بڑی بڑی تقریبات منعقد کیں جن میں سرکردہ اسرائیلی عہدیداروں اور ایک ہزار عیسائیوں نے جو ۲۳ ملکوں کی نمائندگی کر رہے تھے، شرکت کی۔ میں نے یہ جگہ دو مواقع پر دیکھی جو اسرائیل کے

مفروضے کے مطابق آرمیگیڈن کے حامیوں کی سرزمین ہے۔

میں نے جنوبی افریقہ کے ایک عیسائی جوہن لک ہاف سے ملاقات کی، جس میں انہوں نے بتایا کہ شدت جذبات سے اس وقت میری آنکھیں جل رہی تھیں۔ میں تو بہت فخر محسوس کروں گا اگر میرا بیٹا عربوں سے آمادۂ جنگ ہوا ور اسرائیلی یونیفارم پہنے ہوئے ہلاک ہو جائے۔ تمام بنیاد پرستوں کی طرح انہوں نے بھی اسرائیل کی پرستش شروع کر دی ہے۔ ایسا کرتے دیکھ کر اسرائیلیوں نے انہیں از راہ مذاق سب سے ''زیادہ اسرائیلی'' قرار دیا ہے۔ کرسچین ایمبیسی کے سرکردہ ارکان یروشلم سے نکل کر دنیا بھر میں پھیل گئے ہیں اور اسرائیل کی مدد کے لئے اور بھی جگہ جگہ ''مسیحی ایمبیسی'' کھولنی شروع کر دی ہیں جن کے واضح سیاسی مقاصد تھے اور جن میں سے بعض کے خفیہ مشن بھی تھے۔ یہ ایمبیسیاں، یورپ، امریکہ، ایشیا اور آسٹریلیا سمیت دنیا کے ۳۷ ممالک میں قائم ہیں جبکہ امریکہ میں تو اس کے بیس دفاتر ہیں۔

☆ اسرائیل نے ۱۹۸۲ء میں اپنے شمالی ہمسائے لبنان پر ٹینک کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ اس حملے کی قیادت ایریل شیرون[1] کر رہا تھا۔ جبکہ مشہور عیسائی پادری پیٹ رابرٹسن مشہور عیسائی پادری اسرائیلی جیپ میں سوار اس حملے میں اس کے ساتھ شریک تھا۔ اس جنگ میں اسرائیل نے دو لاکھ لبنانیوں اور فلسطینیوں کو جو بیشتر عام شہری تھے ہلاک کر دیا۔ پادری رابرٹسن نے اس موقع پر تبصرہ کیا اپنے ہمسائے کے خلاف جنگ کرتے وقت اسرائیل خدا کی رضا پوری کر رہا ہے۔

پیٹ رابرٹسن نے خود تو جنگ نہیں کی لیکن امریکی یہودیوں نے اسرائیل کی یونیفارم پہن کر اور اسرائیلی سپاہیوں کے شانہ بشانہ جنگ میں حصہ لیا۔ یروشلم کے ایک یہودی مصنف اسرائیل شاہک[2] کا بیان ہے کہ ''اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے جسے یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسکی جنگوں میں امریکی شہری بھی باقاعدہ حصہ لیتے ہیں۔ امریکی یہودی امریکی انتظامیہ کی خصوصی اجازت سے اسرائیلی فوج میں رضا کار کے طور پر خدمات انجام دے سکتے ہیں''۔ اگرچہ لبنان

---

1. حالیہ دور کا ایک سابق دہشت گرد اسرائیلی وزیر اعظم (مترجم)
2. یہ آنجہانی یہودی مصنف اسرائیل کے قیام کا سخت مخالف تھا (مترجم)

پر ۱۹۸۳ء کے حملے میں امریکی یہودی خاصی بڑی تعداد میں رضا کار کے طور پر بھرتی ہوئے تھے لیکن چونکہ اسرائیل کی میڈیا سنسر شپ میں ان کا ذکر ممنوع قرار پایا تھا اس لئے امریکی میڈیا کی نظروں سے وہ اوجھل رہے۔

☆ مارچ ۱۹۸۵ء میں جیری فال ویل نے میامی میں ایک قدامت پسند Rabbinical Assembly سے خطاب کرتے ہوئے عہد کیا کہ وہ ''اسرائیل کی خاطر سات کروڑ قدامت پرست عیسائیوں کو عمل پر آمادہ کریں گے''۔ انہوں نے اپنے سر شمالی کیرولینا کے کانگریسی سینٹر جیسی ہیلمز کو اسرائیل کا ایک نہایت پختہ حلیف بنا لینے کا سہرا باندھا ہے۔ جیسی ہیلمز اس کے فوراً بعد سینٹ کی فارن ریلشنز کمیٹی کے چیر مین بنا دیئے گئے تھے۔

☆ میں نے اگست ۱۹۸۵ء کرسچین یہودی کانگریس کی پہلی کانگریس میں شرکت کی۔ اس کانگریس کے محرک اسرائیلی بنیاد پرست عیسائی تھے۔ یہ کانگریس سوئٹزرلینڈ میں باسل کے مقام پر ٹھیک اسی ہال میں ہوئی جہاں ۸۸ سال پہلے تھیوڈر ہارزل نے تمام یہودیوں سے اپیل کی تھی کہ یہودی صرف اپنوں کے درمیان انہی کے ساتھ رہیں۔ وہ ایک سیکولر یہودی اور آسٹریا کے صحافی تھے۔ انہی نے پہلی یہودی کانگریس (Jewish Zionist Congress) کا انعقاد کیا تھا۔

۱۹۸۵ء کی اس سہ روزہ کانگریس میں جہاں ۲۷ ملکوں سے آئے ہوئے نمائندے شامل تھے، وہیں ۵۸۹ افراد کے درمیان ایک میں بھی شریک محفل تھی۔

ہم یومیہ بارہ گھنٹوں کے مشن میں ملاقاتیں کرتے رہے۔ ہم نے سرکردہ اسرائیلیوں اور عیسائی لیڈروں کی گفتگو سنی اور مجموعی طور پر ۳۶ گھنٹے تینوں دنوں کے مشن میں گزارے۔ میرا اندازہ ہے کہ مندوبین نے ۹۹ فیصد وقت سیاسی مباحث میں گزارا۔ کانفرنس میں حضرت عیسٰی سے متعلق کوئی ایجنڈا نہ تھا۔ ساری گفتگو اس بات پر ہو رہی تھی کہ اسرائیل، بنیاد پرستوں (عیسائیوں) کے سیاسی ایجنڈے کی اسرائیل کس طرح حمایت کرسکتا ہے تاکہ اس کے جواب

میں وہ بھی اسرائیلیوں کے سیاسی ایجنڈے کی حمایت کرسکیں۔

☆ ۱۹۹۱ء میں امریکہ نے عراق کے خلاف جنگ چھیڑ دی جس نے اپنے ہمسائے کویت پر حملہ کر دیا تھا۔عراق پر اس طرح بمباری ہوئی کہ بعض لوگوں کے بقول اسے ''پتھر کے زمانے میں'' پہنچا دیا گیا۔اس کے پاس کوئی ایٹمی اسلحہ نہیں ہے[1] اور اسرائیل کے پاس سی آئی اے کے بقول ۱۹۶۷ء سے ایٹمی اسلحہ موجود ہے،اس وقت اس کے ذخیرے میں ۲۰۰ (دوسو) سے زیادہ ایٹمی ہتھیار ہیں۔

☆ اسرائیل کے نومنتخب وزیراعظم نیتن یاہو نے ۱۹۹۶ء میں ایک اسرائیل کرسچین ایڈووکیسی کونسل بنائی۔جس کے تحت اس نے ایونجیلک چرچ (امریکہ) کے ۱۷ قائدین اور بنیاد پرست رہنماؤں کو اسرائیل آنے کی دعوت دی،ان میں ایونجلز کی نیشنل ایسوسی ایشن کے صدر ڈونی آرگو،نیشنل ریلیجس براڈ کاسٹرز کے صدر برانڈٹ گستاوسن اور امریکی فیملی ایسوسی ایشن کے صدر ڈونلڈ ولڈمن شامل تھے۔ان قائدین نے جو کئی لاکھ عیسائیوں کی نمائندگی کر رہے تھے،اس عہدنامے پر دستخط کیے کہ ''امریکہ اسرائیل کا ہرگز ہرگز کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گا''۔

☆ ۱۰ اپریل ۱۹۹۷ء بنیاد پرست عیسائیوں (Dispensationalist Christians) نے دی نیویارک ٹائمز میں اسرائیل کی حمایت میں ایک اشتہار شائع کرایا جس میں اپنے موقف کی تائید کے لیے بائبل کا یہ متن شامل تھا کیا گیا کہ ''یروشلم تین ہزار سال تک صرف یہودی عوام کا روحانی اور سیاسی دارالحکومت رہا ہے۔'' اس اشتہار پر دستخط کرنے والوں میں عیسائی مبلغ پیٹ رابرٹسن،کرسچین کولیشن کے ڈائریکٹر رالف ریڈ تھے،بلیچس راؤنڈ ٹیبل کے ای ای مک ٹئیر اور جیری فال ویل شریک تھے۔

☆ جنوری ۱۹۹۸ء جیری فال ویل نے وزیراعظم نیتن یاہو اور اسرائیل کے مسیحی حلیفوں کے درمیان ایک ملاقات کا اہتمام کیا جس میں جنوبی بیپٹسٹ کنونشن کے لیڈر سارس

1. تمام تر عالمی تحقیقات اور صدام حسین کی معزولی کے بعد بھی عراق کے پاس نہ کوئی ایٹمی اسلحہ اور نہ کوئی کیمیاوی ہتھیار دستیاب ہوا (مترجم)

چیپ من اور رچرڈ لینڈ اور سین انٹونیو کے جان ہیگی بھی شامل تھے۔عیسائیوں نے اس موقع پر عہد کیا کہ وہ کلنٹن انتظامیہ[1] کے خلاف دوسرے عیسائیوں کو متحرک کریں گے تا کہ وہ اسرائیل پر فلسطینی علاقے سے نکلنے کے لئے دباؤ نہ ڈالیں۔فال ویل نے سابق اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو سے کہا کہ ''امریکہ میں دو لاکھ ایونجیلک پادری رہتے ہیں اور ہم ان سے ای میل، فیکس، ٹیلیفون اور ڈاک کے ذریعے برابر مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنے اپنے منبر پر جائیں اور اسرائیلی ریاست اور اس کے وزیراعظم کی حمایت کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں''۔

☆ اپریل ۱۹۹۸ء میں وزیراعظم نیتن یاہو نے نیشنل یونٹی کولیشن برائے اسرائیل کے عیسائی حلیفوں سے خطاب کیا۔ان میں پریسپٹ منسٹریز کے کے آرتھر، ۷۰۰ کلیسا کے ٹیری میوسن، سدرن بیپ ٹسٹ کنونشن کے صدر پیگی پیٹرسن، کالم نگار کال تھامس اور سینیٹرز میں ٹرنٹ لاٹ اور سام براؤن بلیک اور نمائندوں میں ڈک آرمے، ڈک گیفراٹ اور ٹام ڈیلے شامل تھے۔جیری فال ویل نے تقریر کی اور عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں اسرائیل کی حمایت کرتے ہوئے مطالبہ کرنا چاہئے کہ یہودیوں کا یروشلم پر پورا پورا حق ہے۔

☆ اپریل ۱۹۹۸ء میں اسرائیل اور مذہبی دایاں بازو، دونوں ایک بار پھر آ ملے۔نیتن یاہو نے اسرائیلی کانفرنس کی ''وائسز یونائیٹڈ'' سے خطاب کیا۔اور تین ہزار ایونجیلک عیسائیوں سے حمایت کا وعدہ لیا۔ان میں کرسچین کولیشن کے رالف ریڈ، پریسپٹ منسٹریز کے کے آرتھر، ویمنز ایگلر کے جین بین سن اور نیشنل ریلیجیس براڈ کاسٹرز کے برانڈٹ گستاوسن شامل تھے۔اسرائیلی لیڈروں نے اپنی تقریر میں کہا ''اس ایوان میں جو لوگ بیٹھے ہیں، ان سے بڑا ہمارا کوئی اور دوست اور حلیف نہیں ہوسکتا''۔

☆ ۱۹۹۸ میں جان ہیگی نے جوسینٹ اینٹونیو میں ایک بنیاد پرست پادری ہیں اسرائیل کے لئے دس لاکھ ڈالر اکٹھا کئے، تا کہ فلسطین کی سرزمین پر روس کے یہودیوں کو نئے سرے سے آباد کیا جائے۔اس سوال کے جواب میں کہ کیا یہ منصوبہ ان کے خیال میں بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ ہیگی نے جواب دیا ''میں بائبل کا اسکالر (عالم)

1 1997-99 کے دوران ایک سابق امریکی صدر (مترجم)

ہوں اور علوم دین کا ماہر ہوں اور میری اپنی بصیرت کے مطابق خدا کا قانون امریکی حکومت اور امریکہ کی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے قانون سے بالاتر ہے''۔

☆ ۱۹۹۸ء اسرائیل نے فلسطینیوں کے ساتھ جو معاہدہ امن (Wye Peace Accord) کیا تھا، اسے مسترد کرتے ہوئے اس نے معاہدے کی شرائط پر عمل پیرا ہونے سے انکار کر دیا۔ کرسچین کولیشن کے لیڈروں نے اسرائیل کو اس بات پر بہت سراہا کہ اس نے امن کو مسترد کرتے ہوئے سخت رویہ اختیار کیا ہے۔

☆ ۱۹۹۸ء میں صدر کلنٹن نے امریکی نژاد جوناتھن جے پولارڈ کی رحم کی اپیل پر نظر ثانی کا امکان ظاہر کیا۔ امریکی حکام کی اطلاع کے مطابق اس شخص نے امریکہ کے اتنے راز چوری کئے تھے کہ جو امریکہ کی پوری تاریخ میں کسی اور جاسوس نے اتنے راز چوری نہیں کئے تھے۔ پولارڈ نے جو ایک امریکی یہودی ہے کہا کہ اس نے یہ کام ''اپنی ریاست (یعنی اسرائیل) کے مفاد میں کیا ہے''۔

☆ ۲۵ فروری ۱۹۹۹ء کو اسرائیل کی سپریم کورٹ نے فیصلہ صادر کیا کہ ایک یہودی جو اسرائیل میں کبھی نہیں رہا لیکن پناہ لینے کی غرض سے اسرائیل آ گیا ہے، اسے مقدمہ چلانے کی غرض سے امریکہ واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ اگرچہ کہ اسرائیل نے امریکہ کے ساتھ مجرموں کے تبادلے کا ایک معاہدہ (Extradition Agreement) کیا ہوا ہے۔ تاہم ۱۹۷۸ء کے ایک اسرائیلی قانون کے مطابق اسرائیل کے شہریوں کو مقدمہ چلائے جانے کی غرض سے ملک سے باہر نہیں بھیجا جا سکتا۔ سپریم کورٹ کا مذکورہ فیصلہ جس میں ۱۹۷۸ء کے قانون کی بالادستی کی توثیق کی گئی تھی اس وقت آیا جب میری لینڈ کے ایک شہری سیموئیل شین بن پر یہ الزامات عائد ہوئے کہ اس نے اپنے ایک امریکی واقف کار الفرڈ کو قتل کرنے اور لاش کو جلانے کا جرم کیا تھا اور پھر بھاگ کر اسرائیل چلا گیا۔ استغاثہ کے امریکی وکیل نے کہا کہ شین بن ''یہیں (امریکہ میں) پیدا ہوا، یہیں پلا بڑھا، اسکول گیا اور ساری زندگی اس نے یہیں گزاری''۔

یہودیوں نے ایک یہودی ریاست کی تشکیل میں بس اسی ایک تصور کو پیش نظر رکھا ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں کے یہودی سب سے پہلے اور خود بخود ایک یہودی ریاست کے شہری ہیں۔ نیویارک ٹائمز مطبوعہ ۲۵ فروری ۱۹۹۹ء میں لکھا ہے کہ ۱۹۷۸ء کا یہ عدالتی فیصلہ جس کے تحت کسی یہودی کو (جرم میں ماخوذ ہونے کی بناء پر) ملک سے باہر نہیں بھیجا جا سکے گا، اس نظریئے کی عکاسی کرتا ہے کہ یہودیوں کو "غیر یہودی عدالتوں کے حوالے نہیں کرنا چاہئے"[1]۔ سپریم کورٹ نے کہا، "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ شین بن اسرائیل میں کبھی نہیں رہا، تاہم وہ یہودی تو ہے۔ اس کے بعد اسرائیل کے ساتھ اس کے تعلق اور اسے اسرائیلی شہری تسلیم کرنے کے لئے کس درخواست کی ضرورت باقی نہیں رہتی"۔

امریکی یہودی "کرسچین رائٹ" (دائیں بازو) کے عیسائیوں کی حمایت کیوں کرتے ہیں؟ اس کا بہت واضح جواب ناتھن پرل مٹر (Nathan Perlmutter) نے دیا ہے جو اینٹی ڈی فیمیشن لیگ نامی ادارے سے وابستہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں اول تو میں خود اپنے آپ کو ایک امریکی یہودی سمجھتا ہوں کیونکہ زندگی کے ہر مسئلہ کو میں ایک ہی پیمانے سے سوچتا ہوں وہ یہ کہ "کیا یہ بات یہودیوں کے لئے اچھی ہے؟" اس سوال سے مطمئن ہونے کے بعد میں ہی کہیں جا کر دوسری باتوں کی طرف جاتا ہوں۔"

گویا جیری فال ویل کے سلسلے میں ہر آزاد خیال یہودی کو ان کی مدد کرنی چاہئے کیونکہ وہ خود اسرائیل کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ ہے پرل مٹر کے لئے بنیادی مسئلہ۔ ممکن ہے کہ آزاد خیال یہودی فال ویل کی داخلی پالیسیوں سے متفق نہ ہوں یعنی ایٹمی ہتھیاروں کے سلسلے یا اسقاط حمل اور اسکولوں میں عبادت کے معاملے میں۔ پھر بھی پرل مٹر کا خیال ہے کہ یہ ثانوی باتیں ہیں۔ اپنی کتاب "امریکہ میں حقیقی صیہونیت دشمنی" میں وہ لکھتے ہیں۔

"دائیں بازو کے عیسائیوں کی ترجیحات جن سے آزاد خیال یہودی نمایاں طور پر اختلاف کر سکتے ہیں، اس کے باوجود وہ ان اختلافات کے ساتھ گزارہ کر لیں گے کیونکہ ان

1۔ یہودی کتاب تالمود انہیں یہی ہدایت کرتی ہے۔ حوالہ Babha Kama-113(a)
(مترجم)Ref: The Talmud Unmasked.Father I.B.Prainatis (Karachi)

میں سے کوئی بھی بات اتنی اہم نہیں، جتنا اہم اسرائیل کا وجود ہے۔" پرل مٹر یہ تسلیم کرتا ہے کہ ایونجلک بنیاد پرست قدیم صحیفے کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں گویا کہہ رہے ہوں کہ تمام یہودیوں کو بالآخر حضرت عیسیٰ پر ایمان لانا ہوگا یا پھر وہ آرمیگیڈون کی جنگ میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ لیکن وہ یہ بھی کہتا ہے کہ "اسرائیل کی مدد کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ دوستوں کی ضرورت ہے۔ اگر مسیحا ظہور کرتے ہیں تو پھر اسی روز سوچ لیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس دوران ہمیں خدا کی حمد کرنی چاہئے اور اسلحہ آگے بڑھانا چاہئے"۔

نیویارک میں یہودیوں کی دانشور برادری کے ایک سرکردہ ترجمان ارونگ کرسٹول ہیں۔ وہ بھی امریکی یہودیوں سے اصرار کرتے ہیں کہ وہ جیری فال ویل کو مدد پہنچائیں اور دائیں بازو کے دیگر بنیاد پرستوں سے تعاون کریں۔ امریکی یہودیوں پر زور دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ لبرل ازم (آزادانہ روش) کو بھول جاؤ اور "انتہا پسند دائیں بازو کے ساتھ مل جاؤ۔" اس بات کا گمان ہے کہ ہر شخص اسی سمت میں جا رہا ہے اور کہتا ہے کہ "حقیقی دنیا میں انتہائی قدامت بنیاد پرستوں کی حمایت کر کے ہی یہودی فائدے میں رہیں گے"۔

مذکورہ دانشور کرسٹول کہتا ہے، "جیری فال ویل نہایت سخت اسرائیل نواز ہے۔ بنیاد پرست مبلغ یقیناً کبھی کبھی کہہ دیتے ہیں کہ خدا یہودیوں کی مناجات نہیں سنتا لیکن یہودیوں کو کیا پڑی ہے کہ ایک بنیاد پرست مبلغ کی دینیات پر دھیان دیں جب کہ وہ ایک پل کو بھی یہ نہیں مانتے کہ وہ مبلغ انسانی عبادت پر خدا کی توجہ کے بارے میں ذمہ داری کے ساتھ کچھ کہنے کا بھی حق رکھتا ہے۔ مذہب کے حوالے سے ایسی باتیں کیا معنی رکھتی ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہی مبلغ بڑی شدومد سے اسرائیل کی حمایت بھی کر رہا ہو"۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں تنازعے اور بربریت ہو، کرسٹول اس بات پر زور دیتا ہے کہ دائیں بازو کے مذہبی عناصر کے سماجی مسائل کو امریکی یہودی اپنے یہاں زیادہ جگہ دیں۔

جہاں تک روحانی اقدار کے مقابلے میں سیاست کے زیادہ اہم ہونے کا معاملہ ہے،

الیگز ینڈر شنڈلر کا کہنا ہے اگر یہودیوں کو اسرائیل کے بارے میں کوئی اچھی خبر سننے کو مل جائے تو بیشتر یہودی رہنما ہر بات کو معاف کر دیں گے۔ شنڈلر ایک ریفارم (Reform) کے پادری اور یونین آف امریکن کانگریس کے صدر ہیں۔

عالمی یہودی تنظیم کے امریکی علاقے کے ایک سرکردہ رکن جیکوئس ٹارزنر (Jackques Torezner) نے اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کہا ہے کہ یہودیوں کے لئے دائیں بازو کے عیسائیوں کو اپنے سینے سے لگانا بالکل فطری بات ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اس نتیجے پر پہنچنا ہے کہ دائیں بازو کے رجعت پرست ہی یہودیت کے دوست ہیں، نہ کہ آزاد خیال (لبرل) عناصر"۔

اسرائیل کا خودحفاظتی ایٹمی حملہ

برسلز میں ناٹو (NATO) کے ہیڈکوارٹر میں میرے ساتھ ایک داخلی نوعیت کی مشاورت ہوئی۔ اس موقع پر ہمارے اسسٹنٹ ڈائریکٹر برائے دفاع اور ناٹو میں ہمارے سفیر رابرٹ ہنٹر دونوں نے مجھ سے اعتراف کیا کہ مشرق وسطیٰ میں ایٹمی تصادم کے خطرے سے وہ بہت فکرمند رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ تصادم ناگزیر ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امن کا معاملہ اندوہناک ہے۔ اسرائیل ایک ناگزیر نوعیت کی ایٹمی جنگ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب ہماری سلامتی کی ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ حفظ ماتقدم کے طور پر ہم پہلے ہی ایٹمی حملہ کر دیں۔

(ایونجیلک چک مزلر، ویب سائٹ ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء)

اسرائیل اور عرب

☆ عرب دنیا ایک عیسیٰ دشمن (Antichrist) دنیا ہے۔

(Is this the last century? (ویبر انیڈ ہچنگز

☆ اگر امریکہ نے کسی روز اسرائیل سے منہ موڑ لیا تو ہم ایک قوم کے طور پر زندہ نہیں رہیں گے۔ (مصنف لکچرر ہال لینڈ سے)

☆ مذہبی لحاظ سے ہر عیسائی کو چاہئے کہ اسرائیل کی حمایت کرے۔ اگر ہم اسرائیل کو تحفظ دینے میں ناکام رہے تو ہم خدا کے آگے اپنی اہمیت کھو دیں گے۔

(جیری فال ویل)

☆ بنیاد پرستی کے عقیدے کی رو سے ''افریقہ، ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے پیچیدہ اور مختلف معاشروں کا کردار یہ ہونا چاہئے کہ خدا کے اس عظیم اور بے پایاں ڈرامے میں یاجوج (Gog) کے رفیق بن کر اپنے کردار ادا کریں۔ یہ موقف بہت واضح ہے۔ پیشین گوئیوں کی ضرورت کا تقاضہ ہے عربوں کو نہ صرف یروشلم سے بلکہ مشرق وسطیٰ کے بیشتر خطوں سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ خدا نے یہودیوں سے جو وعدے کئے ہیں، یہ ان وعدوں کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

(پال بائر کی تصنیف

(When Time Shall Be No More

اسرائیل کی امداد

ہم امریکہ کے ٹیکس دہندگان، اسرائیل کی چھوٹی سی ریاست کو ہر سال چھ بلین ڈالر کی بیرونی اور فوجی امداد دیتے ہیں۔ یہ رقم، ان رقوم کے علاوہ ہے، جو لاکھوں ڈالر کی صورت میں وفاقی بجٹ کی دوسری مدات کے ذریعے اسرائیل کو پہنچتی ہے۔

اسرائیل کے لئے امریکہ کی امداد ہمیشہ ایک حساس موضوع رہا ہے۔ کانگریس کے ارکان مجموعی رقم کبھی نہیں بتاتے۔ غالباً اس لئے کہ اگر وہ اصل رقم بتا دیں تو وفاق کی دوسری ریاستیں سوال کرسکتی ہیں کہ ان امریکی ریاستوں کے مقابلے میں، جن کی آبادی بھی اتنی ہی ہے اور اس کے شہری وفاقی حکومت کو ٹیکس بھی دیتے ہیں، اسرائیل کو مقابلتاً بہت زیادہ رقم کیوں دی جاتی ہے؟

۱۹۴۹ء سے ۱۹۹۵ء تک ۴۶ سال کے عرصے میں امریکہ کے ٹیکس دہندوں نے اسرائیل کو غیر ملکی امداد کی مد میں ۶۲۶۵ ملین ڈالر دیئے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دنیا کے سب سے چھوٹے ملکوں میں سے ایک ملک کو جس کی آبادی ہانگ کانگ کی آبادی سے بھی کم ہے امداد میں اتنی بڑی رقم دی ہے جو افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں اور کیریبین کو دی جانے والی امدادی رقم کے برابر ہے۔

ان ملکوں کو ملنے والی مجموعی رقم چالیس ڈالر فی کس ہے۔ جب کہ اسرائیل کو ملنے والی رقم دس ہزار سات سو پچھتر ڈالر فی کس ہے۔

وہ امداد سرکاری طور پر غیر ملکی امداد ہے۔اس بجٹ سے باہر ایک خاص بڑی رقم ٹیکس دہندوں کی امداد کی مد میں اضافی ہے۔ یہ اضافی رقم امریکی امداد یا غیر ملکی امداد کی چارٹ میں دکھائی نہیں جاتی۔اسرائیل کو جو گرانٹ دی جاتی ہے اسے بجٹ کے اندر بہت سی ایجنسیوں کے درمیان دکھایا جاتا ہے، یعنی تجارت کے محکمے، اور اطلاعات کی ایجنسی میں۔اور سب سے بڑی رقم پینٹا گون کے بجٹ میں نظر آتی ہے۔

اگر آپ ان اضافی گرانٹس کو جوڑیں تو ہم امریکی ٹیکس دہندوں نے اسرائیل کو ابتک ۸۴بلین ڈالر سے زیادہ رقم دی ہے جو آج کل کے فی اسرائیلی فرد کو چودہ ہزار ڈالر سے بھی زیادہ امداد کے برابر بنتی ہے۔

(وزارت خارجہ کے سابق افسر ریچرڈ کرٹس کا بیان۔رچرڈ واشنگٹن رپورٹ برائے مشرق وسطیٰ کے مدیر بھی ہیں)

اسرائیل پسندی کی سیاست

مناہم بیگن سے لے کر آج تک کوئی اسرائیلی وزیر اعظم (امریکہ) کا دورہ کرنے کا اس وقت تک خیال بھی نہیں کرے گا، جب تک وہ علانیہ اور نجی طور پر نیو کرسچن رائٹ (New Christian Right) کے لیڈروں سے ملاقات نہ کر لے۔

گذشتہ بیس برس کی اصل کہانی یہ ہے کہ درجنوں چھوٹی اور ابتدائی نوعیت کی تنظیمیں پیدا ہوگئی ہیں جن کا کوئی تذکرہ اخبار کی سرخیوں میں نہیں ہوتا،

لیکن وہ اس لئے قائم ہیں کہ مسیحی برادری کو اسرائیل کی امداد کے لئے برابر تیار کرتی رہیں۔

اٹلانٹا کی ریسٹوریشن فاؤنڈیشن سیمینار اور مذاکرے کرتی رہتی ہے'' تاکہ یہودیت پر تمام عقیدت مندوں کا جو حق ہے، اس کی بحالی اور پہلی صدی کے چرچ کی بازیابی'' اور اسرائیل اور اس کے شہریوں سے محبت کو فروغ حاصل ہوتا رہے۔

شیروڈ (ارکنساس) میں ارکنساس انسٹیٹیوٹ آف ہولی لینڈ اسٹیڈیز قائم ہے۔ وہ اپنی تشہیر ایک ''خصوصی کالج'' کے طور پر کرتا ہے اور مشرق وسطیٰ کی تاریخ کے موضوع پر بیچلر اور ماسٹرز کی ڈگری دیتا ہے۔ ہوسٹن کی ہیرا ٹک ہیریٹیج وزارت چاہتی ہے کہ عیسائی ہفتے کے روز عبادت بھی کریں اور یہودیوں کے تہوار بھی منائیں۔

کولوریڈو اسپرنگس (Colorado Springs) کے ٹیڈ بیکٹ نے ۱۹۹۵ء میں ایک تنظیم ''اسرائیلی برادریوں کے لئے اس کے عیسائی دوست'' کے نام سے قائم کی تاکہ غزہ اور ویسٹ بینک میں یہودی آبادکاروں کو'' یک جہتی، آرام اور امداد فراہم کرے۔'' اور اس غرض سے ان آبادکاروں کا تعلق امریکہ میں مسیحی اجتماعات کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ ۱۹۹۸ء تک ۱۳۵ اجتماعات اس میں شامل ہوئے۔ ان سب سے توقع کی جاتی ہے کہ اپنی اپنی برادری میں لوگوں کو اسرائیل کے بارے میں واقفیت پیدا کریں۔ (Living in The Shadows of Second Coming کے مصنف ٹموتھی پی ویبر کا حوالے)۔

آرمیگیڈن: یہودیوں کے لئے

☆ عیسیٰ کا مخالف کون ہوگا؟ یقیناً وہ یہودی ہوگا۔ (جیری فال ویل)

☆ ایک یہودی نے جو انٹرویو کر رہا تھا، مورل میجارٹی (Moral Majority) کے ایک ترجمان ڈین فور سے کہا، کیا ایسا ہے کہ میں اگر عیسیٰ کو نہیں مانوں گا تو جہنم میں جاؤں گا؟ فور نے جواب دیا "ہاں یہ درست ہے"۔

☆ بیلی اسمتھ، سدرن، بیپٹسٹ چرچ (Southern Baptist Church) کے ایک سابق سربراہ ہیں، انہوں نے کہا خدا عیسائیوں کی دعا سنتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسمتھ نے کہا خدا کسی یہودی کی دعا نہیں سنتا۔ دنیا نے یہودی سے ہمیشہ نفرت کی ہے اور میرا دل ان لوگوں کے لئے خون کے آنسو روتا ہے۔ (ٹی وی کے مبلغ جیک وین امپی)

☆ پیشین گوئی کے مطابق ایک ہی بات جو یہودیوں کی ہولنا کی کو روک سکتی ہے، وہ اسرائیل کی ندامت اور توبہ ہے۔

(مصنف پال بائر کے ساتھ انٹرویو میں ڈوائٹ نیٹی کوسٹ کا بیان)

ڈائریکٹر ابراہم فاکس مین کا بیان)

دائیں بازو کا مسیحی اور امریکی یہودی

امریکی یہودی روایتی طور پر ان لوگوں سے مل گئے جنہوں نے نسلی امتیاز کی مصیبت جھیلی تھی، اس لئے کہ وہ اس طرح کی تفریق کا خود بھی شکار ہو چکے تھے۔ یہ لوگ آزاد طبع اور ایسے مقاصد کے لئے معاون ہوتے جن میں آزادی اور کشادگی ہوتی۔ لیکن ۱۹۶۷ء کے بعد جب اسرائیل نے عربوں کے علاقوں کے پر قبضہ جمالیا جسے بعد میں وہ خالی کرنا نہیں چاہتے تھے تو یہودی ریاست رفتہ رفتہ دائیں بازو کی قدامت پرستی کی طرف مائل ہوتی گئی۔ امریکی یہودیوں کی اولین ترجیح اسرائیل کو مدد دینا تھا، چنانچہ وہ بھی اس طرف جھک گئے۔

اروِنگ ہاؤ اور برنارڈ روزن برگ نے (The New Conservatives) نامی تصنیف میں لکھا ہے کہ "اس پیچیدہ صورت حال کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں تک اسرائیل کے معمول کے کاروبار کا تعلق ہے، اسے اپنا کام کرتے رہنا چاہئے اور ایک ریاست کے طور پر ہی دوسری ریاستوں کے ساتھ معاملات کرنے چاہئیں۔ لیکن اس کا اثر امریکی یہودیوں پر لازماً قدامت پرستانہ ہوگا۔" امریکی یہودی، قدامت پرستی میں یہاں تک پہنچ گئے کہ انہوں نے اسرائیل کے دائیں بازو اور مسیحیوں کے دائیں بازو والوں کو سمجھ لیا کہ وہ کٹر قوم پرست اور جنگ جو ہیں اور دونوں کا مسلک اسرائیل کے وجود اور اس سرزمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

دائیں بازو کے عیسائی (The Christian Right)

اور اندرون ملک کی سیاست

بعض لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ مشرق وسطیٰ کی جنگ (۱۹۶۷ء) میں اسرائیل نے اپنے عرب ہمسایوں پر جو فوجی فتوحات حاصل کر لی تھیں، اس کا امریکہ کی اندرون ملک سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

لیکن یہی وہ جنگ تھی، جس نے اسرائیل اور بہت سے امریکی یہودیوں کو اس قابل کیا کہ وہ امریکی بنیاد پرستوں، مثلاً جیری فال ویل کے یقینی تعاون کا پختہ عہد حاصل کریں۔ (اور ان عناصر کا تعاون بھی جو بالآخر سدرن بپٹسٹ کنونشن کا جو سب سے بڑا امریکی پروٹسٹنٹ گروپ ہے۔)

اسرائیل جب آزاد خیال امریکی یہودیوں کی حمایت سے محروم ہونے لگا تو وہ فوراً بنیاد پرستوں کے ساتھ گٹھ جوڑ پر آمادہ ہوگیا۔ آزاد خیال امریکی یہودی اس وقت دباؤ ڈال رہے تھے کہ یہودی ریاست اپنے ہمسایوں بالخصوص فلسطین کے ساتھ امن معاہدے کرے اور اس کے عوض عرب علاقے جس پر اس نے فوجی قبضہ کر لیا ہے، خالی کر دے۔ لیکن اسرائیل وہ علاقے خالی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ لہٰذا اس سلسلے میں اس نے امریکہ کے ایوان اقتدار میں براجمان مذہبی سیاستدانوں مثلاً جیری فال ویل اور دوسرے بنیاد پرستوں کی حمایت طلب کی۔

ایلن سی براؤن فیلڈ جن کا تعلق امریکن کونسل برائے یہودیت سے ہے لکھا کہ "امریکہ کی حمایت میں اسرائیل کیلئے تبدیلی اس وقت آئی جب عیسائی بنیاد پرستوں نے امریکی یہودی برادری میں تفرقے اور غیر یقینی کے آثار دیکھے، فال ویل نے ۱۹۶۷ء تک اپنے خطبوں میں

کبھی اسرائیل کا نام بھی نہیں لیا تھا۔'' یہ بیان الاسبرگ کے ڈاکٹر جیمس پرائس کا ہے، جنہوں نے ولیم گوڈون کی شراکت کے ساتھ اپنی کتاب جیری فال ویل (Jerry Falwell: An Unauthorised Profile) لکھی۔

فال ویل نے ۱۹۶۷ء کے بعد سے اسرائیل کو اپنا خاص موضوع بنانا شروع کیا ہے۔ ایک انٹرویو میں ڈاکٹر جیمس پرائس نے کہا کہ ''اسرائیلیوں نے فال ویل کو اپنے یہاں مدعو کیا، تمام مصارف خود برداشت کئے اور تواضع کی''۔ یہ انٹرویو ڈاکٹر پرائس اور گوڈون دونوں کے ساتھ تھا۔ ''اسرائیلی جنرل فال ویل کو ہیلی کوپٹر میں بٹھا کر گولان کی پہاڑیوں پر لے گئے۔ وہاں فال ویل نے کچھ پودے لگائے جو بعد میں فال ویل جنگل بن گیا اور وہاں اس موقع کی تصویریں لی گئیں۔ جس میں وہ گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا دکھایا تھا۔

''اسرائیل کے وزیراعظم بیگن نے فال ویل سے کہا کہ آپ فلسطین کی سرزمین پر جائیں اور اعلان کریں کہ خدا نے ویسٹ بینک (مغربی کنارہ) یہودیوں کو دے دیا ہے''۔ ڈاکٹر پرائس نے بات چیت جاری رکھتے ہوئے کہا ''چنانچہ فال ویل اپنے محافظوں اور اخباری رپورٹروں کے ساتھ وہاں گیا اور یہودی آبادکاروں کے درمیان کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ خدا امریکہ پر مہربان ہے، محض اس لئے کہ امریکہ یہودیوں پر مہربانی کرتا رہا ہے۔''

اس کے بعد ۱۹۸۰ء میں نیویارک میں ایک پرشکوہ ڈنر کا اہتمام کیا گیا جس میں بیگن نے اسرائیل کا اعلیٰ ترین ایوارڈ پادری جیری فال ویل کی خدمت میں پیش کیا۔ اس سے پہلے کسی بھی شخصیت کو اس طرح کا ایوارڈ اعزاز نہیں دیا گیا تھا۔ یہ ایوارڈ دائیں بازو کے ایک یہودی دانش ور والڈ میر زیو جیبوٹنکی کے نام سے منسوب ہے۔ ۱۹۲۳ء میں اس نے بیتار (Betar) نامی تنظیم کی بنیاد رکھی تھی جو پرجوش نوجوانوں پر مشتمل تھی اور جس میں یہودیوں پر

زور دیا جاتا تھا کہ فلسطین پہنچ کر آباد ہوں اور اس نے حقیقتاً جیوش ہیگانہ ملیشیا (Jewish Hagana Militia) بنانی شروع بھی کر دی۔ جو آگے چل کر خود اسرائیلی فوج بنی۔"

"بیشتر امریکیوں نے جیوٹنکی کا نام بھی نہیں سنا ہوگا" یہاں سے گفتگو کا سلسلہ ڈاکٹر گوڈون نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ انہوں نے کہا "مگر یہ عقدہ اس کو دیکھ کر ہی کھلتا ہے کہ دائیں بازو کے انتہا پسند یہودی لیڈر فال ویل جیسے بنیاد پرست عیسائیوں کو کیوں پسند کرتے ہیں"۔ آخر میں انہوں نے کہا:

"جیوٹنکی نے کہا تھا کہ تمہارا منتہائے مقصد طاقت ہونا چاہئے چنانچہ یہ اسرائیل نے بات اپنے پلے باندھ لی۔"

پروفیسر پرائس اور پروفیسر گوڈون سے ان ملاقاتوں کے لئے میں نے واشنگٹن ڈی سی سے پرواز کی اور فال ویل کے مستقر ہنچ برگ پہنچ گئی۔ ڈاکٹر پرائس نے مجھ سے کہا "اسرائیل سے بڑھ کر جیری فال ویل اور دائیں بازو کے عیسائیوں کا کوئی دوست نہیں ہے۔ جب ایئر پورٹ پر آپ کا طیارہ[1] اتر رہا تھا تو کیا آپ نے فال ویل کا وہ طیارہ دیکھا جو اسرائیلیوں نے انہیں دیا ہے؟"

حالانکہ میں نے وہ جہاز نہیں دیکھا لیکن یروشلم کے قیام کے دوران میں نے جیری فال ویل کو اس وقت کے اسرائیلی وزیر دفاع موشے ایرنز کو کہتے سنا کہ "آپ نے جو جیٹ طیارہ مجھے دیا ہے، میں اس کے لئے آپ کا شکرگزار ہوں۔"

"وہ رہا جہاز"۔ ڈاکٹر پرائس نے ایک قریبی ہینگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے آگے جیٹ طیارہ کھڑا تھا۔ "اس کا نام زیڈ اسٹریم ہے۔ اس کی قیمت ۲۵ سے ۳۵ لاکھ ڈالر کے درمیان ہوگی۔ فالتو پرزوں کی لاگت ہی پانچ لاکھ کے برابر ہے۔ مجھے اس کا پتہ ایک پائلٹ کے ذریعے سے چلا جو فال ویل کے پائلٹ کو جانتا ہے۔ فال ویل بڑے فخر سے

---

1. کتاب کی مصنفہ گریس ہال سیل کا طیارہ (مترجم)

کہتا ہے کہ میں ہر ہفتے اس جیٹ میں دس ہزار میل کا سفر کرتا اور اپنے پسندیدہ سیاسی امیدواروں کی حمایت میں ووٹر بھرتی کرتا ہوں"۔ ۱۹۷۶ء ہی کے زمانے میں اپنے بہترین دوستوں اور دائیں بازو کے اسرائیلی لیڈروں سے حوصلہ پانے والے پادری جیری فال ویل نے امریکہ کی سب سے بڑی پروٹسٹنٹ تنظیم بیپٹسٹ کنونشن (SBC) کی سربراہی کا خواب دیکھنا شروع کر دیا تھا۔

اس سال ایک اور بنیاد پرست پادری ڈلاس کے پیگی پیٹرسن نے پال پریسلر سے ملاقات کی۔ یہ صاحب ٹکساس کی سماعتی عدالت کے جج ہیں اور ایک دانشور نظریہ ساز ہیں اور بڑے سیاسی عزائم رکھتے ہیں۔

ولیم اسٹیفنس نے لکھا ہے کہ (SBC) پر قبضہ کرتے وقت پیگی پیٹرسن اور پریسلر یقیناً یہ جانتے تھے کہ انہیں امریکیوں اور یہودیوں، اسرائیلی یہودیوں اور اسرائیلی لیڈروں کی حمایت حاصل ہوگی۔ ولیم اسٹیفنس بیپٹسٹ سنڈے اسکول بورڈ کے ایک سابق رکن تھے اور اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔"لہٰذا (SBC) پر قبضے کا ایک محرک جذبہ یہ بھی تھا کہ کنونشن کو طاقت کا مرکز بنایا جائے اور اس طرح وہ اسرائیل کی جانب امریکہ کی پالیسی پر اثر انداز ہوں۔" اسٹیفنس نے آخر میں کہا۔

مذہب کی تجارت

اونجل چرچ کے نیورائٹ (New Right) نے رفتہ رفتہ سدرن بیپٹسٹ کنونشن کو جو پروٹسٹنٹ عقیدے والوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے، اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور سیاسی مفادات کے لئے وہ مذہبی موقف جنہیں مدتوں تسلیم کیا جاتا رہا، بدلتا رہا۔

سڈنی بلیو منتھل ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی سومی نیوری پبلک کا ملک کی داخلی سیاست پر ریلجن رائٹ (Religion Right) پر اثر کس حد تک بڑھتا جا رہا ہے، اس کا اندازہ ذیل کی تبدیلیوں سے ہوگا۔

۱۹۷۰ء کے آخری زمانے میں جیری فال ویل نے مورل میجارٹی (Moral Majority) کی تشکیل کی جس کے ارکان پر واجب تھا کہ ملک کے داخلی معاملات پر ہدایت کے مطابق اپنا ووٹ استعمال کریں۔ اس طرح اور بھی گروپ نکل آئے، مثلاً ای ای سیکٹر کا ریلیجیس راؤنڈ ٹیبل (Religious Round Table)۔

رونالڈ ریگن اور جارج بش دونوں اپنی اپنی کامیابیوں کے لئے نیو کرسچن رائٹ کے مرہون احسان تھے، چنانچہ مذکورہ اداروں کو اور بھی ہمواری میسر آ گئی۔

کرسچن رائٹ کی طاقت ریگن انتظامیہ کے زمانے میں اور بھی واضح ہو گئی۔ ورجینیا یونیورسٹی کے پروفیسر جیفری ہیڈن نے یہ بیان کرتے ہوئے کہا ''کرسچن کولیشن کی تعمیر بنیاد پرست ریڈیو، ٹی وی کے مبلغین اور ان کے لاکھوں معتقدین کی بدولت شروع ہوئی اور یہی عناصر ان کو پال رہے ہیں۔''

صدر ریگن نے جب کہا کہ ''عیسیٰ دروازے پر کھڑے ہیں'' تو مطلب یہ تھا کہ ملک کے داخلی مسائل پر اخراجات کو بہت زیادہ سنجیدگی سے نہیں لینا چاہئے۔ دراصل وہ اس وقت ایک

بنیاد پرست نظریئے کی تائید کر رہے تھے۔

جیمز ملر ریاست کیلیفورنیا کے ایک سابق عہدیدار ہیں انہوں نے کہا کہ ریگن کی بیشتر پالیسیوں کا انحصار ان کی جانب سے بائبل کی پیش گوئیوں کے لغوی ترجمے پر مبنی ہے۔ اس بناء پر ریگن کے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ قومی قرضے کے سلسلے میں ہمیں بہت زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا عنقریب پوری دنیا کا حساب کتاب لپیٹنے والا ہے۔

ریگن کے حمایتی شور شرابہ کرنے والے نئے قدامت پرست ہیں ان کو سمجھایا جا سکتا ہے لیکن ملر کے بقول صرف صدر کی بنیاد پرستی کے حوالے ہی سے یہ ممکن ہے۔ ماحولیات کے لئے اتنی تشویش کیوں؟ آئندہ نسلوں کے لئے چیزوں کو محفوظ کرنے میں وقت اور سرمایہ برباد کرنے کا کیا فائدہ؟ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سارے داخلی پروگرام خاص طور پر ایسے پروگرام جس میں دولت خرچ ہوتی ہو، ان میں تخفیف کر کے سرمائے کو آزاد کر دینا چاہئے تاکہ آرماگیڈن کی جنگ لڑنے میں کام آ سکے۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں اس پورے عشرے میں ریلیجیس رائٹ کے بہت سے لیڈروں نے مثلاً اسکول میں دعا کے مسئلہ پر، اسقاط حمل کے خلاف، خود اختیاری موت کے خلاف اور ملک کو جمہوریت سے نکال کر مذہبی حکومت پر لے جانے کے سلسلے میں مختلف مسائل پر سیاسی ایجنڈے تیار کر رکھے ہیں۔

۱۹۹۶ء اٹلانٹک منتھلی کے ایک قلم کار کرسٹوفر کاڈول نے ری پبلک کنونشن میں کہا کہ شیتی بنیاد پرست اپنے اس کھیل کو ہمیشہ کے لئے فائدہ مند بنانے اور اسے ایک ادارے کی شکل دینے پر آمادہ ہیں۔ کرسچن قدامت پسند رالف ریڈ نے کہا ''پالیسی پر بحث اور سیاسی انتخابات میں لوگوں کے عقائد اب بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔''

۱۹۹۸ء ریلیجیس رائٹ نے آئین میں مذہبی آزادی کی ترمیم کے حق میں اکثریت کا ووٹ حاصل کر لیا ہے۔ (یہ کافی ہے کیوں کہ آئین کی رو سے ہر ایوان میں دو تہائی اکثریت اور

صوبوں کی تین چوتھائی تعداد کی رضامندی ضروری ہے۔ انٹر فیتھ الائنس کے ویسٹن گیڈی کہتے ہیں کہ نام نہاد آزادی کی یہ ترمیم صریحاً اس لئے تیار کی گئی ہے کہ کلیسا اور ریاست کی علیحدگی کو ختم کر دیا جائے۔''

۱۹۹۸ء ریلیجیس رائٹ تنظیم نے جن امیدواروں کی تائید کی تھی، انہوں نے ایلنس اور کنٹکی میں سینٹ کی نشستیں جیت لیں، حالانکہ اوہیرا اور واشنگٹن میں مقابلہ بہت سخت رہا۔ تاہم البامہ، جورجیا، نیو ہمپشائر میں گورنری کے لئے ان کے نامزد امیدوار ہار گئے۔ اسی طرح نیو کیرولینا، واشنگٹن اور وسکونسن ان کے سنیٹ کے امیدوار بھی ہار گئے۔ ان شکستوں کی بناء پر مذہبی براڈ کاسٹر ایڈورڈ ولسن نے جو بڑے بااثر ہیں ''دی کوچ'' کے استعفے کا مطالبہ کیا اور اس سیل (Cell) کی تیز رفتار خبر رسانی کے مطابق ''اسپیکر نیٹ گنگرک تو رخصت ہو چکے ہیں''۔

ریلیجیس رائٹ کے پاس تمام لوگوں کے عقائد کو پرکھنے کی اب ایک ہی کسوٹی ہے۔

البرٹ آرنٹ نے ۱۹۹۸ء وال اسٹریٹ جرنل میں ایک مقالے میں لکھا، وہی امیدوار ''صاحب ایمان'' تسلیم کئے جائیں گے جو کانگریس کی متعینہ مدت کے اندر ایک آئینی ترمیم کے حق میں ووٹ دیں گے جس کے تحت ٹیکس بڑھانا اور میڈیکل سیونگس اکاؤنٹس رکھنا بہت مشکل ہو جائے اور یہ کہ اگر وہ خفیہ ہتھیار لے کر چلنے پر عائد پابندیوں کے خلاف، لیگل سروسز کارپوریشن کے خلاف اور طلبہ کے قرض کے لئے مزید رقم کے خلاف ووٹ دیں۔

ہنٹ نے لکھا کہ ٹیکساس میں ریلیجیس رائٹ کسی سیاسی عہدے کے لئے امیدواروں کا امتحان اس طرح کے ''مسیحی'' مسائل مثلاً موٹر گاڑیوں پر سرکاری سیلز ٹیکس کے حوالے سے کرتی ہے۔ کیلیفورنیا میں کرسچن کولیشن کے ووٹ کے بارے میں رہنما اصول مزید نمایاں ہیں۔ مثال کے طور پر کیلیفورنیا کے گذشتہ انتخابات میں اگر امیدواروں نے متعینہ میعاد کے اور ایسی آئینی ترمیم کے خلاف ووٹ دیا جس سے ٹیکس بڑھانا یا میڈیکل سیونگس اکاؤنٹس رکھنا مشکل ہو جائے تو اسے ان کی ایمان کی کمزوری سمجھا گیا۔

۱۹۹۹ء میں قدامت پسند کرسچن نے صدر کلنٹن کے خلاف قانونی چارہ جوئی میں الزامات کی۔ ابتداء اور اس کی قیادت کی ایوان میں جواب طلبی کے ووٹ سے تین ماہ پہلے تجزیہ نگار الزبتھ ڈریو نے لکھا ''دی کرسچن رائٹ جوری پبلکن کا ہمیشہ مضبوط مرکز چلا آرہا ہے مطالبہ کرتا ہے کہ اب یہ ہو ہی جائے تو اچھا ہے اور کوئی ری پبلکن ان سے اختلاف کا خطرہ مول نہیں لے گا۔'' خاتون نے لکھا ''بیشتر ری پبلکن ارکان کے نزدیک کرسچن رائٹ کی حمایت صدر کے عہدے کی تائید سے کہیں زیادہ اہم ہے۔''

کینتھ اسٹار کا تعلق ٹیکساس سے ہے جو ایک پیدائش نو (Born Again) بنیاد پرست ہیں۔ انہوں نے ۵ کروڑ ڈالر کے صرفے سے ایک چار سالہ تحقیق کی۔ وہ اسٹار یکلین ورجینیا کے بنیاد پرست چرچ سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے ''سچ'' کا مطالبہ کیا اور آئین کی بالادستی کی بات کی۔

فلپ سیٹونز نے فنانشل ٹائمز میں لکھا کہ ''ان کا مطالبہ امریکہ کے آئین کے تقدس کے متعلق نہیں تھا۔ وہ تو ایمانداری کی سیاست بھی نہیں تھی۔ بل کلنٹن کے خلاف مقدمہ ان کا بالکل ذاتی معاملہ تھا۔ یہ ایک انتقامی کاروائی تھی۔''

اسٹار نے ایک موقع پر اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ایوان کا اکثریتی لیڈر (ٹوم ڈیلے) ہوسٹن کے قریب کا ایک (Born Again) کرسچن تھا۔ صدر کے خلاف مقدمہ چلائے جانے کی مہم کے پیچھے اصل منصوبہ ساز اور حکمت عملی بنانے والا وہی تھا۔

نیویارک ٹائمز کے ایک رپورٹر سے اس نے کہا جو کچھ ہو رہا تھا، اس سے اس عقیدے کو تقویت مل رہی تھی۔ اس نے اس تختی کی طرف اشارہ کیا جو ان کے دفتر کی بیرونی دیوار پر لگی ہے اور جس میں دنیا کے خاتمے کا حوالہ ہے۔ ''یہی وہ دن ہوگا۔''

۱۹۹۹ء سابق نائب صدر ڈینیل کوئل نے یہ اعلان کیا کہ وہ امریکی صدارت کے لئے ری پبلکن پارٹی کا امیدوار بننا پسند کریں گے۔ اگر وہ کبھی اس منصب پر فائز ہو گئے تو ان کا ایک

ہاتھ ''بٹن'' (ایٹم بم کے بٹن) کے قریب ہوگا اور ان کا عقیدہ آرمیگیڈن (عظیم آخری جنگ) کے حوالے سے ہم سب کی زندگی میں شامل ہو جائے گا۔

اخبار کوریئر جرنل (۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء) جو لوز ویل کنٹکی (Kentucky) سے شائع ہوتا ہے، اس کے رپورٹر ایلینو ر بریچر اور نیویارک ڈیلی نیوز (۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء) کے رپورٹر لز اسمتھ نے ڈان اور مارلن کوئل دووں کے مذہبی عقائد کے بارے میں سوالات اٹھائے ہیں۔ رپورٹروں نے بتایا کہ ان دونوں کے والدین ہوسٹن میں براچہ چرچ کے پادری کرنل رابرٹ بی تھیم کے گہرے عقیدے مند اور مقلد ہیں۔ وہ بنیاد پرست اور جیری فال ویل کے انتہائی دائیں جانب کھڑے ہیں۔

مجلّہ فریڈم رائٹر کے شمارہ ستمبر اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اس کے رپورٹر سوزین نکول کا بیان ہے کہ مارلن اور ڈان دونوں تھیم کے ''زبردست مقلد ہیں، جو ساری دنیا کو یہ سبق سکھاتے ہیں کہ امن کے قیام کی کوششوں کو یقینی طور پر ناکام ہونا چاہئے کیونکہ خدا کا مطالبہ یہ ہے کہ ایک ایسی آگ لگنی چاہئے کہ دنیا اس میں جل کر بھسم ہو جائے۔ نکول نے بتایا کہ تھیم پر آرمی ایئر کور (جنگی فضائیہ) کی وردی میں بعض مواقع اس طرح کی تبلیغ کرتا ہے کہ ہیلمٹ کو اوندھا کر کے وہ اس میں چندہ اکٹھا کرتا ہے۔ چرچ میں اپنی آمد کے لئے وہ بحری فوج، آرمی، فضائیہ اور بحریہ کے جوانوں کی یونیفارم استعمال کرتا ہے۔

تھیم یہ درس دیتا ہے کہ شدید عذاب (Tribulation) کا خوفناک زمانہ ''شیطان کی سراسیمگی'' کا زمانہ ہوگا۔ یہ زمانہ دنیا کے خاتمے (End of Days) پر آئے گا۔ اس وقت آخری جنگ کے نتیجے میں دنیا تباہ ہو جائے گی۔ تاہم ایک بنیاد پرست کی حیثیت سے تھیم اپنے عقیدت مندوں کو اطمینان دلاتا ہے کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان کو نجات دلائی جا سکتی ہے (Raptured) یعنی آسمانی فضائی نجات کے ذریعے اور وہ اس تباہی سے محفوظ رہ سکیں گے۔

ہوسٹن کے جان ایف باؤ (John F. Baugh) ایک بیپٹسٹ لیڈر اور کلیسا کے سب سے زیادہ کامیاب تاجر ہیں۔ انہوں نے زبانی گفتگو کے علاوہ بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ کس طرح دو افراد نے قوم کی سب سے بڑی تنظیم کو ایک سیاسی مرکز بنا دیا تاکہ اپنی پسند کے امیدواروں کو منتخب کر سکیں۔ اس طرح انہوں نے ذاتی طور پر اقتدار حاصل کر لیا۔ باؤ اب اسی سال کے پیٹے میں ہیں۔ وہ ایک ممتاز تجارت پیشہ لیڈر ہیں جنہوں نے صرف اپنی بیوی یولا مائے (Eula Mae) کی مدد سے جدوجہد آغاز کیا اور ایک کامیاب کاروبار کھڑا کر دیا جو ملک میں خوراک کے تھوک کاروبار و تقسیم کار کا ایک سرکردہ ادارہ بن گیا۔ میں ان سے دو سال تک خط و کتابت کرتی رہی پھر ان کی ایک نہایت مستند کتاب (The Battle of Baptist Integrity) پڑھنے کے بعد میں ۱۹۹۹ء میں ہوائی جہاز سے ہوسٹن پہنچی تاکہ ذاتی طور پر ان سے ملاقات میں معلوم کروں کہ سیاسی فکر رکھنے والے مذہبی دیوانوں نے پروٹسٹنٹ تنظیموں میں سب سے بڑی تنظیم بیپٹسٹ کونشن پر کس طرح قبضہ کر لیا۔

"جارحانہ قبضہ صحیفے (انجیل) سے متعلق نہیں تھا۔ بلکہ یہ تو طاقت اور سیاست کی بات تھی۔" باؤ نے کہا۔

سدرن بیپٹسٹ کونشن یکساں عقیدے کے لوگوں کی تنظیم کے طور پر ۱۵۰ سال سے موجود تھی۔ اس طویل عرصے میں سدرن بیپٹسٹ اپنے مضبوط مذہبی ستون سے وابستہ رہے جس میں تمام عقیدت مندوں کا آپس میں بھائی چارہ شامل تھا، یعنی عقیدے کی آزادی، مقامی چرچ کی خودمختاری اور کلیسا کی ریاست سے علیحدگی۔ باؤ نے کہا۔

آگستا (جارجیا) میں اپنے قیام (۱۸۴۵ء) کے بعد سے سدرن بیپٹسٹ کونشن نے ہمیشہ ایک مشترکہ مذہبی روایت کا احترام برقرار رکھا اور صحیفے (انجیل) پر بہت سے مباحث کروائے، جن کو اس نے سہار لیا۔ گفتگو جاری رکھتے ہوئے باؤ نے کہا: پھر ۱۹۶۷ء میں دو افراد پال پریسلر اور پیگی پیٹرسن نے پہلی بار ایک ملاقات کی اور ایس بی سی (سدرن بیپٹسٹ کونشن)

پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ۱۹۷۸ء میں انہوں نے دوسرے بنیاد پرستوں کو ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی۔ دوسرے سال ہوسٹن میں ایس بی سی کا قومی اجلاس ہوا۔ اس وقت پیٹرسن ڈلاس کے کرس ولی کالج کا صدر تھا، جو انتہا پسند دائیں بازو کا ادارہ تھا اور پریسلر ایک نظریہ ساز مبلغ، طاقت حاصل کرنے کا دیوانہ۔ اس نے ٹیکساس کے جج کی اپیل کو بھی نظر انداز کر دیا اور دونوں نے مل کر ایس بی سی پر قبضہ کر لیا۔

انہوں نے میمفس کے ایڈریان روجر کو جو ایک بنیاد پرست شخص تھا صدر بنا کر بٹھا دیا۔

میں نے پوچھا: اور رائے شماری کس طرح ہوئی تھی؟

رائے شماری میں مندوب حصہ لیتے ہیں جنہیں میسنجر کہا جاتا ہے۔ ۱۹۷۹ء تک مندوبین اکثریت کی رائے کی عکاسی کرتے تھے۔ جو نوے فیصد خالص بیپٹسٹ ہوتے تھے۔ مندوبین نے رائے شماری میں بنیاد پرستوں کو جو باقی دس فیصد کی نمائندگی کرتے تھے، کبھی ووٹ نہیں دیا۔

اس کے باوجود روجرز کے الیکشن میں معاملہ بالکل الٹ گیا۔ ایس بی سی کی مجلس انتظامیہ نے فوراً اطلاع دی کہ رائے شماری میں بدعنوانیاں ہوئی ہیں۔ ایک مثال پریسلر کی تھی، جسے اس کے اپنے چرچ ہوسٹن فرسٹ بیپٹسٹ نے مسینجر منتخب کیا تھا اس کے باوجود اسے ووٹ ڈالتے ہوئے دیکھا گیا جب اسے یہ غلطی بتائی گئی تو اس نے کہا کہ میں ایک اور چرچ کا اعزازی ممبر ہوں، جس نے اسے ایس بی سی کے آئین سے انحراف کرتے ہوئے منتخب کیا تھا۔

باؤ نے بتایا کہ ڈاکٹر گیرڈی کوتھن نے اپنی کتاب ایس بی سی (What Happend To The Southern Baptist Convention) ساری بات تفصیل سے لکھ دی ہے، جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعض چرچوں نے دس میسنجروں کی آخری مقررہ حد سے کہیں زیادہ میسنجر بھیج دیئے تھے اور بعضوں نے تو اپنا نام دو دو بار درج کرایا تھا۔

ایک پادری نے اپنا، اپنی بیوی اور چار بچوں کا نام رجسٹر کرایا تھا۔ جب پوچھ گچھ کی گئی تو

اس نے بتایا کہ اس کے بچے کنونشن میں موجود نہیں تھے۔ ایک اور پادری نے بتایا کہ اس نے ایک شخص کو صدارتی الیکشن میں گیارہ بیلٹ پیپر پر نشان لگاتے اور انہیں ڈبے میں ڈالتے ہوئے دیکھا۔ اس طرح کی چالوں سے ان نظریہ سازوں نے ایک ایسے ادارے پر قبضہ کر لیا جس کی انہوں نے مالی معاونت نہیں کی، نہ اس کی حمایت کی تھی اور نہ اسے بنایا تھا۔ باؤ نے یہ بتاتے ہوئے کہا کہ ان کی فتوحات میں درج ذیل شامل ہیں:

☆ ایس بی سی کے مالی وسائل مین دس بلین ڈالر سے زیادہ کی رقم موجود ہے۔ اب وہ کنونشن کے نیشنل ہیڈکوارٹر پر قابض ہیں۔ اس کے پیدا ہونے والے منافع اور اصل رقم کے سود پر ان کا قبضہ ہے اور لاکھوں خالص بیپٹسٹ جو عطیات دیتے ہیں وہ الگ رہے۔

☆ انیس (19) کنونشن ایجنسیاں اور ادارے جن میں فارن مشن بورڈ اور (Annuity Board) شامل ہیں، جن کے تصرف میں ۵۰ ہزار سے لے کر ایک لاکھ بیپٹسٹ پادریوں کی پنشن کی رقم اور سنڈے اسکول بورڈ اور نیشنل کے براڈ مین ہول میں پریس جو دینی کتب کی اشاعت کا دنیا میں سب سے بڑا ادارہ ہے (یہ سب اس کے قبضے میں ہیں)۔

☆ چھ سدرن بیپٹسٹ سیمینار یز (Seminaries) جس میں طلبہ کی کل تعداد دس ہزار ہے۔ اس کی ابتداء سے آج تک صرف اعتدال پسند بیپٹسٹ نے اس کی مالی امداد اور حمایت کی ہے۔ بنیاد پرستوں نے جو اس پر قابض ہیں انہوں نے کبھی کوئی مدد نہیں کی۔

☆ ۱۹ کنونشن ایجنسیوں اور اداروں، ان کے علاوہ چھ سیمینار یز، کئی بلین ڈالر کے اثاثے پر قبضہ کرنے کے بعد اب یہ بنیاد پرست مقامی، ریاستی اور قومی انتخابات میں پوری طاقت سے حصہ لینے پر تیار ہو رہے ہیں۔ یہ اقدامات انہوں نے ایس بی سی کو اپنی طاقت کی بنیاد بنانے کے لئے استعمال کئے تھے۔

☆ ایس بی سی نے ۱۹۸۲ء میں ایک قرارداد منظور کی جس میں امریکی آئین میں ایک ترمیم کی سفارش کی گئی تھی۔ اس کے تحت ریاستی قانون ساز اداروں کو اور مقامی اسکول بورڈوں

کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ پبلک اسکولوں کے لئے اپنی دعائیہ عبارت تحریر کریں اور پبلک اسکولوں میں انہیں دعا کے طور پر پڑھا جائے۔

☆ پیٹرسن نے ۱۹۸٦ء میں یہ بات واضح کردی تھی کہ ایس بی سی کے ہر ملازم کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت صاف طور پر بتانا ہوگا کہ وہ اسقاط حمل اور شدید کرب کی حالت میں اپنی پسند کی موت کے خلاف اور اسکول میں دعا کے حق میں ہے۔ ایس بی سی نے ۱۹۹۲ء میں واشنگٹن ڈی سی کے بیپٹسٹ لابئینگ گروپ یعنی بیپٹسٹ جوائنٹ کمیٹی برائے امور عامہ کو پوری طرح اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کی اور اس غرض سے گروپ کو ملنے والا سارا فنڈ روک دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایس بی سی نے اپنے کرسچن لائف کمیشن کو پہلے سے زیادہ سیاسی اختیارات دے دیئے جس نے سدرن بیپٹسٹ کا سالہا سال کا وہ پرانا موقف جس کی رو سے کلیسا کو ریاست سے الگ کردیا تھا، تبدیل کرکے پرانے اصول کی نفی کردی۔ اس کی بجائے ایس بی سی نے اپنے کرسچن لائف کمیشن کے توسط سے بیپٹسٹ اداروں یہاں تک کہ چرچوں کے لئے بھی ٹیکس کی رقوم طلب کرنی شروع کردیں۔

☆ ۹۰-۱۹۸۹ء میں پریسلر نے کونسل برائے قومی پالیسی کے صدر کا عہدہ سنبھال لیا یہ ایک نہایت خفیہ حد درجہ حساس اور انتہائی قدامت پسندانہ سیاسی فکر کا ادارہ (Think Tank) ہے۔

☆ ۱۹۹۸ء میں ایس بی سی کے تمام اعلیٰ عہدیداروں نے بڑے شوق سے اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو سے ملاقات کی خواہش کی، ان کے سیاسی مقاصد کی مکمل حمایت کا عہد کیا اور جواب میں ان کی حمایت بھی حاصل کی۔

پیٹرسن پریسلر ٹیم نے ایس بی سی کو اپنے سیاسی مقاصد کی بنیاد بناتے ہوئے ایس بی سی کے تمام ملازمین کے ذہنوں پر مکمل قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ باؤ نے بتایا کہ ہمارے پاس ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں کہ انہوں نے کس طرح عیسائیوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے کرسچن ہونے کا امتحان

پاس کریں۔ وہ کارکنوں کے ایمان سے مطمئن نہیں تھے بلکہ ان کے ذہنوں پر اپنا مکمل کنٹرول چاہتے تھے۔ وہ ان کی کامل وفاداری اور سیاسی ایجنڈے کے ساتھ پوری وابستگی چاہتے تھے۔

مثال کے طور پر ولبرن ٹی اسٹپل کنساس سٹی میں مڈ ویسٹرن تھیولوجیکل سیمیناری میں ایک مقبول پروفیسر ہیں اور بائبل پر ویسے ہی خیالات رکھتے تھے جو خیالات ان کی سیمیناری کے ٹرسٹیوں کے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے پروفیسر سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک دستاویز پر دستخط کریں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ وہ یکسر معصوم ہیں۔ انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ بپٹسٹ کنونشن کی روایت جو روحانی آزادی پر مبنی ہے پروفیسر نے اسے سر بلند رکھا اور ملازمت سے برطرف کر دیے گئے۔

باؤ نے کہا کہ رسل ایچ ڈیلڈ ے کو ۱۹۷۸ء میں فورٹ ورتھ کی ساؤتھ ویسٹرن سیمیناری کا صدر منتخب کیا گیا تھا۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مذہبی تنظیم ہے۔ ڈلڈے اپنی ذہانت اور اثر انگیزی کی بناء پر دور دور تک مشہور تھا۔ چنانچہ اس نے نہایت بے خوفی کا مطالبہ کیا کہ تمام بپٹسٹ اپنے مقاصد میں سیاست کو نہیں بلکہ عیسیٰ کو سرفہرست رکھیں۔ ۸ مارچ ۱۹۹۴ء کو بنیاد پرستوں نے پالڈے کو برطرف کر دیا۔

باؤ نے کہا کہ ان خود ساختہ نظریہ سازوں نے ذہنوں پر مکمل قبضہ حاصل کرنے کی کوشش میں ''عورتوں سے پوری اطاعت'' کا مطالبہ کیا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں انہوں نے ایک نئی ترمیم منظور کی جو اب بنیاد پرستی کا جز ہے جس میں لکھا ہے کہ بیوی کو بڑے رکھ رکھاؤ کے ساتھ اپنے آقا شوہر کی خدمت کرنی چاہئے۔ مرد اور عورت تمام ملازموں سے جو اپنی ملازمت میں رہنا چاہتے ہوں، امید کی جاتی ہے کہ اس نئے ترمیمی اعتراف نامے کی توثیق کریں گے اور اس کا تحریری اقرار کریں گے۔

جیمز واٹ

مجھے نہیں معلوم کہ حضرت عیسیٰ کی آمد سے پہلے ہمیں آئندہ کتنی نسلوں کا شمار کرنا پڑے گا۔

امور داخلہ کے سیکریٹری جیمز واٹ (۱۹۸۲۔۸۳ء) نے ایوان کی امور داخلہ کمیٹی کی تقریر کرتے ہوئے فطری وسائل کی نگہداشت کے حق میں بظاہر دلائل کی تردید کی۔

یہودی سے فائدہ

ریلیجیس رائٹ (Religious Right) کے رہنماؤں سے یہ بات چھپی نہ ہوگی کہ یہودیوں کے ساتھ ایک مثبت تعلق رکھنا سیاسی اور سماجی دونوں اعتبار سے مفید ہے۔

(اے جیمس کلے کی کتاب Piety and Politics میں)

اسلحہ کے حامیوں کی حمایت

لاکھوں بنیاد پرست عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا اور ابلیس کے درمیان آخری معرکہ ان کی زندگی ہی میں شروع ہوگا۔ اور اگرچہ ان میں سے بیشتر کو امید ہے کہ انہیں جنگ کے آغاز سے پہلے ہی اٹھا کر بہشت میں پہنچا دیا جائے گا، پھر بھی وہ اس امکان سے خوش نہیں کہ عیسائی ہوتے ہوئے وہ ایک ایسی حکومت کے ہاتھوں غیر مسلح کر دیئے جائیں گے جو دشمنوں کے ہاتھوں میں بھی جا سکتی ہے۔ اس انداز فکر سے ظاہر ہے کہ بنیاد پرست فوجی تیاریوں کی اتنی پر جوش حمایت کیوں کرتے ہیں۔ وہ اپنے نقطہ نظر سے دو مقاصد پورے کرتے ہیں، ایک تو امریکیوں کو ان کی تاریخی بنیادوں کے ساتھ جوڑتے ہیں اور دوسرے ان کو اس جنگ کے لئے تیار کرتے ہیں جو آئندہ ہوگی اور جس کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بائبل پر یقین رکھنے والے لاکھوں کرسچین اپنے آپ کو اتنی پختگی کے ساتھ ڈیویڈینز (Davidians) یعنی ٹیکساس کے قدیمی باشندوں کے ساتھ کیوں جوڑتے ہیں۔

(ڈیمن تھامسن کی تصنیف The End of Time: Faith Faith and Fear with Shadows of Millenium سے)

مستقبل

میں نہیں مانتا کہ بٹپسٹ جو عیسیٰ کو اپنی زندگی میں ہر بات پر مقدم رکھتے ہیں، اس بنیاد پرستی میں شامل ہو جائیں گے، جہاں سیاست کو اولیت حاصل ہے۔
میں بیلر یونیورسٹی کے چانسلر ہربرٹ رینالڈز کی اس وقت حمایت کرتا ہوں جب وہ بٹپسٹ کے اصل دعویداروں (Mainstream) کو چیلنج کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ سدرن بٹپسٹ کنونشن کی گندی سیاست سے باہر نکل آئیں۔
ٹیکساس کے بپٹسٹوں نے اپنی جماعت، توانائی اور اقتصادی طاقت کے ہوتے ہوئے ۱۹۹۹ء میں تقریباً دس کروڑ ڈالر کے عطیات دیئے۔ ٹیکساس کے بٹپسٹ جنرل کنونشن میں اتنی طاقت ہے کہ وہ متعدد چھوٹے چھوٹے گروپوں کو رسمی یا غیر رسمی طور پر ایک نئی بپٹسٹ وحدت میں جوڑ سکتے ہیں۔ ہم ٹیکساس کے بپٹسٹ جو امریکہ کی نویں سب سے بڑے ادارے کی نمائندگی کرتے ہیں اور جس کی تعداد رکنیت تیس لاکھ کے قریب ہے اپنے لئے خود مواقع پیدا کر سکتے اور خدمت کا الگ راستہ نکال سکتے ہیں۔ ''ہمارے پاس اپنا عیسیٰ ہے، جو اطاعت کئے جانے کے قابل ہے۔''
(ہوسٹن کے بپٹسٹ لیڈر اور The Battle of Beptist Integrity کے مصنف کے قلم سے)

کرسچین رائٹ (Christian Right) کی طاقت

☆ ۱۹۹۹ء میں کرسچین کولیشن ایک لاکھ رضا کاروں کی بھرتی کیلئے اپنا ایک کروڑ ستر لاکھ ڈالر کا بجٹ استعمال کر رہی ہے۔ یہ کولیشن رابطے کا کام کرینگے اور خاص خاص مذہبی اجتماعات میں خدمت انجام دینگے۔ ریپبلکن پارٹی کے اندر ریلیجس رائٹ کی زبردست تنظیمی طاقت ہے۔ حقیقی طور پر وہی امریکہ کے آئندہ صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ (The Interfaith Alliance, Washington DC) کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ولٹن گیڈی کا بیان۔

☆ دی ریلیجس رائٹ ری پبلکن پارٹی کی تقریباً ایک تہائی تعداد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ تقریباً بیس ریاستوں کے اندر (GOP) تنظیموں کو کنٹرول کرتے ہیں اور دوسری درجن بھر ریاستوں میں بھی ایک بڑی طاقت رکھتے تھے۔

(رائس یونیورسٹی میں سوشیالوجی کے پروفیسر ولیم مارٹن)

معیار کی حد، سب کے لئے

امریکہ میں آٹھ سال تک ایک ایسا صدر بھی تھا (ریگن) جسے یقین تھا کہ وہ وقت کے خاتمے پر (قرب قیامت کے دنوں میں) زندہ ہے بلکہ یہ آس لگائے بیٹھا تھا کہ یہ واقعہ اس کے انتظامی زمانے میں ہی پیش آئے گا۔

(فرینک کرموڈ Apocalyse Theory and the End of the World)

حاصل کلام

Dispensationalism (یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ دو بار ظہور کریں گے) نسبتاً ایک نیا عقیدہ ہے۔ اس کی عمر دو سو برس سے بھی کم ہے لیکن حالیہ برسوں میں اس نے زبردست مقبولیت حاصل کر لی ہے۔

اول یہ کہ جو لوگ آخری جنگ عظیم (Armageddon) کے دینی نظریئے کی تبلیغ کرتے ہیں، وہ Anti-Semitic (یہودیوں کے مخالف) ہیں۔ جیری فال ول اور دوسرے ''خدا کی مرضی'' والے عقیدے کے لوگ (Dispensationists) اسرائیل سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ کوئی بھی فرد حتی کہ خود اسرائیلی بھی یہودی ریاست کی حمایت اتنی بلند آہنگی سے اور مشروط طور پر نہیں کرتے جتنا یہ لوگ کرتے ہیں۔ اسرائیل کے لئے ان کی حمایت کسی احساس جرم کے تحت نہیں ہے کہ ان پر ماضی میں ظلم ہوا، اور نہ اس لئے کہ یہودیوں نے زبردست تباہی (Holocaust) دیکھی۔ بلکہ ان کی حمایت کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اسرائیل کو ''اسی جگہ'' دیکھنا چاہتے ہیں جہاں حضرت عیسیٰ کا دوسری بار ظہور ہوگا۔ ادھر فال ول اور دوسرے (Dispesationalists) یہودیوں سے متعلق ان کے یہودی ہونے کی بناء پر حقارت آمیز باتیں کرتے ہیں۔

دوئم یہ کہ (Dispensationalists) خدا کے بارے میں اور اس زمین پر آباد چھ ارب انسانوں کے بارے میں ایک نہایت محدود فکر رکھتے ہیں۔ وہ صرف ایک قبائلی خدا سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں جو صرف دو قوموں کو جانتا ہے، ایک یہودی اور دوسرے عیسائی۔ کرسچین ہونے کے حوالے سے وہ ایسی ساری باتیں کرتے ہیں جو ان کے

لیے اہم ہیں۔ان کی گفتگو کا محور اسرائیل ہے۔ وہ اس تصور کے قائل ہیں کہ خدا نے یہودیوں جن کی تعداد اب ایک کروڑ چالیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے، ''زمینی'' راستے پر چلا دیا ہے۔اور ایک بلین عیسائیوں کو خدا نے ''بہشتی'' راستے پر چلا دیا ہے۔ باقی رہے دنیا کے پانچ بلین افراد، ان کا خدا کے ''ریڈار اسکرین'' پر کوئی وجود نہیں تا آنکہ وہ انہیں طلب کرے یعنی جب آرمیگیڈن کا ہولناک مرحلہ سامنے ہو اور خدا انہیں ہلاک ہو جانے دے۔ خدا کو اور کائنات کو اس تنگ نظری سے دیکھنے کے باوجود یا اس کے باعث، (Dispensationalists) ایک تیسری خصوصیت رکھتے ہیں جیسے کسی فلم کا منظر نامہ ہو جو تین ادوار میں کھلتا ہے اور پھر سب کچھ خوشی خوشی سے ختم ہو جاتا ہے۔ آخر میں نجات کی ایک صورت فضائی نجات (Rapture) سے نکلتی ہے۔ یہ نجات صرف انہی جیسے چند منتخب لوگوں کے لئے ہوگی۔ ہمفرے نامی ایک پرسبائٹیرین پادری (Presbyterian Minister) نے جو ریٹائر ہو چکے ہیں اس کی وضاحت اس طرح کی کہ ''وہ انہی لوگوں سے اپیل کرتے ہیں جو یہ محسوس کرتے ہوں کہ وہ گروپ کے ''اندر'' ہیں سارے رازوں سے واقف ہیں، بے پایاں علم رکھتے ہیں اور ان پر کشف ہوتا ہے۔''

جی اے ولز نے اپنی کتاب (Neo Fundamentalism) میں لکھا ہے کہ یقین کے حصول کی خواہش دراصل ان لاکھوں افراد کی خواہش کی عکاسی کرتی ہے کہ وہ انفرادی لیڈروں کی حاکمیت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ایک بنیاد پرست پادری کے اختیارات عام روایتی کلیساؤں کے پادریوں یا مسیحیت کے روایتی عالموں سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں انہیں جو کامیابی اپنے مقلد بنانے میں ہو رہی ہے اور کامیابی بھی نہایت بڑے پیمانے پر، اس سے فطری طور پر ان کے اعتماد میں اضافہ ہوا ہے اور کبھی کبھی تو اتنا اضافہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو واقعی روحانیت سے لبریز پاتے ہیں۔

ان کے کردار کا چوتھا پہلو تقدیر پرستی (Fatalism) ہے۔
(Disensationalists) کہتے ہیں کہ دنیا بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ ''ہم کچھ نہیں کر سکتے۔'' وہ جاری رہنے والی صورت حال پر کڑی تنقید تو کرتے ہیں، لیکن اسے بدلنے اور بہتری پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کے پادری (Pastors) اس خدا کے بارے میں تبلیغ کرتے ہیں، جو غصے، انتقام اور جنگ کا خدا ہے۔ وہ یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ خدا نہیں چاہتا کہ ہم امن کے لئے کام کریں۔ بلکہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم ایک ایٹمی جنگ چھیڑ دیں جس سے یہ کرۂ ارض تباہ و برباد ہو جائے۔

برطانوی کلیسا کے ایک رکن رابرٹ جیوٹ کا کہنا ہے کہ یہ عقیدہ کہ خدا نے آرمیگیڈن آخری ہولناک جنگ کا ہونا مقدر کر دیا ہے اور پھر اس کی مسلسل تبلیغ کرتے رہنا چاہئے۔ اس کا ایک خوفناک نتیجہ یہ بھی ہے کہ'' آئندہ کی صورت حال جو بیان کی جاتی ہے اسے پیدا کرنا بہت آسان ہو گیا ہے، چنانچہ اس کی تفسیر میں اس کی تکمیل کی صورت پوشیدہ ہے''۔
(Arguing The Apocalypse) کے مصنف اسٹیفن اولیری کہتے ہیں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وقت کے خاتمے کے بارے میں پیش گوئی سے ہماری ساری امیدیں مشروط ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ایٹمی جنگ شروع کرنے کی خواہش الوہی فیصلے کی ایک مذموم تکمیل ہوگی۔

جیری فال ویل کے جو خطبے اور ٹم لے ہائی ، جان ہیگی اور دوسرے (Dispensationalists) پادریوں کی جو تقریریں میں نے سنی ہیں ان میں میں نے ایک لفظ بھی کائنات کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی محبت یا پھر پہاڑ کی بلندی پر خطبے کے حوالے سے نہیں سنا۔

میں نے جیری فال ویل کو تقریر کے دوران چیختے ہوئے سنا ''عیسیٰ محض ایک نبی نہیں

تھے''۔آرماگیڈن کے عقیدے کے ماننے والے پادری عیسیٰ کو پانچ ستاروں والا ایک جنرل بنا کر پیش کرتے ہیں جو ایک گھوڑے پر سوار ہے اور ساری دنیا کی فوج کی قیادت کر رہا ہے۔وہ ایٹمی اسلحہ سے لیس ہے اور کروڑوں اربوں انسانوں کو جو غیر مسیحی ہیں ہلاک کرتا ہے۔

جان کراسین نے اپنی تصنیف (The Birth of Christianity) میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات عدم جارحیت اور عدم تشدد پر مبنی تھیں۔اس کے علاوہ جان کراسین کا بیان ہے کہ عیسیٰ نے سماجی مساوات کے سچے عقیدے کا درس دیا ہے۔''آپ کے خدا کا کردار'' کے زیر عنوان وہ لکھتے ہیں کہ عیسیٰ ایسے ہر نظریئے کو رد کر دیں گے جس کی رو سے خدا ''غیظ و غضب اور انتقام کا خدا'' قرار دیا جائے۔

کسی بھی عظیم اور سچے مذہب میں ہمیں یہ الفاظ ملیں گے کہ ''ایک نیا آسمان اور نئی زمین'' پیدا کر دے جس میں عیسائی امن اور عافیت کے ساتھ زندگی گزاریں۔ایسا مذہب جو ہمیں حسن سلوک کی تعلیم دے اور سب سے وہی طریقہ برتے جس طریقے کی وہ دوسروں سے توقع رکھتا ہے یعنی عدل،انصاف،مفاہمت،رواداری اور رحم۔ہم میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ اپنے خالق کے کردار کو جیسا چاہے بنا کر پیش کرے۔وہ جنگ کا خدا بنائے یا وہ خدا،جو ساری انسانیت سے پیار کرتا ہے۔امن کا خدا۔

اصطلاحات کی توضیح

Anti-Christ: (دجال)۔ عیسائیوں کا مجسم مخالف چاہے وہ شیطان ہو یا انسانی شکل میں جوان کی حکومت کو اپنے تصرف میں لے گا، پھر کچھ عرصے کے لئے حکومت کرے گا، بے روک ٹوک اور بے خوف وخطر اور یہی حکومت اس دنیا کے خاتمے کی علامت ہوگی۔

Bible: تحریروں کا مجموعہ جو آسمانی ہیں اور انسان کے وسیلے سے آتی ہیں۔ اس میں ۳۹ کتابیں قدیم صحیفے (Old Testament) کی ہیں۔ اس تعداد میں مختلف عقائد کے اندر معمولی اختلاف موجود ہے۔ بائبل کی تشکیل گیارہ سو سال کے اندر ہوئی (تقریباً ۹۳۰ سال قبل مسیح سے ایک سو سن عیسوی تک) اگرچہ اس سے پہلے زبانی اور کچھ تحریری روایات موجود تھیں۔

Biblical Inerrancy: یہ عقیدہ کہ نئے اور پرانے صحیفوں میں جو کتابیں ملتی ہیں انہیں خدا نے لکھوایا اور انسانی ہاتھوں نے نہیں لکھا، جس میں کوئی غلطی نہیں اور ان کے آٹو گراف اصلی ہیں۔

Christianity: وہ مذہب جس کی بنیاد حضرت عیسیٰ اور ان کے حواریوں کی شخصیات پر رکھی گئی۔ کلیسا اور اس کے ماننے والوں نے تاریخ کے بیشتر زمانے میں یہ عقیدہ رکھا کہ عیسیٰ نے پرانی یہودی روایات کی جگہ نئی روایات قائم کیں۔ مسیحی چرچ لاکھوں سال پر محیط خدا کی سلطنت کی علامت ہے۔ مسیحی صیہونیت کے آنے سے پہلے یہی عقیدہ عام تھا۔

Christian Zionism: یہ عقیدہ کہ یہودیوں کو ایک دوبارہ وجود میں آنے والے اسرائیل میں رہنا ہوگا اس کے بعد ہی عیسیٰ یروشلم میں ظہور کر سکیں گے۔ یہ عقیدہ اسرائیل

کومرکز ومحور بنا کر پیش کرتا ہے اور ایک ایسا اسٹیج جہاں دنیا کے خاتمے کا واقعہ رونما ہوگا۔

Conversion: (پروٹسٹنٹ Protestant) عقیدے کے لوگوں کا یہ اعتقاد کہ کوئی شخص اگر دائمی برکت چاہتا ہو تو اسے (Born Again) ہونا پڑے گا، یعنی وہ حضرت عیسیٰ کو اپنا ذاتی نجات دہندہ مانتا ہو۔

Dispensationalism: عقیدے کا ایک پورا نظام، جس میں دیگر باتوں کے علاوہ عیسیٰ کی دوبارہ آمد کی نشانیوں کو صحیفے میں صریح طور پر بیان کیا جا چکا ہے اور ان نشانیوں کو موجودہ بین الاقوامی حالات کے اندر دیکھا جا سکتا ہے، یہ عقیدہ دو سو برس سے بھی کم مدت پرانا ہے، جسے برطانیہ کے جان ڈاربی اور امریکہ میں سائرس اسکوفیلڈ نے مقبول بنایا۔ اسکوفیلڈ ریفرینس بائبل میں یہ بات واضح طور پر بتائی گئی ہے کہ خدا کو صرف دو اقوام سے دلچسپی ہے، ایک تو یہودی جو ''زمینی راستے'' پر چل رہے ہیں اور دوسرے عیسائی جو بہشتی راستے پر گامزن ہیں۔

Evengalist: یہ خطاب عام طور پر میتھیوز، مارک، لیوک [1] اور حضرت عیسیٰ کے دوسرے شاگردوں کو دیا جاتا ہے، (Evengalical) یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''وہ شخص جو کسی خیر میں شریک ہو'' یعنی حضرت عیسیٰ کے (Gospel) (ارشادات) میں شریک ہو۔ موجودہ زمانے کے (Evengalist) میں جان ویزلے، جارج وھٹ فیلڈ، جارج فاکس جو سوسائٹی آف فرینڈس کے بانی ہیں اور ڈوائٹ موڈی شامل ہیں، جن کا شمار انیسویں صدی کے انتہائی معروف (Evengalist) میں ہوتا ہے۔ الیکٹرانک کے اس دور میں جب کہ ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ آگئے ہیں جیری فال ول، اور پیٹ رابرٹسن جیسے (Evengalist) کو بہت سربلندی حاصل ہوئی ہے کہ ان ذرائع کے ساتھ وہ لاکھوں سامعین تک پہنچتے ہیں۔

---

1. انہی حضرات کے نام کی انجیلیں آج عیسائی دنیا میں مستند سمجھی جاتی ہیں (مترجم)

Fundamentals: پروٹسٹنٹ جن کا سرا ۱۹۲۰ء - ۱۸۸۵ء کے زمانوں سے ملتا ہے۔ جب کہ ارتقاء، سائنس، تجزیے اور جدیدیت پر نظریاتی مباحث بہت شدت سے ہوتے تھے۔ (The Fundamentalists) (۱۹۱۵ء - ۱۹۱۰ء) میں اس سلسلے کے بہت سے کتابچے شائع ہوئے۔ ولیم جیننگس بریان جیسے ترجمانی کرنے والوں نے عیسائیت کی ''بنیادوں'' کا دفاع کیا۔ ۱۸۹۵ء میں ایک نیا گرا بائبل کانفرنس ہوئی جس میں پانچ بنیادی عقائد پر اتفاق کیا گیا اور طے پایا کہ اس میں کوئی ردوبدل ممکن نہیں ہوگا۔ (۱) اول بائبل غلطیوں سے پاک ہے۔ (۲) کنواری ماں سے عیسیٰ کی ولادت ہوئی۔ (۳) عیسیٰ کی موت سے گناہگار انسانیت کا کفارہ ادا ہوگیا۔ (۴) موت اور تدفین کے بعد عیسیٰ کا دوبارہ ظہور ہوگا اور (۵) خدا کا جسمانی ظہور ہوگا۔ خدا انسانی قالب میں اس طرح زمین پر ظاہر ہوگا جس طرح حضرت عیسیٰ نمودار ہوں گے۔

Millennium : ایک ہزار سال تک زمین پر خدا کی حکمرانی۔ (Evengelicals) کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ خدائی حکمرانی کے وہ ایک ہزار سال عیسیٰ کی آمد سے پہلے ہوں گے یا اس کے بعد ہوں گے۔

Premillennialists: وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ، ملینیم کے آغاز سے پہلے ذاتی طور پر واپس آجائیں گے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس کے بعد نیکی اور بدی کے درمیان آخری جنگ کے محرک وہی ہوں گے اور یوں اپنی ہزار سالہ بادشاہت قائم کریں گے۔ وہ یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ انسانی زندگی کی تاریخ یقیناً ایک مکمل تباہی پر جا کر ختم ہوگی۔ اس عقیدے کے ماننے والے دنیا کے بارے میں کوئی امید نہیں رکھتے۔ انہیں یقین ہے کہ ہمیں اس زمین کو اپنے ہی ہاتھوں سے تہس نہس کر دینا چاہیے۔

Rapture: ایک عقیدہ کہ (Bron Again Christian) زمین سے اٹھا

کر بہشت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ روایتی طور پر عیسائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ (Pilgrim's Progress) (ایک داستان) کے ہیرو کی طرح انہیں مصائب اور سختیاں برداشت کرنی چاہئیں تاکہ وہ جنت کے طلائی دروازے تک پہنچ جائیں۔ تاہم (Dispansationalists) کو یہ بتایا جاتا ہے کہ انہیں ایک پل کو بھی تکلیف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ انہیں ایک فوری (Rapture) کا تجربہ ہوگا، اس طرح وہ ان سب عذابوں اور اذیتوں سے بچ جائیں گے جو بعد میں زمین کی آخری تباہی پر ختم ہوں گے۔

Tribulation: عام طور پر یہ سات سال کا عرصہ شمار ہوتا ہے، جو اتنے شدید اتھل پتھل کا ہوگا کہ دنیا نے اس کا تجربہ پہلے نہیں کیا تھا۔ (Dispensationalists) یہ اصرار کرتے ہیں خدا اس وقفے میں یہودیوں کو خاص طور پر سزا دے گا کیونکہ وہ عیسیٰ پر عقیدہ نہیں رکھتے۔

کتاب کے بارے میں مشاہیر کی آراء

(۱) ٹی وی کے (Evengalists) اور اسرائیل کے انتہائی دائیں بازو کے عناصر کے درمیان گریس ہال سیل نے اپنے گہرے تجزیے کے بعد ایک عجیب طرح کا گٹھ جوڑ تلاش کیا ہے۔ دونوں ایک ہی بات چاہتے ہیں، جسے وہ بائبل کے احکام ''آرمیگیڈن'' سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لئے بیداری کا پیغام ہے جو مشرق وسطیٰ میں امن اور انصاف چاہتے ہیں، اور جو اپنے عقیدے کے اعلیٰ ترین مقاصد کو سربلند دیکھنا چاہتے ہیں، خواہ وہ عیسائی ہوں، مسلمان ہوں یا یہودی ہوں۔

(Allan C. Brown Field. Executive Director
American Council for Gerdaism)

(۲) گریس ہال سیل کی اس شاندار کتاب کا مطالعہ ان تمام لوگوں کے لئے لازمی ہے جو تشویش انگیز فرقہ وارانہ ذہنیت کو اور (Religious Right) کے بین الاقوامی مقاصد کو بہتر طور پر سمجھنا چاہتے ہیں۔

(Dr. Herbert Reynolds:
Chancellor, Baylor University)

(۳) بیشتر مسیحی امن کے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہال سیل کی کتاب میں یہ بات زور دے کر کہی گئی ہے کہ ان عناصر کی تحریک زور پکڑتی جارہی ہے جو اپنی نجات اور محفوظ (Rapture) سے پہلے جنگ اور ہولناک تباہی کی وکالت کرتے ہیں۔

(Dr. Ronald B. Flowers:
Prof. of Religion, Texas Christian University)

(۴) کتاب (Forcing God's Hand) کی رو سے جنونی عیسائی (Rapture) نجات اور آخری جنگ عظیم (Armageddon) کو تحریک دے کر قریب لانا چاہتے ہیں اور یروشلم کی انتہائی مقدس اسلامی عبادت گاہ (مسجد اقصیٰ) کو مسمار کیے جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہال سیل نے اس نہایت احمقانہ ''مسیحی'' کلئے کا پول کھول دیا ہے کہ یروشلم میں ایک تیسرا ہیکل سلیمانی ضرور تعمیر ہونا چاہئیے اور جانوروں کی قربانی کی تجدید ہونی چاہئیے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ ایک یہودی تخت پر براجمان ہوں گے اور پرانے صحیفے (Old Testaments) میں درج رسوم کو جاری کریں گے۔

(Andrew T. Killgore: Publisher,
Wasington Report on Middle East Affair)

(۵) ہال سیل نے ہمیں بتایا کہ ''ایک نئی جنت اور نئی سرزمین میں داخل ہونے کا بہتر راستہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے انقلابی فلسفے پر زور دیا جائے'' جیسے اپنے ہمسائے سے محبت کرو۔

(Jim Jones: Fort Worth Star. Telegram)

آرمیگاڈن کے ماننے والے یسوع عیسیٰ کو پانچ ستاروں والا ایک جنرل بنا کر پیش کرتے ہیں جو ایک گھوڑے پر سوار ہے اور ساری دنیا کی فوج کی قیادت کر رہا ہے (ص 133)

اھم اقتباسات

ایک آخری جھڑپ ہوگی، پھر خدائے تعالیٰ اس کرۂ ارض کو ٹھکانے لگا دے گا۔ خدا اس زمین، اس آسمان، سب کو تباہ کر دے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ دنیا کے کئی ارب افراد مر جائیں گے یہ آخری معرکہ انتہائی ہولناک ہوگا۔ (ص 8)

پہلا وار عیسیٰ خود کریں گے۔ وہ ایک نیا ہتھیار استعمال کریں گے جس کے وہی اثرات ہوں گے جو نیوٹرون بم کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ آپ خود ہی پڑھ لیں کہ لوگ اپنے قدموں پر کھڑے رہیں گے اور ان کے بدن کا سارا گوشت گل چکا ہوگا۔ (ص 25)

یہ مسیح دشمن (دجال) ایسا مقرر ہوگا کہ سننے والوں میں بجلی دوڑا دے گا اور انہیں حیران و ششدر کر دے گا۔ سامعین ان کی طاقت سے مسحور ہو جائیں گے اور اس کی شخصیت کے کرشمے سے بس اسی کے ہو کے رہ جائیں گے۔ وہ نگرانی کے نہایت حساس طریقے استعمال کرے گا۔ ہماری ٹیکنالوجی کی تمام تر ترقی کے باوجود وہ دنیا کو اس طرح اپنے قبضے میں لے لے گا کہ اس سے پہلے کی نسل کے لئے یہ ممکن نہیں تھا۔ (ص 31)

اسرائیلی قوم کا قیام بائبل کی پیش گوئی کی تکمیل اور بائبل کے بیان کا حاصل ہے۔ (ص 69)

ہیکل کی تعمیر بہت ضروری ہے۔ اور اس ایک علاقے کے سوا اس کے لئے کوئی اور جگہ نہیں ہے۔ (ص 73)

قرآنی آیات اور سائنسی حقائق

ONCOLOGIST

ڈاکٹر ہلوک نور باقی (ترکی)

RADIO THERAPY-RADIOBIOLOGY SPECIALIST

مترجم

سید محمد فیروز شاہ گیلانی

صفحات : 296 ☆ قیمت : -/300 روپے

ملنے کا پتہ

توکل اکیڈمی، اُردو بازار کراچی

گوانتانا موبے میں
ظلم وستم کے پانچ سال

مصنف
مراد کرناز (ترکی)

مترجم
ریاض محمود انجم

ملنے کا پتہ
توکل اکیڈمی
کاشانۂ خلیل، بالمقابل کالج برائے خواتین
اُردو بازار، کراچی
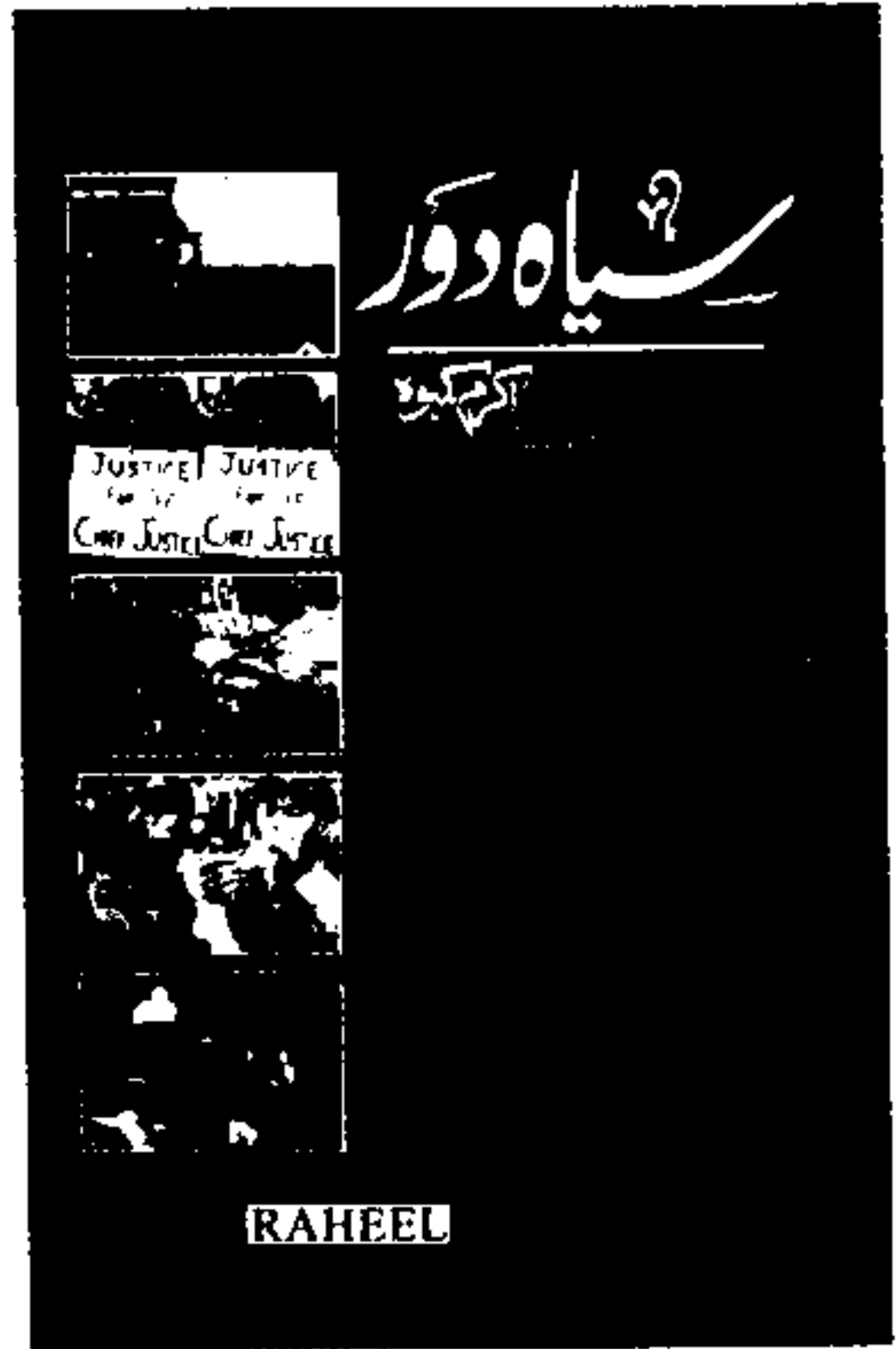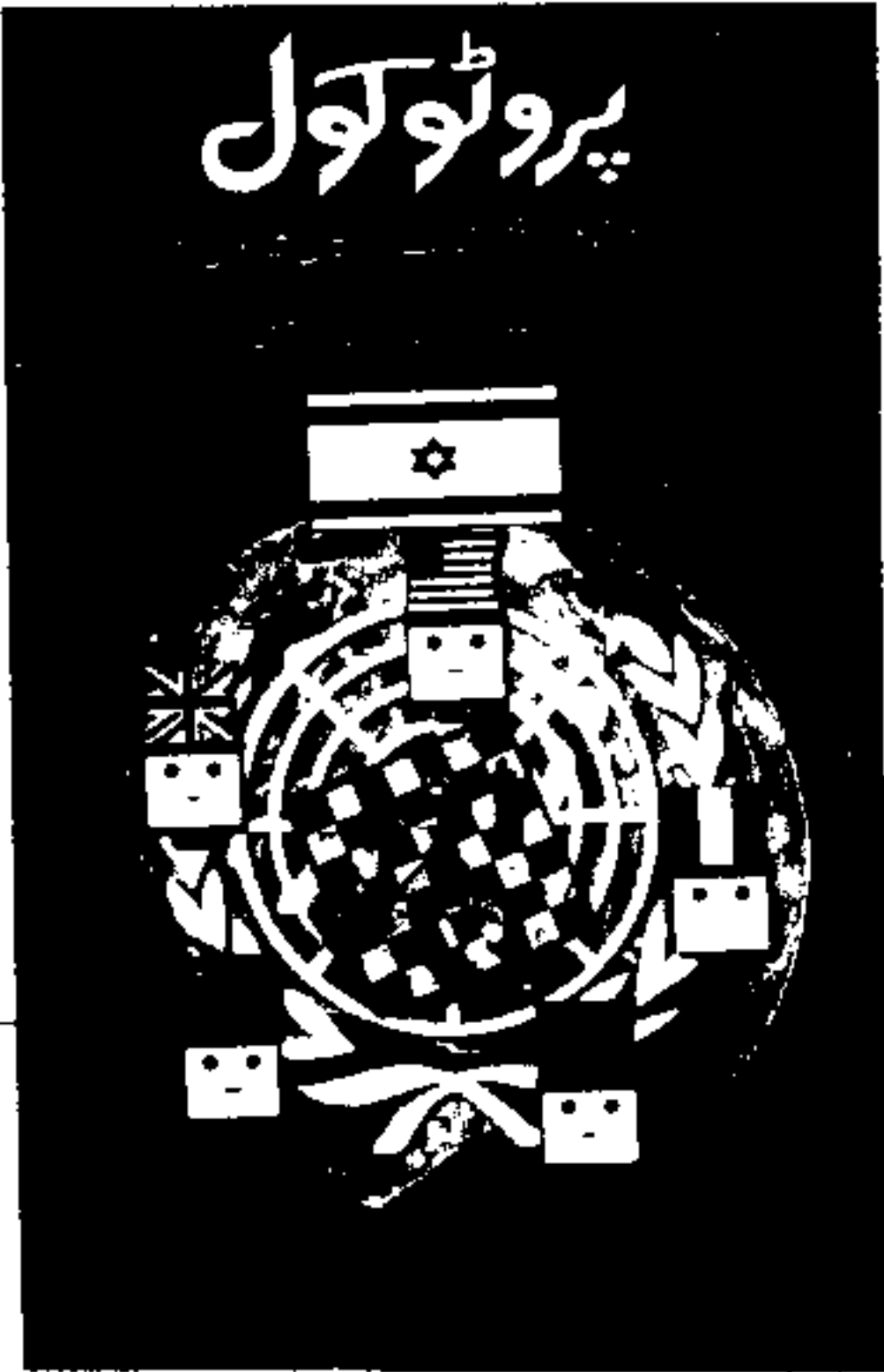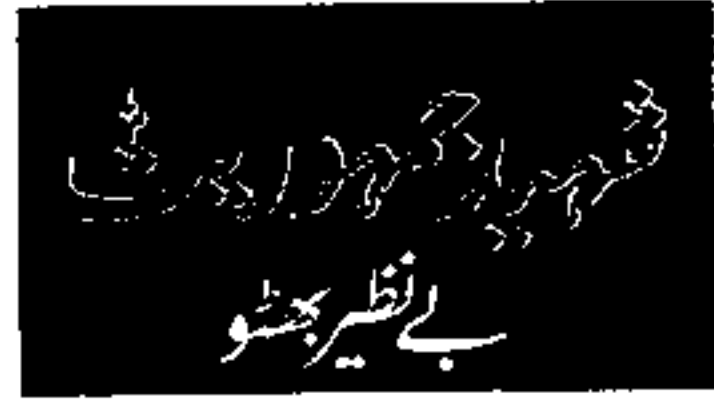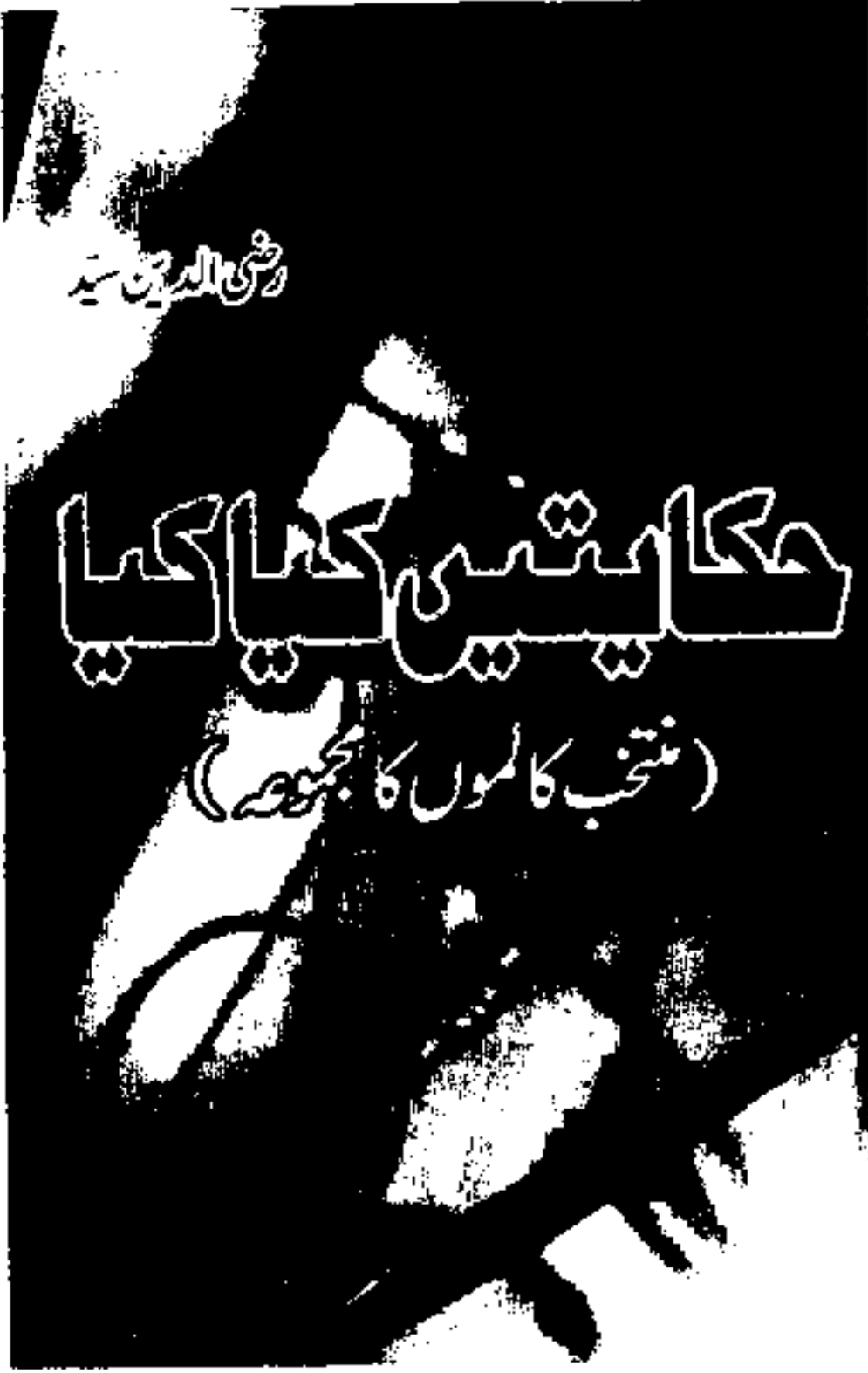
RAHEEL PUBLICATIONS KARACHI.
URDU BAZAR KARACHI. CELL: 0321-8762213